خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

جلد اول

خواجہ شمس الدین عظیمی

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

جلد اول

خواجہ شمس الدین عظیمیؔ

www.ksars.org

فہرست

پیش لفظ: 5

مقام حیرت کے 16 سال 7

تشریح، نور علیٰ نور 20

ٹائم اینڈ اسپیس کی نفی کرنے کا طریقہ 30

مسلمان کی بھلائی تفکر کرنے میں ہے 44

’دنیا کی حقیقت‘ 50

غیب یقین اور مشاہدہ 62

”کائنات کی بنیاد اللہ کا ذہن ہے“ 68

مراقبہ کیوں ضروری ہے 78

خصوصی علم کا حصول ضروری ہے۔ 81

سیرت رسول اللہ ﷺ 84

”کسی سلسلے میں شمولیت کا مقصد“ 89

ہر کنبے کا سربراہ اللہ تعالیٰ ہیں 92

اللہ کے دوست کو غم و خوف نہیں ہوتا 100

روحانی علوم کیا ہیں؟ 105

www.ksars.org

پاکستان ٹیلی ویژن پر انٹرویوز 117

حج اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے؟ 128

عرس مبارک 2004 حیدر آباد 132

صوفی ازم کیا ہے؟ 146

کیا سلوک کی راہ میں داخل آدمی کی تعلیم مرنے کے بعد قبر میں بھی جاری رہتی ہے؟ 152

اس مادی دور میں تصوف کی دنیا میں کس طرح سفر کر سکتے ہیں؟ 153

سوال: تصوف کی دنیا میں داخل ہونے کا کورس کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ 154

سوال: تصوف کی دنیا میں داخل ہونے کے بعد عملی طور پر کیا کریں اور دل کا زنگ کس طرح صاف ہو سکتا ہے؟ 155

سوال: کیا روحانیت رسالت پر ایمان لائے بغیر آسکتی ہے اور موحد کی تعریف کیا ہے؟ 155

سوال: اولیاء اللہ سے سوال کرنا یا دستگیری کی درخواست کرنا کہاں تک صحیح ہے؟ 156

سوال شرع سے روح کا سننا ثابت ہے؟ 156

سوال: قرآن میں ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو، وہ زندہ ہے؟ 157

سوال: تصوف کے انسٹیٹیوشن پر تنزل چھایا ہوا ہے آپ اس کو کس طرح دیکھتے ہیں؟ 158

سوال: کیا آپ کا تعلق کسی سلسلے سے ہے؟ سلسلہ عظیمیہ کی تفصیل کیا ہے؟ 159

سوال: روح کی حیثیت جداگانہ ہے یا انفرادی ہے؟ کیا روح با اختیار ہے یا نہیں؟ 161

سوال: شیخ کی تلاش میں انسان کیا کرے کہ اس کا ہاتھ صحیح ہاتھ (شیخ) تک پہنچے۔.. 162

www.ksars.org

سوال: تصوف اور روحانی علوم میں مراقبہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟ 165

سوال: تصوف میں فنا کی کتنی اقسام ہیں؟ 171

www.ksars.org

پیش لفظ:

مرشد کریم حضرت قبلہ عالم خواجہ شمس الدین عظیمی، خانوادہ سلسلہ عظیمیہ، حامل علم لدنی نے اپنے مرشد کریم حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کے حکم کی تعمیل کہ "خواجہ صاحب آپ کو سلسلہ چلانا ہے" دیوانہ وار جدوجہد کی۔ اس میں ضمن میں روحانی ڈائجسٹ کی اشاعت، اخبارات میں کالم، لوگوں سے ملاقات، روحانی علاج، ہفتہ وار محفل مراقبہ، مراقبہ ہالز کا قیام، روحانی لائبریریوں کا کراچی شہر اور ملک کے دوسرے شہروں میں جال پھیلایا اور بے شمار لیکچر دئے اور تقاریر کی۔ سلسلہ عظیمیہ کے پرخلوص دوستوں نے آپ کی تقاریر کو محفوظ کرنے کے لیے ان کو آڈیو کیسٹ پر ریکارڈ کرنا شروع کیا اور یہ آڈیو کیسٹ علم اور تعلیمات کو پھلانے کا موثر ذریعہ ثابت ہوئے۔ ٹیکنولوجی میں تبدیلی آئی اور وہ کیسٹ پلیئر اور آڈیو کیسٹ جو ہر کسی کو دلعزیز ہوتے تھے، ناپید ہو گئے۔ ڈیجیٹل دور میں ان میں سے بہت سی آڈیو کیسٹ کو سی ڈی پر محفوظ کر لیا گیا۔ مگر بہت سی کیسٹ پرانی یا کوالٹی میں کمی کی وجہ سے آڈیو پر منتقل نہیں ہو سکی۔

اللہ تعالی نے بھائی محمد ایاز عظیمی (سرکولیشن مینجر) ماہنامہ قلندر شعور کے دل میں خیال ڈالا اور آپ نے باقاعدہ اسٹاف رکھ کر ان آڈیو کیسٹ کو ان پیج میں اردو میں ٹائپ کروانا شروع کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑا پروجیکٹ تھا۔ انہوں نے 100 زائد کیسٹ کو ٹائپ کروایا۔ ان کی مرشد کریم کے ساتھ دوسری مصروفیت کی وجہ سے وہ اس کی پروف ریڈنگ نہ کر سکے اور کافی عرصہ تک یہ عظیم خزانہ کمپیوٹر کی ڈسک پر ہی محفوظ رہا۔ ایاز بھائی نے یہ فائلز مختلف لوگوں کو پڑھنے کے لیے بھی دی۔ ان ہی لوگوں میں سے ایک صاحب سے یہ فائلز مجھ تک پہنچی۔

میں نے 2014 میں ان کو پڑھنا شروع کیا۔ پروف ریڈنگ کی بہت غلطیاں تھی۔ ٹائپ کرنے والے لوگ چونکہ سلسلہ کی تعلیمات سے بہت زیادہ واقف نہ تھے اس لیے، آواز کی خرابی کی بنا پر، یا کسی دوسری وجہ سے بہت سی جگہ کچھ سے کچھ ٹائپ کر کے بہت سی جگہ غلطیاں اتنی سنگین تھی کی تمام مفہوم تبدیل ہو جاتا تھا بلکہ گستاخی کی حدود میں داخل ہو تا تھا۔ بقول شاعر ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے۔ ان فائل کی پروف ریڈنگ کی، غلطیوں کو درست کیا۔ پرنٹ لیا اور 2017 میں پانچ جلدوں کی صورت میں مرشد کریم کی خدمت پیش کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور محنت وصول ہوئی۔

اب 2019 میں خیال آیا کہ خزانہ صرف ہارڈ ڈیسک اور کاغذ پر پرنٹ تک محدود نہیں رہنا چاہے۔ اس کو عوام الناس اور سلسلے کے دوسرے بہن بھائیوں تک بھی پہنچنا چاہے۔ اس لیے ان پانچ جلدوں کو، تین جلدوں کی صورت میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔

اللہ کا شکر ہے پہلی جلد جس میں 73 تقاریر کو شامل کیا گیا ہے۔ حاضر خدمت ہے۔ بہت سی جگہ ابھی بھی غلطیاں ہونے کا امکان ہے۔ برائے مہربانی ان سے ہمیں مطلع فرمائے

www.ksars.org

اللہ تعالیٰ میرے مرشد کو اللہ کے حضور عظیم ترین بلندیوں سے سرفراز کریں، اللہ آپ کو اپنی ان نعمتوں سے نوازے جن سے اس سے پہلے کسی کو نہ نوازہ ہو، اپنی انتہائی قربتیں عطا کریں۔ ہمیں آپ کے مشن کا حصہ بنائے۔ ناسوت، اعراف، حشر نشر، جنت دوزخ، ابد اور ابد الاباد تک مرشد کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین

مرشد کا داس

www.ksars.org

مقام حیرت کے 16 سال

صرف تین چیزوں پر قابو پانے سے آدمی روحانی ہو سکتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاضرین مجلس خواتین و حضرات، مراقبہ ہال کے انچارج صاحبان، عظیمیہ روحانی لائبریوں کے لائبریرئین، پاکستان اور بیرون پاکستان سے آنے والے مہمان گرامی محترم دوست عزیزن گرامی قدر آپ کا اس اجتماع میں ہمت کے ساتھ بیٹھنا، آپ کا مرکزی مراقبہ ہال میں قیام، دور دراز سے سفر کی صعوبت برداشت کر کے اللہ کے نام پر اور اللہ کے عرفان کی تلاش میں یہاں آنا یہ سب میرے لئے باعث افتخار ہے، باعث عزت ہے اور قابل ستائش ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کی جو بنیاد رکھی گئی اور حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں سلسلہ چلانا ہے جس وقت حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے یہ بات فرمائی میرے ذہن میں اس وقت سلسلے کے بارے میں صرف اتنا تھا کہ سلسلے کے سربراہ کے لیے بس اتنا ضروری ہے کہ وہ دستار اور گدی سے واقف ہو، اونچی جگہ بیٹھنے والا بندہ ہو، اس کے آگے پیچھے بہت سارے لوگ ہوں جو لوگ سامنے ہوں وہ سر جھکائے ہوئے ہوں اور جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوں ان کے اندر اتنی جرت نہ ہو کہ وہ آنکھ اٹھا کر مرشد کے چہرے کو دیکھ سکے، مرشد کی وراثت میں مریدین کا کوئی حق نہ ہو۔ مقصد یہ ہے کہ میرے ذہن میں سلسلے کے بڑوں کے لئے ایک ماورائی ہستی کا تصور تھا۔ یہ بات بالکل نہیں تھی کہ مرشد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے اندر بھی کچھ ہوتا ہے اور یہ بات اس لئے ذہن میں نہیں تھی کہ زندگی میں کبھی یہ سنا ہی نہیں تھا کہ انسان کی اصل زندگی تو باطنی زندگی ہے اور یہ ظاہری زندگی تو سب مفروضہ فکشن کا نام ہے۔ میں نے یہ سب کچھ سوچ کر حضور کے سامنے عرض کیا کہ صاحب آپ نے ایسی عجیب بات فرمائی ہے کہ جس کا تصور بھی میرے ذہن میں نہیں بنتا اس لئے کہ اگر روحانی استاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ میں اچھا مقرر ہوں، تو تقریر مجھے نہیں آتی اگر مرشد کے لئے ضروری ہے اس کی معلومات عام لوگوں کی معلومات سے زیادہ ہو تو، میں نے تو کبھی اسکول کے اندر قدم ہی نہیں رکھا باہر سے بہت اسکول دیکھیں ہیں لیکن اندر کبھی قدم ہی نہیں رکھا مرشد کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کے اندر روح کی بالیدگی ہو اس کو روحانی پرواز حاصل ہو تو میں نے تو کبھی یہ بات سنی بھی نہیں ہے کہ روح بھی کبھی پرواز کرتی ہے۔ جس ماحول میں، میں پیدا ہوا جس ماحول میں، میں نے نشو و نما پائی وہاں پر روح کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جاتا تھا کہ مادی جسم کے علاوہ کوئی اور جسم بھی ہے۔ یہ میں نے اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں حضور کی خدمت میں عرض و معروضات پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ بھئی بات یہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو نوازنا چاہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ کس آدمی میں کیا صلاحیت ہے کس آدمی کے اندر کتنی سکت ہے۔ کوئی آدمی کتنا کام کر سکتا ہے نہیں دیکھتے، اللہ تعالیٰ کا ایک اپنا مزاج ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نوازتے ہیں تو نوازش اور کرامات کا یہ حصہ ہے کہ اس بندے کے اندر خود بخود تمام صلاحتیں پیدا ہو جاتی ہیں وہ اگر گونگا ہے تو بولنے لگتا ہے بہرا ہے تو سننے لگتا ہے اس کے اندر قوت پرواز نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بال و پر دے دیتا ہے وہ اگر بدصورت ہے تو

www.ksars.org

لوگوں کو خوبصورت نظر آتا ہے اگر اس کا تکلم اچھا نہیں ہے تو اس کے تکلم میں ایسی شیرینی اور حلاوت اللہ تعالیٰ داخل کر دیتا ہے کہ سننے والے اس کے تکلم کا انتظار کرتے ہیں اس کو لوگ ناچاہتے ہوئے بھی ایسے سنتے ہیں اس کے چہرے پر ایک ایسی انوار و تجلیات کی چادر تن جاتی ہے کہ لوگ چہرے کو تکتے رہتے ہیں سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے معاملات ہیں آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہئے آپ کا کام صرف اتنا ہے اللہ تعالیٰ نے کیونکہ انتخاب کر لیا ہے اس لئے آپ راضی بہ رضا ہو جائیں۔ تو راضی بہ رضا ہو کر خود کو مرشد کے سپرد کر دیا مرشد نے توجہ سے، تصرف سے گفتگو سے، تربیت کی، اب تربیت کا محور یہ ٹھہرا تو صدیوں پرانی جو خاندانی روایات ہیں ان روایات کو ختم کر کے نئی روایات میں زندگی گزریں اور وہ نئی روایات کیا ہے وہ نظر نئی روایات آتی ہیں لیکن اصل میں اصلی روایات وہی ہیں کہ انسان جو بھی کچھ کریں وہ اللہ کے لئے ہو، اس میں اپنی ذات کا عمل دخل نہ ہو۔ اس بنیاد پر تربیت شروع ہوئی ظاہر ہے صدیوں پرانا شعور اس بات کو کیسے برداشت کر لیتا صدیوں پرانی روایات اور اس نئی زندگی کی روایات کے بیچ لڑائی شروع ہو گئی۔ شعور میں اور پیر و مرشد کی طرز فکر میں بہت لڑائی ہوئی بہت تکلیف بھی ہوئی، بہت زیادہ مزاحمت بھی کی گئی مزاحمت جب بڑھ گئی تکلیف اتنی زیادہ ہو گئی کہ احساسِ تکلیف ختم ہو گیا تو ایک دن سامنے بیٹھا کر فرمایا کہ زندگی گزارنے کے دو طریقے ہیں، خوش رہو یا ناخوش رہو۔ خوش رہنے کے بھی دو طریقے ہیں۔ کچھ بننے کے بھی دو طریقے ہیں، کسی سے کچھ حاصل کرنے کے بھی دو طریقے ہیں اور کسی کو کچھ دینے کے بھی دو طریقے ہیں اور وہ دو طریقے یہ ہے انسان کے اندر اتنی صلاحیت ہو کہ وہ دوسروں سے اپنی بات منوا سکے، انسان کے اندر یہ صلاحیت ہو وہ دوسروں کو اپنا ہم ذہن بنا سکے، انسان کے اندر یہ صلاحیت ہو وہ صدیوں پرانی روایات کو سینے سے لگا کر ان روایات کا تحفظ کر سکیں، ان روایات کو جاری و ساری رکھنے کے لئے ساری دنیا سے مقابلہ کر سکیں۔ ایک تو یہ طریقہ اس طریقے کو دنیا والے Independent دنیا کہتے ہیں خود مختار زندگی کہتے ہیں۔ یعنی جو آپ چاہتے ہیں وہ دوسروں سے منوایا جائے، جو آپ خود ہیں وہ دوسروں کو بنا دیں دوسرا طریقہ وہ یہ ہے آپ اپنی نفی کر دیں یعنی Independent زندگی کو داغ مفارقت دے کر Dependent ہوں۔ دوسروں کے اوپر خود کو چھوڑنا آپ کی جو ساخت ہے آپ کی جو تخلیق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس فطرت سے پیدا کیا ہے وہ فطرت Independent نہیں ہے۔ آپ کی ساخت ہی اس بنیاد پر ہوئی کہ آپ Dependent ہو کر زندگی گزاریں لہذا ضروری ہے کہ Independent خود مختار زندگی سے دست بردار ہو اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیں آپ کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے آپ کسی کو اپنا بنا لیں آپ کے اندر یہ صلاحیت بے حد تک موجود ہے آپ دوسرے کے بن جائیں بات اتنی گہری تھی ہے کہ آپ لوگ محسوس کر رہے ہونگے اب تک سمجھ میں نہیں آیا کیا بات ہوئی۔ اپنے آپ کو کیسے دوسروں کے سپرد کر دیں اپنی اناء کو اپنی ذات کو کس طرح ختم کر دیا جائے بہر حال میں نے غور و فکر کیا اور اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ اس خود مختار زندگی سے مجھے نجات عطا فرما دے اور پابند زندگی Dependent زندگی ہمیں عطا کر دے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کے بھروسے سے میری سمجھ میں آ گئی جب مرشد اپنا ہے، جب یہ بات تسلیم ہے کہ مرشد ہی نے سب کچھ بتانا ہے تو یہ بات بھی سامنے ہے کہ مجھے تو یہ علم آتا ہی نہیں یہ بھی پتا نہیں ہے میں کہاں سے آیا ہوں یہ بھی پتا نہیں مجھے کہاں جانا ہے اس کا بھی سراغ نہیں ملتا تو پھر یہ زندگی فی الواقع کیا ہے؟ مفروضہ ہے؟ فکشن ہے؟ کیا ہے؟ بہر حال میں نے یہ بات طے کر لی مجھے اب Independent زندگی نہیں گزارنی

www.ksars.org

جو کچھ کہا جائے گا وہ ہو جائے گا بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے تربیت کا سلسلہ شروع ہو گیا ایسی ایسی باتیں سامنے آئیں جن باتوں کو شعور نے قبول کرنے سے انکار کیا نہ صرف انکار کیا بلکہ شعور پر ایسی ضرب پڑی کہ انسان اس تکلیف کا ادراک تو کر سکتا ہے لیکن الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ ذہن کے اندر ایک لڑائی ہوتی تھی حضور نے کچھ فرمایا شعور کہتا ہے یہ بات بڑی غلط ہے اس کا نہ شعور سے تعلق ہے، اس بات کو نہ دنیاداری سے کوئی تعلق ہے، نہ کوئی قاعدہ ضابطہ یہ بتاتا ہے کہ یہ صحیح غلط کا تجھے پتا ہی نہیں کیسے فیصلہ کیا جائے کہ تو صحیح ہے، غلط ہے، لہذا کچھ پتا ہی نہیں تو مرشد کا کہنا صحیح ہے اس مزاحمت میں اس لڑائی میں بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے کندھوں پر وزن پڑ گیا اور وزن کا احساس منوں کے حساب سے کئی ٹن وزن کندھوں پر رکھا اور اس وزن سے میں گر جاتا تھا اور اس وزن کا اتنا بوجھ ہوتا تھا، اتنا بوجھ ہوتا تھا اس کا وزن اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ میں کھڑے کھڑے بیٹھ جاتا تھا اور باوجود ہمت اور کوشش کے کھڑا نہیں ہوتا تھا مجھے فزیکلی محسوس ہوتا تھا کندھوں پر زیادہ وزن ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا ایک بات انہوں نے فرمائی آسمان کی اور شعور نے زمینی حواس سے جو سمجھنا چاہا تو اس میں بھی شعوری مزاحمت اتنی زیادہ ہو جاتی تھی خودکشی کو دل چاہتا تھا، کپڑے پھاڑنے کو دل چاہتا تھا، کبھی کبھی تو یہ دل چاہتا تھا کہیں چھلانگ لگالوں چھت کے اوپر سے، کبھی دل چاہتا تھا سمندر میں کود جاؤں یعنی اس قسم کبھی بیزاری، اذیت، تکلیف کہ جس کے بارے میں کوئی کسی سے تذکرہ بھی نہیں جا سکتا تھا اس لئے کہ کوئی ہم راز ہی نہیں تھا اب اگر پرومرشد سے اس کیفیت کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تو یہ بات تو ظاہر تھی ان ہی کی وجہ سے سب کچھ ہو رہا تھا تو یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا رہا اذیت اور تکلیف کے احساس سے شعور بے فکر ہوتا رہا کبھی کھانے کی تکلیف، کبھی پہننے کی تکلیف، کبھی نیند نہ آنے کی تکلیف، کبھی منفی خیالات کا دباؤ، کبھی شیطانی وسوسوں کا دور، کبھی رحمان غالب آجاتا تھا کبھی شیطان غالب آجاتا تھا یہ سلسلہ دس سال تک چلا، اگر دس سالہ زندگی میں خوشی اور غم دونوں متوازی ہوتے ہیں کسی چیز کا غم نہیں ہوتا کسی چیز کی خوشی نہیں ہوتی تھی، لیکن دس سالوں میں ممکن ہے کہ دس ہفتے خوشی کے گزریں ہونگے باقی سب اذیت ہی ہوگی یہ بات سب جانتے ہیں جب کوئی آدمی اذیت سے گزرتا ہے اذیت کا دور خوشی کے دور میں نہ وہ بیان کر سکتا ہے نہ وہ تاثر قائم ہوتا ہے۔ ایک آدمی اگر پریشان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پریشانی دور کر دی تو جب وہ پریشانی دور ہو جاتی ہے تو اس پریشانی کو بیان تو کرتا ہے لفظوں میں لیکن اس پریشانی کا کوئی تاثر قائم نہیں ہوتا۔ دس سال یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، ان کے انعام سے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی توجہ اور نسبت سے ایسا ہو گیا اس دس سال کے بعد ذہن کی بنیاد یہ بنی کہ جو کچھ کہا جاتا تھا بس وہی سب کچھ تھا اور جو کچھ نہیں کہا جاتا تھا وہ کچھ نہیں تھا۔ ذہن کے اندر کوئی خیال ہی نہیں آتا تھا ایسا لگتا تھا ذہن ماؤف ہو گیا ہے جو بات جتنی کہہ دی بس اتنی سمجھ میں آگئی نہ لفظوں کا کوئی مفہوم ذہن میں آتا ہے نہ کوئی معنی سمجھ میں آتے ہیں نہ اس کے پیچھے کسی حکمت کا پتا چلتا ہے انہوں نے کہا صاحب یہ ایک لوٹا ہے بس ایک لوٹا ہے، لوٹا کیا ہے یہ کچھ نہیں تو تربیت کا یہ سلسلہ چلتا رہا چلتا رہا اور سولہ سال تک یہ سلسلہ رہا۔ دس سال تو اذیت کا سلسلہ قائم رہا اور چھ سال اس اذیت کو بھولنے کا سلسلہ قائم رہا سولہ سال کے عرصے میں ذہن کی رفتار بھی بڑھی، انداز تربیت میں بھی تبدیلی آئی اور تبدیلی یہ آئی یہاں کچھ بھی ہے جو بھی کچھ ہے وہ اللہ ہے، اللہ چاہتا ہے بندہ پیدا ہو جاتا ہے، اللہ چاہتا ہے وہ بندہ جوان ہو جاتا ہے اور اللہ چاہتا ہے وہ بندہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے پیدا ہوا جوان ہوا بوڑھا ہوا مر گیا، یہی پوری کائنات کی

www.ksars.org

زندگی ہے، جب پیدا ہوا کچھ ساتھ نہیں تھا جب مرا کچھ ساتھ نہیں لے گیا محلات بنائے، کارخانے لگائے، دوکان کی، روزگار کے حصول میں جدوجہد کی، دنیا بھی خراب کی' آخرت بھی خراب کی، اچھا آیا تھا برا چلا گیا یہ بات سولہ سال بعد ذہن میں آئی۔ ذہن میں تو سب کے آتی ہے سب جانتے ہیں کہ کوئی آدمی یہاں نہ کچھ لے کر آتا ہے نہ کچھ لیکر جاتا ہے ہر آدمی یہ جانتا ہے لیکن اس بات کا یقین آدمی کے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ یقین پیدا ہونے کے لئے آدمی یہاں کچھ لیکر نہیں آتا اور کچھ لیکر نہیں جاتا اس یقین کو مستحکم ہونے کے لئے سولہ سال زندگی کے لگے۔ اور وہ سولہ سال کی زندگی انفرادی زندگی نہیں ہے۔ مرشد کی قربت کی زندگی ہے شب و روز مرشد کے ساتھ قربت رہی یہ بات سمجھ میں آئی کہ بھئی سچی بات یہ ہے کہ انسان نہ پیدا ہونے پر بااختیار ہے پتا ہی نہیں بااختیار تو جب ہو جب اس کو پتا ہو اسے پیدا ہونا ہے، کہاں پیدا ہونا ہے اسے علم ہی نہیں ہے کہ سید کے یہاں پیدا ہونا ہے، پٹھان کے یہاں پیدا ہونا ہے، جاپان میں پیدا ہونا ہے، امریکہ میں پیدا ہونا ہے، پاکستان میں پیدا ہونا ہے، یا نہیں پیدا ہونا پتا ہی نہیں ہے۔ جب اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہاں پیدا ہونا ہے تو بااختیار ہونا الگ بات ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ پیدا ہو گئے جہاں اللہ نے چاہا چمار کے یہاں چاہا چمار کے یہاں پیدا ہو گئے، بادشاہ کے یہاں چاہا بادشاہ کے یہاں پیدا ہو گئے، چپٹی ناک سے پیدا کر دیا آپ چپٹی ناک سے پیدا ہو گئے، کھڑی ناک سے پیدا ہو گئے اللہ تو بہت بڑا ہے آپ کا رنگ کالا ہو اللہ نے پیدا کیا کالا بنا دیا تو آپ کالے پیدا ہو گئے، گورے بنا دیا تو آپ گورے پیدا ہو گئے آپ جتنا بھی غور کریں گے آپ کو یہ جواب ملے گا کہ پیدا ہونے پر کوئی شخص کوئی فرد کسی بھی طرح بااختیار نہیں اب پیدا ہو گیا بے اختیار بندہ آدمی پیدا ہو گیا اب اس کو اس بات کا اختیار نہیں ہے وہ پیدا ہونے کے بعد جوان ہو جائے اگر پیدا ہونے کے بعد سال میں دو سال میں اس پر موت وارد ہو گئی، جوانی کا تصور ہی نہیں ہوا آپ نے دیکھا ہو گا جوانی میں لوگ مر جاتے ہیں، جوان ہونے کے بعد بھی مر جاتے ہیں، بوڑھاپا آنے سے مر جاتے ہیں اور بوڑھاپا آنے کے بعد بھی نہیں مرتے تو اس کا مطلب یہ نکلا آپ کو جس طرح پیدا ہونے پر اختیار حاصل نہیں ہے تو اسی طرح مرنے پر بھی آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے یعنی زندہ رہنے پر بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جب آپ کی موت آئے گی آپ مر جائیں گے حضور قلندر بابا اولیاءؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان عجیب بے قوف ہے موت سے ڈرتا ہے اور موت ہی انسان کی سب سے بڑی محافظ ہے۔ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ...اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے زمین پر رہنے کے لئے، موت مرنے نہیں دیتی جب تک وقت کا تعین پورا نہیں ہو جاتا ملک الموت کی جہاں یہ ڈیوٹی ہے وہ روح قبض کرے ملک الموت کی یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ وقت معین سے پہلے کسی آدمی کو دنیا سے باہر نہیں جانے دیتا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی سب سے بڑی محافظ موت ہے اور انسان اس سب سے بڑے محافظ سے ڈرتا ہے ہر آدمی موت سے ڈرتا ہے حالانکہ موت سے آپ ڈریں یا نہ ڈریں اگر اس کا وقت نہیں ہے تو آپ مر نہیں سکتے اگر وقت آگیا ہے تو آپ رک نہیں سکتے ایک ایسی حقیقت ہے دنیا کا کوئی ایک فرد انکار نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود سب جانتے ہیں وقت مقررہ تک یہاں رہنا ہے اور وقت مقررہ کے بعد یہاں سے جانا ہے لیکن سب موت سے ڈرتے ہیں آپ اگر خیال فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ زندگی گزارنے کے دو طریقے ہیں، Independent زندگی گزرنا ہے ایک Dependent زندگی گزارنا ہے۔ Dependent زندگی کا مطلب یہ ہے جب آپ کو یہ اختیار ہی نہیں آپ پیدا ہو جائیں تو بھئی پیدائش کا مسئلہ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جب آپ کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہ

میری عمر کتنی ہے دو سال ہے، اسی سال ہے، نوے سال ہے سو سال ہے تو کیا ڈرنا، کیا حساب لگانا بھئی اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا آ گئے جب بلا لیا چلے جائیں گے۔ Dependent اور Independent زندگی یہ دو ایسے رُخ ہیں زندگی Dependent گزارے گا اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہی ہوتے ہیں جو Dependent ہوتے ہیں اب اللہ کو تو کسی نے دیکھا نہیں اب اللہ کے روپ میں یا اللہ کی صفات میں مظاہراتی خدوخال میں مرشد کی ذات ہے اگر اللہ کی رسائی حاصل کرنی ہے تو اس دنیا کے بعد دوسری دنیاؤں میں داخل ہونا ہے اس لئے ضروری ہے Independent جو ذہن ہے اس کو کھولنا ہے اور وہ خود کو مرشد کی ذات سے وابسطہ کر دیں۔ مرشد کے ساتھ بالکل Dependent رہے یہ Dependent ہونے کا عمل یا اس کی پریکٹس یا اس میں یقین کا درجہ حاصل کرنے کے لئے سولہ سال کا وقفہ لگتا ہے اور یہ سولہ سال کے وقفے میں ایک ہی بات سامنے رہی کہ کس طرح بندہ اپنے آپ کو مرشد کے نام پر فنا کر دیتا ہے روحانیت کا یہ اصل حصول ہے کہ مرشد کی ذات میں اگر فنائیت نہیں ہو گی، تو مرید میں مرشد کی طرز فکر نہیں ہو گی اس لئے کہ مرشد کی طرز فکر اگر دودھ کی طرح ہے اگر گلاب کی طرح ہے۔ تو دودھ کے لئے بھی گرفت چاہیئے پیالہ چاہیئے اگر مرشد کی ذات یہ ایک طرز فکر ہے تو اس طرز فکر کے لئے بھی ایک pattern چاہیئے پہلے سے ہی ایک pattern بنا ہوا ہے پہلے سے ہی پیالہ بھرا ہوا ہے ایک پیالے میں مادیت کی زندگی جمع ہے اس پیالے میں آپ گلاب کیسے ڈال سکتے ہیں اس پیالے میں دودھ کیسے انڈیل سکتے ہیں ضروری ہے کہ پہلے اس پیالے کو خالی کیا جائے پھر اس پیالے کو مانجھ کر، صاف کر کے قلعی کیا جائے اور اس کے بعد آپ اس میں دودھ ڈال دیں شہد ڈال دیں یا پانی ڈال دیں یہ آپ کی مرضی ہے روحانیت کا اصول جو مجھے مرشد کریم قلندر بابا اولیاءؒ نے بتایا یہ فرمایا روحانیت نہ سیکھنے سے آتی ہے نہ سکھانے سے آتی ہے روحانی علوم اب ت کی طرح نہیں پڑھائے جاتے، روحانی علوم سیکھنے کے لئے قلم اور تختی کی ضرورت پیش نہیں آتی، روحانی علوم سیکھنے کے لئے ابھی تک کوئی قاعدہ مرتب نہیں ہوا، کوئی کتاب نہیں بنی یہ جو آپ کتابیں پڑھتے ہیں اولیاء اللہ کے واقعات ہیں، اولیاء اللہ نے تصوف پر بہت کچھ لکھا یہ دراصل اس بات کی کوشش ہے آپ Independent ذہن کو Dependent ذہن میں تبدیل کر دیں یہ ایک رہنمائی ہوتی ہے اس سے، کتابیں پڑھنے سے روحانیت نہیں ملتی۔ کتابوں سے آپ کے اندر وہ طرز فکر پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرز فکر کی موجودگی میں آپ کے اندر ایسا pattern بن جاتا ہے کہ جس میں روحانی علوم پڑھائے جاتے ہیں ہماری صورت یہ ہے کہ ہم نے چار لفظ پڑھ لئے پہلے تو روحانیت کے بارے میں پوری جان کاری لے لی، اب حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے اعجاز سے روحانی علوم کھولنے شروع ہوئے اب یہ پتا چل گیا یہ عرش ہے، یہ کرسی ہے، حجاب عظمت ہے، حجاب محمود ہے، سدرہ المنتٰی ہے، بیت المعمور ہے، کہکشانی بیشار نظام ہے، بیشار دنیایں ہیں، بے شمار سورج ہیں، بے شمار چاند ہیں الگ الگ سیارے میں کہیں ٹرانسپرنٹ ہے کہیں چھوٹا ہے کہیں موٹا ہے۔ جس کو ہم کہتے ہیں صاحب بڑی روحانیت ہم نے سیکھی، روحانیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوری پوری طرح اس طرح تعلق قائم کر لیں آپ کی اپنی سوچ اپنی نہ رہے آپ کی سوچ اللہ کی سوچ بن جائے اور اس کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وراسخون فی العم...جب لوگوں کے اندر الٰہی صفات کی منتقلی کا پٹرن بن جاتا ہے اور اللہ کی طرز فکر ان کے اندر مستحکم ہو جاتی ہے یعنی اپنی ذات کی نفی کر کے انسان کے اندر اللہ کے علاوہ کچھ نہیں رہتا استحکام اس کو ہوتا ہے یقولون...ایسے لوگ کہتے ہیں اٰمنا... یہ بات ہم نے مشاہدہ کر لی ہے اس بات پر یقین کا درجہ حاصل کر لیا ہے

www.ksars.org

یقولون... کہ یہاں رب کے علاوہ کچھ نہیں ہے خیال آرہا ہے وہ بھی رب کے علاوہ کچھ نہیں ہے، بھوک اگر لگ رہی وہ بھی رب کی طرف سے لگ رہی ہے، پیاس اگر لگ رہی تو پیاس کا تقاضہ بھی اللہ کی طرف سے آرہا ہے، انسان کے اندر اگر حرکت ہے وہ بھی رب کی طرف سے ہے انسان کی اگر وریدوں اور شریانوں میں خون اگر دوڑ کر رہا ہے وہ بھی رب کی طرف سے ہے اگر انسان کی وریدوں اور شریانوں میں خون دوڑنا بند ہو گیا ہے وہ بھی رب کی طرف سے ہے، دنیا کی کوئی مشین کوئی طاقت ایک دفعہ اگر آدمی مر جائے تو رگوں میں وریدوں میں شریانوں میں خون نہیں دوڑا سکتی، انسان کی پیدائش رب کی طرف سے ہے، انسان کی موت رب کی طرف سے ہے ، یہ پتا ہی نہیں ہے انسان کو، انسان ہے کیا؟ اسے تو یہ بھی علم نہیں ہے انسان جب زمین پر چلتا ہے پھر تا ہے سوچتا ہے کہاں سے سوچتا ہے کہاں سے اس کو فیلنگ مل رہی ہے کون سی وہ برقی رو ہے جس برقی رو کی بنیاد پر وہ دوڑ بھی رہا ہے چل بھی رہا ہے سو بھی رہا ہے جاگ بھی رہا ہے شادی بھی کر رہا ہے بچے بھی ہو رہے ہیں اور جب وہ برقی رو کسی انسان سے رشتہ توڑ لیتی ہے وہ فنائیت کے ایسے درجے میں داخل ہو جاتا ہے نہ اسے بھوک لگتی ہے نہ اسے پیاس لگتی ہے، نہ اس کے اندر کوئی تقاضہ ابھرتا ہے پھر کیسے کوئی انسان کہہ سکتا ہے کہ اس کی زندگی میں اس کا کوئی ذاتی اختیار ہوتا اگر انسان کے اندر اس کا کوئی ذاتی اختیار کام کرتا۔ انسان جس طرح اس دنیا سے محبت کرتا ہے دنیا کی چپک انسان کو جس طرح اس دنیا میں ذلیل و خوار کرتی پھرتی ہے اور انسان مرنا تو بعد کی بات ہے مرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا، اگر انسان کا اختیار ہوتا تو کوئی انسان کبھی بیمار نہیں ہوتا، کوئی انسان کبھی لاغر نہ ہوتا، کوئی انسان کبھی بوڑھا نہیں ہوتا، کسی انسان کا بچہ نہ مرتا، کسی انسان کی ماں نہیں مرتی، کسی انسان کا باپ نہیں مرتا، کوئی انسان معذور نہ ہوتا۔ آپ جب اپنی زندگی کا تجزیہ کریں گے تو حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے ارشاد کے مطابق کوئی ایک آدمی اپنے ایک عمل میں Indepndent نہیں ہے اس لئے کہ خیال آئے گا تو آپ کچھ کام کریں گے وہ خیال شیطانی وسوسے سے متعلق ہو، وہ خیال رحمانی طرز فکر سے متعلق ہو یہاں ماشااللہ سب پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلسل پینتیس سال کی جدوجہد اور کوشش سے آنکھیں کھل گئی اور یہ بات سمجھ میں آجاتی ہیں اتنے بڑے ہجوم میں کیا کوئی ایک آدمی اس بات کا اظہار کر سکتا ہے کہ زندگی کا کوئی عمل خیال آئے بغیر کیا جاسکتا ہے کوئی ایک عمل اگر کیا جاسکتا ہے اگر انسان بااختیار ہے عمل کرنے میں، اتنے بڑے مجمع میں کتنے لوگ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ زندگی سو سال ،اسی سال، ستر سال کی زندگی میں کوئی ایک کام بغیر خیال آئے کیا جاسکتا ہے تو وہ برائے مہربانی ہاتھ اٹھائیں کوئی ایک حرکت سو سال کی زندگی میں۔ سو سال کی زندگی کا اگر آپ حساب لگائیں گھنٹے اور منٹ سیکنڈ اور لمحہ کتنے بنتے ہیں کروڑوں سے تجاوز کر جائے۔ یعنی اگر انسان کی ستر سال کی زندگی ہے تو ستر سال کی زندگی میں کروڑوں عمل کئے ہیں کروڑوں کام کئے ہیں کروڑوں فیصلے کئے ہیں ان کروڑوں فیصلوں میں سے ان کوئی ایک عمل آپ بتائیں جو اللہ کی طرف سے خیال آئے بغیر آپ کریں۔ کوئی ایک بات بھی آپ نہیں بتا سکتے انسان مجبور ہے، انسان وہی کچھ کرتا ہے جو اسے اوپر سے اللہ feed کرتا ہے انسان سوتا اس وقت ہے جب اس کے شعور میں یہ بات آجاتی ہے اگر اب نہیں سویا گیا تو مزید حرکت نہیں ہو گی اسی طرح انسان کھانے پر مجبور ہے، پینے پر مجبور ہے، شادی بیاہ پر مجبور ہے۔ جو انسان مجبور ہے اور اس کی اپنی ذات میں ایک عمل بھی ایسا نہیں ہے جس میں وہ independent ہو۔ تو یہ کیسی بے وقوفی ہے انسان اپنے آپ کو بااختیار سمجھتا ہو اور بااختیار ہو کر وہ اللہ سے دور ہو رہا ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاؒ کا ارشاد ہے کہ اگر انسان اس بات کو

www.ksars.org

سمجھ لے اس حقیقت سے آشنا ہو جائے کہ یہاں کوئی بھی مخلوق انڈپینٹ نہیں ہے تو مسئلہ حل ہو جائے گا تو جب کوئی مخلوق Independent ہے ہی نہیں سب Dependent ہے جب Dependent ہے تو کس پر Dependent ہے وہ اللہ ہے وہ خالق ہے وہ مالک کل ہے وہ قادر مطلق ہے تو زندگی گزارنے کے حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے دورُخ بتائے ایک Independent ہونا یعنی اپنے اناء کے خول میں بند ہو کر زندگی گزرنا، کبر کرنا، اقتدار کی خواہش ہونا، اپنے آپ کو منوانا، ضد کرنا، بحث کرنا، فساد برپا کرنا، بات تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو منوانا یہ منوانا میں بااختیار ہوں یہ سب کا سب عذاب ہے اور یہ طرز عمل کہ ہم اپنی زندگی میں بااختیار بھی اسی وقت ہے جب اللہ چاہے، اب اللہ تعالیٰ نے ہاتھ دیئے اس ہاتھ کو ہم کس طرح استعمال کرتے ہیں اگر اس کو آپ یہ کہیں گے صاحب اس میں ہم بااختیار ہیں اس میں خیال آتا ہے، خیال کسے کہتے ہیں آپ کے اندر ایک حرکت ہوتی ہے ایک مقناطیس کام کر رہا ہے اس کے تحت آپ کام کر رہے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اختیارات کو دورُخ دے کر اچھائی اور برائی کا تصور دیا۔ اچھائی اور برائی کوئی چیز نہیں ہے کتنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ان کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ انہوں نے انسان کے اندر اچھائی اور برائی کا تصور منتقل کیا لیکن یہاں اس دنیا میں کوئی کام نہ اچھا ہے نہ برا۔ کوئی کام اچھا ہے تو اچھی نیت کی وجہ سے، برا ہے تو برانیت کی وجہ سے۔ اصل میں اچھائی اور برائی، عمل کا مطلب ہے اس عمل میں جو عمل آپ آسمان سے آئے ہوئے خیالات کے تحت انجام دے رہے ہیں اس کے معنی کیا پہنا رہے ہیں ایک آدمی تھپڑ مارتا ہے دوسرے آدمی کے اصلاح کے لئے خیر ہے دوسرا آدمی دوسرے کے اتنی زور سے تھپڑ مارتا ہے نفرت، حقارت سے، عمل ایک ہے تھپڑ مارنا چوٹ لگنا اس میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں حال میں چوٹ لگے گی لیکن یہ عمل خیر اور عمل شر بھی اسی وقت تک ہے جب تک آپ کے اندر زندگی دوڑ رہی ہے۔ اور زندگی کے بارے میں کوئی اختیار ہی نہیں ہے زندگی ہے کیا؟ اس بات سے کوئی واقف ہی نہیں ہے زندگی کیا ہے؟ اب کہتے ہیں زندہ ہے حرکت ہے ہر طرف آدمی چل رہا ہے، پھر رہا ہے، کاروبار کر رہا ہے، بیاہ کر رہا ہے، بچے پیدا کر رہا ہے نئی نئی ایجادات کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن ابھی تک یہ بات طے نہیں ہوئی زندگی ہے کیا؟ زندگی کچھ نہیں ہے زندگی صرف اللہ تعالیٰ کی جان ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرے لئے، آپ کے لئے، بکر کے لئے ،زید کے لئے یہ چاہتے ہیں کہ اس کے اندر حرکت رہے تو ہم سب زندہ ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے زندہ نہ رہے۔ روز آپ دیکھتے ہیں کتنی دنیا پیدا ہوئی اور مرگئی جتنی دنیا اب ہے مر جائے گی۔ بعد میں جتنی دنیا پیدا ہوگی اس ہستی سے جو معبود ہے، تو روحانی لوگوں کے لئے خصوصاً سالک لوگوں کے لئے، تصوف کے راستے پر چلنے والے لوگوں کے لئے، عظیمی بہن بھائیوں کے لئے اور جو خود شناسی کے ساتھ ساتھ خدا شناس ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی زندگی کا تجزیہ کریں اپنے اندر تلاش کریں کیا واقعہ آپ بااختیار ہے کیا زندگی کے کسی بھی لمحے میں آپ کا اختیار عمل کر رہا ہے جب آپ سوچیں گے تو ایک ہی بات سمجھ میں آئے گی۔ وہی اختیار آپ کو ملے گا جو اللہ چاہے گا، اب اختیار کیا ہے اللہ کا چاہنا ہے اور جب اللہ کا چاہنا ہی ساری زندگی ہے تو پوری زندگی اللہ کے سپرد کر دیں اور اللہ کے ساتھ سپردگی ہی روحانیت ہے اللہ کے ساتھ خود کو وابسطہ کرنا ہی روحانیت ہے، اللہ کے ساتھ معاملات کو سمجھنا، اللہ کے علوم کو سیکھنا، اللہ کے اوصاف کو تلاش کرنا اپنے اندر، زمین کے اوپر اور زمین کے اندر، آسمانوں پر، کائنات پر یہ سب روحانی راستے پر چلانے کے لئے اسباق ہیں۔ انسان کے اندر اگر تفکر نہیں ہوگا انسان اگر خود کو اللہ کے ساتھ Dependent نہیں کرے گا تو

www.ksars.org

اس کی حیثیت جانور سے بدتر ہوگی، اشرف ہونا تو بہت بڑی بات اس کی زندگی جانوروں سے بھی بدتر ہوگی حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے ارشاد کے مطابق ہر روحانی مسافر کے لئے ضروری ہے کہ وہ Independent زندگی کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دے Dependent زندگی اور اللہ کے ساتھ Dependent ہو کر زندہ رہے لیکن کیوں کہ وہی بات ہے اللہ تعالیٰ سامنے نہیں ہے سامنے پیر و مرشد ہے، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ ان تعلیمات کے مطابق خود کو اس طرح ڈھال لیں اس تعلیمات میں ان کی طرز فکر میں ان کی اپنی ذات بھی ہے، مسلمان ہونے کے لئے شرط ہے کلمہ پڑھنا 'لا الہ الا محمد رسول اللہ' اب اس کا ترجمہ ''نہیں کوئی معبود مگر اللہ'' کا کیا مطلب ہوا اس کا لا الہ الااللہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں جو معبود کا تصور ہے ہم اپنی ذات کی معرفت، عبادت کا جو مظاہرہ کرتے ہیں وہ ہم اس کے پیچھے ہیں لا اللہ۔ ہم جس کو معبود جانتے ہیں وہ معبود ہے یہ ہم خاندانی روایات کے مطابق، شعوری وسوسوں کے مطابق جس طرح خدا تراش لئے ہیں اس خدا کی پہلے نفی کریں جب تک آپ اپنے بنائے ہوئے معبودوں کی نفی نہیں کریں گے آپ ایک خدا کو تسلیم نہیں کرسکتے لا اللہ۔ نہیں کوئی معبود یعنی شعوری اعتبار سے جس خدا کو ہم خدا جانتے ہیں ہم اس کی نفی کرتے ہیں الا اللہ... مگر واحد ذات اللہ کو ایک مانتی ہے اپنی نفی کرنا بھی Dependent ہونا بھی لا الہ اللہ...یعنی رسول اللہ ﷺ جو اللہ کے قاصد ہیں جس طرح اللہ کے قاصد نے، اللہ کے محبوب بندے نے اللہ کا تعارف کروایا اس کو تسلیم کرتے ہیں اور جس طرح دوسرے بندوں نے اللہ کو تعارف کروایا اس کی نفی کرتے ہیں الا الہ الا اللہ... شعوری اعتبار سے آپ کتاب کو تسلیم کرتے ہیں تو حقیقی خدا کو تسلیم کرنے کے لئے شعوری خدا کی نفی کرنا۔ (بھئی مجھے بتادیں مجھے وقت کتنا ہوگیا اب یہ کہتے ہیں پانی پیئے تقریر میں خود ہی پلا دیتی۔) تو مقصد یہ ہے کہ کسی روحانی طلب علم کو طلباء اور طلبات کو یہ بات ذہن نشین کرنی ہے جب تک Dependent زندگی اختیار نہیں کی جائے گی تب تک آدمی روحانی علوم نہیں سیکھے گا ابھی وہ تذکرہ ہو رہا تھا کہیں سوال جواب میں ورکشاپ میں استاد کہتا ہے الف بچہ کہتا ہے الف تو استاد جب کہتا ہے الف تو بچے کو پتا نہیں ہوتا الف کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا یہ کھڑی لکیر الف ہے لیٹی ہوئی لکیر ب ہے اگر بچہ Dependent نہ ہو تو وہ الف کو کبھی الف کہے گا ہی نہیں یعنی کوئی بھی علم سیکھنے کے لئے لازم ہے کہ آپ استاد کے سامنے بالکل غیر جانب دار ہو جاؤ اپنی ذات کی نفی کرکے اگر آپ اپنی ذات کی نفی نہیں کریں گے آپ علوم نہیں سیکھ سکتے تو جب دنیاوی علوم نہیں سیکھ سکتے تو رحمانی علوم کیسے سیکھیں گے۔ تو ضروری ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے کسی روحانی انسان کے بارے میں بات کرتا ہوں وہ اپنی زندگی کے تمام عوامل اپنے خیالات اپنے تصورات اور اپنے احساسات کا ذمہ دار خود کو نہ سمجھیں اس لئے وہ عمل اس وقت کرے گا جب اللہ کی طرف سے اسے کوئی خیال آئے گا اللہ کی طرف سے اس کو خیال ہی نہیں آئے گا وہ عمل کیا کرے گا تو یہاں سب کچھ اللہ ہے پھر ایک آیت میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں اس پر غور فرمائیں وراسخون... اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہو جاتے ہیں جو حقیقی علم حاصل کرلیتے ہیں اور ان کا ذہن حقیقی علم کو قبول کرلیتا ہے ان میں الہٰی علوم قبول کرنے کا pattern بن جاتا ہے یقولون...وہ کہتے ہیں امنابہ...ہمارا یقین ہے ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں یہاں کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو آزاد ہو خود مختار ہو ہر چیز اللہ کی طرف سے قولون... اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا انعام اکرام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سعید روحوں میں شامل کیا، وہ اس لئے کہ یہ اتنی دور دراز سے آنا راتوں کو جاگنا سردی میں بیٹھنا یہ صرف سعید روحیں ہی کرسکتی ہیں گھر سے بے گھر ہونا حضور قلندر بابا اولیاءؒ

www.ksars.org

نے فرمایا کہ پیرو مرشد اپنے تصرف سے، محنت سے، نسبت سے مرید کو دھو کر، صاف کر کے اجلا کر کے جو روشنیاں اس کے اندر منتقل کرتا ہے مرید اگر ایک منٹ کا غصہ کرے تو تین سال روشنیاں ختم ہو جاتی ہیں اور مرشد کا سب سے بڑا کام جو وہ یہی ہے کہ وہ بار بار مرید کے اندر کثافت کو دھوتا ہے روشنیاں منتقل کرتا ہے اور مرید ایک منٹ کے غصے سے وہ روشنیاں ضائع کر دیتا ہے۔ مرید بھی نہیں تھکتا پیرو مرشد بھی نہیں تھکتا اگر اللہ تعالی کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو کام بن جاتا ہے ورنہ اسی صفائی ستھرائی میں پیرو مرشد مر جاتا ہے یا مرید فوت ہو جاتا ہے۔ ایک منٹ کا غصہ تین سال کی لطیف روشنیوں کو کھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو غصہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت ہی نہیں کرتا یہاں صورت حال یہ ہے کہ غصے کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں شوہر بیوی پر غصہ کر رہا ہے، بیوی شوہر پر غصہ کر رہی ہے، اولاد ماں باپ سے ناراض ہے، ماں باپ اولاد سے ناراض ہیں دوسری کمزوری جو اللہ کو ناپسندیدہ ہیں اور جو روحانیت کے لئے سب سے ناقابل برداشت ہے وہ اقتدار کی خواہش ہے۔ ہر آدمی اپنا اقتدار چاہتا ہے ہر آدمی کرسی کے چکر میں ہے۔ یعنی اگر مسجد کا سکیرٹری بھی بن جائے تو وہ اس کرسی کو بھی نہیں چھوڑتا، لاکھوں روپے خرچ کر کے مسجد کی ہی کرسی حاصل کر لیتا ہے۔ سچی بتادو بھائی اقتدار کا خواہش مند آدمی آپ یاد رکھیں اور اپنے ذہنوں سے یہ بات نکال دیں اقتدار کا خواہش مند آدمی کبھی روحانی نہیں بن سکتا وہ اپنا وقت ضائع کر رہا ہے میں نے سلسلے میں بھی یہ بات دیکھی ہے ذرا سا نگران بن جائیں تو پتا نہیں کیا چیز مل گئی ان کو، ذرا سی کوئی ذمہ داری ہو ان کے سپرد، تو کہیں گے صاحب ہماری تو بات ہی نہیں مانی گئی۔ نظام چلانا الگ بات ہے اقتدار کے خواہش الگ بات ہے جو لوگ اقتدار کی خواہش کرتے ہیں وہ دنیا میں چند آدمی تو اکٹھے کر سکتے ہیں ہاتھ پیر تو چمواسکتے ہیں۔ روحانیت میں اور تیسری بات حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمائی جنس کا غلبہ اگر کسی عورت کے اوپر کسی مرد کے اوپر جنس غالب ہے یعنی وہ اعتدال سے ہٹ گیا ہے تو وہ بھی کبھی روحانی نہیں ہو سکتا۔ اب یہ تین کمزوریاں ایسی کمزرویاں ہیں، یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں میرا خیال ہے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جب میں کم و بیش یہ کمزوریاں نہ ہوں سب سے خطرناک چیز تو غصہ ہے، کسی روحانی آدمی کو غصہ نہیں آتا حضرت علی کا آپ نے واقعہ سنا ہو گا کہ ایک غیر مسلم سے لڑائی ہو گئی حضرت علی نے اس کو گرا دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر سر قلم کرنا چاہا رہے تھے، تلوار سے کہ اس نے حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا حضرت علی نے اس کو چھوڑ دیا اور کھڑے ہو گئے اس نے کہا اب تو آپ کو قتل کر دینا چاہئے تھا تو انہوں نے کہا نہیں میں تجھے غصے کے تحت قتل نہیں کرنا چاہتا، میرے سے تیری لڑائی اللہ کے لئے تھی اب جب تو نے میرے اوپر تھوک دیا مجھے غصہ آ گیا غصے میں میں تجھے قتل کرتا تو یہ میرے لیے ہوتا، اللہ کے لیے نہیں ہوتا، تو یہاں سے چلا جاوہ آدمی اس بات پر مسلمان ہو گیا رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر غور فرمائیں کہیں بھی غصہ آپ کو نظر نہیں آئے گا کیسے ہندہ جس نے آپ ﷺ کے چچا کا کلیجہ چبایا جب وہ اسلام میں داخل ہوئی، اس کو بھی حضور نے معاف کر دیا مکہ میں کتنی حضور کو اذیتیں دی گئی کانٹے بچھائے گئے، سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوج رکھی گئی گردن کے اوپر، بائیکاٹ کر دیا گیا، کھانا پینا بند کر دیا گیا مکہ شہر سے ہجرت پر مجبور کر دیا گیا لیکن جب مکہ میں فاتح کی حیثیت سے حضور داخل ہوئے تو تاریخ خاموش ہو گئی کہ کیسے بتائیں کہ ایک قطرہ خون کسی کا نہیں بہا سب کو معاف کر دیا جو خانہ کعبے کے اندر ہیں اس کو معافی، جس نے گھر کا دروازہ بند کر لیا وہ معاف، جو کسی چھجے کے نیچے کھڑا ہو گیا وہ معاف، جو کھڑا ہوا اور اسلامی فوجیں اندر داخل ہوئیں وہ بیٹھ گیا وہ معاف، کیسا ستم ہے یہ کیا رسول اللہ ﷺ کی امت ہونے کا

www.ksars.org

دعویٰ کرتے ہیں جہاں غصے کا کوئی نام ہی نہیں ہے معافی ہی معافی رحمت ہی رحمت امت کا یہ حال ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو غصہ سے خالی ہو ہر گھر میں لڑائی فساد لڑائی فساد غصہ اقتدار کی خواہش جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اور ان کی امت وہی کام کرے گی تو رسول اللہ ﷺ کی قربت ان کو کیسے حاصل ہو گی تو روحانی آدمی کے لئے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اپنے اوپر جتنا بھی جبر کرنا پڑے غصے سے خود کو آزاد کر دینا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ اقتدار کے خواہش ہو سلسلے میں اگر اللہ تعالیٰ کوئی مقام عطا کریں تو اس کو حق نہ سمجھا جائے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز سمجھا جائے عزت سمجھا جائے اور اس اعزاز کی عزت افزئی یہ ہے کہ آپ اس طرح اپنے آپ کو پیش کریں کہ آپ کو کچھ کہنا نہ پڑے لوگ آپ کو دیکھ کر آپ کے ذہن کو سمجھ لیں آپ کے مطابق اگر غصہ آپ نے کیا، غصہ روحانیت کے خلاف ہے تو کبھی آپ کامیاب نہیں ہونگے آج کی مجلس میں یہ طے کر کے اٹھنا ہے کہ اللہ کے بھروسے پر کوئی آدمی ارادہ کرتا ہے جدوجہد کرتا ہے کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وعدہ فرمایا ہے والذین جاھدُفی... کہ جو لوگ جدوجہد کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں اپنے آپ کو بنانے کی الٰہی نظام کے تحت خود کو ڈھالنے کے لئے عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت بخشتا ہے ان کے لئے راستے کھول دیتا ہے ان کے لئے وسائل فراہم کرتا ہے آپ جدوجہد کریں کوشش کریں اور ان تین باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں غصہ نہیں کریں، اقتدار کی خواہش نہیں کرنی اور احترام کی زندگی گزارنی ہے انا اللہ لایحب... اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بھی محبت نہیں کرتا جو اعتدال سے اور توازن سے ہٹ کر زندگی گزارتے ہیں اعتدال اور توازن کوئی ایسی بات نہیں ہے اس کو سمجھانے کی ضرورت ہے اعتدال اور توازن یہ ہے کہ آپ کا ضمیر مطمئن ہو اعتدال اور توازن یہ ہے کہ آپ کے اندر خود نمائی نہ ہو، اعتدال اور توازن یہ ہے کہ آپ کے اندر کبر نہ ہو، اعتدال اور توازن یہ ہے کہ جو آپ اپنے لئے چاہئیں وہ اپنے بھائیوں کے لئے چاہئیں، اعتدال اور توازن یہ ہے کہ دین اور دنیا کو بیلنس کریں، اللہ تعالیٰ اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ آپ کھانا نہ کھائیں کپڑے نہ پہنے گھر نہ بنائیں تو پھر تو دنیا کے بنانے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ اگر آدمی کھانے نہیں کھائے گا کپڑے نہیں پہنے گا گھر نہیں بنائے گا پھر دنیا، دنیا پھر کیا ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ جو رونق لگائی ہے اللہ تعالیٰ نے روئی اس لئے بنائی کہ کپڑا بنے، اللہ تعالیٰ نے ریشم اس لئے بنایا کہ کپڑا بنے، اللہ تعالیٰ نے لوم اس لئے پیدا کی کہ آپ اس سے اپنا بہترین لباس بنائے، اللہ تعالیٰ نے زمین پر وسائل اس لئے پھیلائے کہ آپ ان سے آرام و آسائش حاصل کریں وسائل کو نہ استعمال کرنا بھی ناشکری ہے کفرانِ نعمت ہے، ولقد اتنا لقمن حکمت... حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اس آیت کی تشریح میں اور تفصیل میں بیان فرمایا ہم نے لقمان کو حکمت دی ولقد اتنا... اب اس کا مزید ترجمہ تو یہ ہے کہ ہمارا شکر ادا کریں لیکن لقمان اللہ کی دی ہوئی نعمت پر تسبیح لیکر بیٹھ جاتے ہزار دانے کی اور یہ کہتے یا اللہ تیرا شکر ہے، یا اللہ تیرا شکر ہے، یا اللہ تیرا شکر ہے کیا انعام و اکرام اور حکمت کا تقاضہ پورا ہو جاتا؟ شکر سے مراد یہ ہے کہ جو نعمت آپ کو حاصل ہے آپ اس کو استعمال کریں۔ ولقد اتنا ...ہم نے لقمان کو حکمت دی تاکہ وہ استعمال کرے اپنے لئے اور لوگوں کے لئے اور لقمان علیہ السلام نے اللہ کی دی ہوئی حکمت کو استعمال کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ عطا کرتے ہیں اس لئے عطا کرتے ہیں لوگ اسے استعمال کریں اس سے استفادہ کریں اور جو لوگ اللہ کی نعمت سے استفادہ کرتے ہیں اس صورت سے انہیں فائدہ پہنچتا ہے مستفیض ہوتے ہیں آرام و آسائش سے اور جو

www.ksars.org

لوگ اللہ کی نعمت کو استعمال نہیں کرتے وہ محروم رہتے ہیں اب میرے پاس ایک شال ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی اب میں سردی میں کانپ رہا ہوں اور شال استعمال نہیں کر رہا اور اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں، یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے شال دی یا اللہ تیرا شکر ہے تو شکر کا مطلب ہی استعمال کرنا ہے حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں اللہ کی نعمت کو اس طرح استعمال کرو کہ تمہارا ذہن اللہ کی طرف جائے ولقد اتنالقمان... کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی اس لئے تاکہ وہ ہمارے لئے ہماری خوشی کے لئے اس کو استعمال کرے اگر آپ دنیا بیزار ہو جائیں گے تو دنیا میں کاروبار نہیں کریں گے تو دنیا تو اندھیر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اندھیر نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اندھیر کرنا چاہتے دنیا میں اتنے وسائل پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ نئی نئی ایجادات جو ہو رہی ہیں اس کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں جو نعمتیں دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں اس کو بھرپور انداز میں استعمال کریں لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ یہ نعمت اللہ کی طرف سے ہے ہماری ملکیت نہیں ہے ہمارا ذاتی تصرف اس کے اوپر کچھ نہیں ہے اللہ نے دی ہے اس لئے ہم استعمال کر رہے ہیں تو اللہ کی دی ہوئی جو بھی نعمت آپ اللہ کے لئے استعمال کرتے ہیں اس سے اللہ راضی ہوتا ہے اس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اللہ کی دی ہوئی نعمت کو آپ اگر اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر استعمال کرتے ہیں تو اللہ اس سے خوش نہیں ہوتا آپ اللہ کی نعمت کو ذاتی ملکیت سمجھ کر استعمال کرتے ہیں اس کا فائدہ بھی آپ کو حاصل ہو گا۔ آپ اللہ کی نعمت کو اللہ کی ملکیت کے تصور سے استعمال کریں اس سے کو آپ کو خود فائدہ ہو گا۔ اب دوسری بات تین باتیں تو میں نے آپ کو اقتدار کی، غصہ کی اور جنس کی بتائیں جو بھی کچھ یہاں دنیا میں ہے آپ اس کو بھرپور انداز میں استعمال کریں۔ لیکن ذہن میں اللہ نے ہمیں دیئے ہیں استعمال کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اس لئے ہم استعمال کرتے ہیں پانچویں بات یہ ذہن نشین ہونی چاہئے کہ انسان روحانی ترقی اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک وہ شعور کے خول میں بند ہے۔ اس لئے کہ روحانیت محدود نہیں ہے، لاشعور کا مطلب ہے لامحدودیت لا محدود چیز حاصل کرنے کے لئے آپ کو محدودیت کے دائرے سے نکلنا ہو گا جب تک محدودیت کے دائرے سے آپ قدم باہر نہیں نکالیں گے، لا محدود دائرے میں داخل نہیں ہوسکتے ایک روحانی آدمی کو یہ سمجھنا چاہئے اس کی سوچ اس کی فکر محکوم وہ شعوری اعتبار سے سونے چاندی کے ذخیروں میں گم نہ ہو وہ شعوری اعتبار سے محض دنیا کو اپنا مقصد نہ بنائے وہ شعوری اعتبار سے اتنا گمراہ نہ ہو جائے کہ فرعون، شداد اور نمرود کے اوصاف اس کے اندر داخل ہو جائیں ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے لامحدود بنایا ہے روح جو آپ کے اندر کام کر رہی ہے وہ لامحدود ہے اور آپ کا وہ مادی وجود یہ بھی ہمیں سوچنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے ہمیں بھرپور استفادہ کرنا اور اللہ کی دی ہوئی نعمتیں سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی اور ناصر ہو آپ سب حضرات کا بہت شکریہ آپ یہاں اتنی دور دراز سے تشریف لائے یہاں مرکزی مراقبہ ہال کے بچوں نے، خواتین نے، حضرات نے آپ کے آرام و آسائش کے لئے اپنی طرف سے بہت سے پروگرام بنائے بہت سارا انہوں نے کام کیا یہ عرس کا جو مہینہ ہوتا ہے تو اس کی تیاری اگست کے آخر سے شروع ہو جاتی ہے ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر اور بیس جنوری اس کا مطلب ہے کہ چار ماہ بیس روز آپ کے عظیمی بہن بھائی جو کراچی سے متعلق ہیں اور جن کی خدمات مرکزی مراقبہ ہال کے لیے ہیں وہ آپ کے آرام و آسائش کے لئے آپ کو خوش کرنے کے لئے چار مہینے بیس دن رات دن محنت کرتے ہیں آپ لوگ تشریف لائے تزین و آرائش سے بھی آپ کو خوشی ہوئی، پھول دیکھ کر بھی آپ کی روح میں سرور داخل ہوا، انتظام

www.ksars.org

دیکھ کر بھی آپ خوش ہوں اور یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہتی ہے کہ ساری دنیا کے مراقبہ ہال کے نگران صاحبان اور ذمہ دار سلسلے کے حضرات بھی تشریف لاتے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں آپ اپنے مرکز میں آکر یہاں کی صفائی ستھرائی انتظام وانصرام، آرام و آسائش کی جو ضرویات ہیں اس کو آپ دیکھیں تعریف ہی نہ کریں بلکہ اس کو اپنے مراقبہ ہال میں اس کا اہتمام کریں۔ ایک ہماری بہن ہیں اس نے بڑی تعریف کی بڑا انتظام ہے، بڑی صفائی ستھرائی ہے، تو میں نے کہا میرا خیال ہے تم پانچ چھ دفعہ تعریف کر چکی ہو تو اس سے مجھے کیا خوشی ہے تعریف تم کر رہی ہو مجھے بھی نظر آرہا ہے صفائی ستھرائی ہے۔ تعریف کی بات یہ ہے جو چیزیں آپ کو یہاں اچھی لگیں آپ اپنے یہاں اس کا اہتمام کریں مرکزی مراقبہ ہال میں جو چیز دیکھنے اور سمجھنے کی اور سبق حاصل کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے فضل و کرم سے یہ سارا کام ٹیم ورک ہیں صفائی والے، صفائی کرتے ہیں، بجلی والے بجلی لگاتے ہیں، کرسی والے کرسی بچھاتے ہیں، لنگر کھلانے والے لنگر کھلاتے ہیں، پکانے والے پکاتے ہیں ایک ٹیم ورک ہے تو یہ ٹیم ورک بڑی جدوجہد اور کوشش کے ساتھ بار بار میٹنگ کرنے کے بعد عمل میں آیا ہے خصوصاً وہ افراد جو مراقبہ ہال کے انچارج صاحبان ہیں یا جنہیں سلسلے کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ وہ اپنے شہروں میں اس بات کی کوشش کریں ٹیم کے ساتھ خود کام کریں سلسلہ عظیمیہ دراصل ایک قافلہ ہے قافلے میں چند لوگ نہیں ہوتے قافلے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس میں ہر طرز فکر کا آدمی موجود ہوتا ہے قافلے میں موچی بھی ہوتا ہے ، درزی بھی ہوتا ہے کارپینٹر بھی ہوتا ہے، معلم بھی ہوتا ہے۔ شاگرد بھی ہوتا ہے نانبائی بھی ہوتا ہے، یعنی زندگی میں کام آنے والے جتنے بھی لوگ ہیں وہ سب قافلے میں شریک ہوتے ہیں قافلہ سردار کی یہ ذمہ داری ہے کہ جو بھی سب سے آگے ہوتا ہے لیکن اسے اپنے آگے ہی نہیں دیکھنا ہوتا ہے پیچھے زیادہ دیکھنا ہوتا ہے اگر قافلے میں سے لوگ نکلنا شروع ہو گئے اور قافلہ سالار نے اس طرف توجہ نہیں کی تو نہیں کہا جا سکتا کہ قافلہ منزل پر پہنچے تو سو آدمی میں سے دو ہی رہ جائیں تو سلسلہ عظیمیہ کے نگران صاحبان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ذہنوں سے اقتدار کی خواہش کو نکال دیں دوسرے لوگوں پر اعتماد کرنا سیکھیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے ایک سسٹم ہے ایک آدمی تندور پر روٹی بھی لگائے سالن بھی پکائے بازار سے گوشت بھی خرید کے لائے، بچوں کو تعلیم بھی دے، علاج بھی کرے تو یہ ممکن نہیں ہے اگر یہ ممکن ہوتا تو اس دنیا پر گروہی سسٹم نہیں ہوتا۔ یہ دنیا یہاں کی دنیا ہو یا غیب کی دنیا یہ گروہی سسٹم پر قائم ہے مثلاً اگر ہم فرشتوں کے اوپر نظر ڈالتے ہیں تو فرشتوں کے بھی بے شمار گروہ ہیں ملائکہ عنصری، ملائکہ ارضی، ملائکہ سماوات، حاملان عرش، گروہ جبرائیل، گروہ میکائیل، گروہ اسرافیل، گروہ اعزائیل بیشار گروہ فرشتوں کے ہیں جن کے ذمہ الگ الگ ڈیوٹیاں ہیں کسی گروہ کی ذمہ داری ہوا کے اوپر ہے، کوئی گروہ بارش کے سربراہ ہے، کوئی گروہ علم کا سربراہ ہے جب سارا نظام ہی ٹیم ورک ہے تو ایک آدمی ہر کام نہیں کر سکتا یہ بھی لوگوں کے ذہن میں خیال آتا ہے اور یہ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں میرے بھی ذہن میں یہ خیال آتا تھا پہلے کہ میں نے اپنا کام دوسروں کے سپرد کر دیا تو میری کیا حیثیت رہے جائے گی یعنی میری حیثیت کم ہو جائے گی میں نے اپنا کام دوسروں کے سپرد کر دیا۔ ہمیں اپنے قائم مقام دس بیس نہیں تو دو چار آدمی ضرور چھوڑنے ہیں اگر اس طرح نہیں کیا گیا تو سلسلہ آگے نہیں بڑے گا۔ آم کے درخت سے آم کھائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کی گٹھلی کو زمین میں نہ دبایا جائے تو دنیا سے آم ختم ہو جائے گا۔ آپ ایک فرد ہے ایک تشخص ہے جیسے انسان ایک فرد بھی ہے ایک تشخص بھی ہے آپ کی گٹھلی خود آپ ہے

www.ksars.org

گٹھلی جب زمین کے اندر جاتی ہے جب تک آپ کی گٹھلی اپنے وجود کو نیست و نابود نہیں کر دیتی دوسرا آم کا درخت زمین پر نہیں اُگتا۔ اسی صورت سے سلسلہ عظیمیہ کے ارکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دنیا کو چھوڑنے سے پہلے خود کو زمین کے اندر دفن کر کے نیست و نابود کر دے تاکہ ان کی جگہ ایک دو تین چار درخت اور ہوں اس کا بھی ایک سلسلہ پھیلائے گا کسی دوسرے آدمی پر اعتماد کرنا اس طرف اشارہ نہیں ہے کہ آپ کی عزت کم ہو جائے گی آپ کو دوسرے لوگوں کو آگے بڑھانا ہے میری جدوجہد اور کوشش ہے کہ میں جب تک بھی یہاں ہوں اپنے قائم مقام لوگوں کو تیار کروں، تقریر میں تحریر میں تصنیف میں اور سلسلہ عظیمیہ کی ترویج اور ترقی اور طرز فکر کی تبدیلی بھی انشااللہ آپ دیکھیں گے نئی نئی کتابیں بھی لکھیں گے نئے نئے لوگ تقریریں بھی کریں گے اس لئے کہ اپنی نفی کر کے دوسرے لوگوں کو آگے بڑھنا ہے اب اپنے آپ کی نفی کرنے میں ظاہر ہے اقتدار کی خواہش کو ٹھیس پہنچتی ہے دوسرے لوگوں کو آگے بڑھانے میں اپنی ذات کی نفی ہوتی ہے بہت ساری باتیں برداشت کرنی پڑھتی ہے غلط باتیں بھی ہوتی ہیں وہ بھی برداشت کرنی پڑھتی ہیں۔ غلطیاں کرنے کا موقعہ نہیں دینگے تو ان کی اصلاح کیسے ہو گی اگر ہم اپنے سے چھوٹوں پر ذمہ داریاں نہیں ڈالیں گے نہ وہ نقصان کریں گے نہ وہ آئندہ نقصان سے بچ سکیں گے ہر نیا بچہ جو زمین پر پیدا ہوتا ہے سارے کام فائدے کے نہیں کرتا جتنا زیادہ وہ نقصان کرتا ہے اسی حساب سے اس کا ذہن بنتا ہے اسی حساب سے اس کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے اسی حساب سے وہ باشعور کہلاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ذمہ دار حضرات اپنے چھوٹوں کو آگے بڑھائیں میرے مرشد حضور قلندر بابااولیاءؒ کے مرشد حضرت ابوالفیض قلندر سہروردی صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا میں تمہیں ایک نصیحت کر کے جارہاہوں اس کو ہمیشہ یاد رکھنا فرمایا تھا کہ روحانی آدمی کی یہ ڈیوٹی ہے اگر وہ اوپر ہے تو نیچے والے کو اوپر کھینچے، نیچے والوں کی یہ ڈیوٹی ہے اگر ان کا کوئی بھائی باصلاحیت ہے یا نہیں ہے اس کو اگر اوپر کھنچا جارہا ہے تو وہ یہ نہ سوچے کہ میں اوپر کیوں نہیں گیا میں اس کی پش کر دینا چاہئے اور یہ سلسلہ جب قائم ہو جائے گا۔ تو بہت سارے ایسے لوگ جن کی صلاحیتیں کم ہو نگی وہ بھی اوپر پہنچ جائے گے لہٰذا سلسلہ عظیمیہ کی ترویج اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔ ہر شخص اپنی نفی کرے ہر شخص کے سامنے ایک ہی بات ہونی چاہئے کہ سلسلے کی ترویج اور ترقی کس طرح ہو۔ یہ بالکل نہیں سوچنا ہے کہ کس نے وہ عورت ہو، مرد ہو، کمزور ہو، طاقت ور ہو اس لئے کہ ہر آدمی کی صلاحیت الگ الگ ہیں اگر کسی آدمی کی صلاحیت سے اگر آپ کو فائدہ پہنچ رہا ہے تو آپ اس کی ہمت افزائی کریں۔ اس کی تعریف کریں اگر اس کی کوئی بات بری بھی لگ رہی ہے تو اس کو برداشت کریں، ایک دفعہ کریں، دو دفعہ، چار دفعہ کریں تو وہ اس بات کو خود ہی چھوڑ دے گا میرا خیال ہے میں نے آپ کو کافی وقت لے لیا اور جو حضرات مقالے پڑھنے والے ہیں ان کا بھی تو دل چاہتا ہو گا ہم بھی مقالے پڑھیں اللہ تعالی آپ سب کو خوش رکھے آپ تشریف لائے آپ کا بہت بہت شکریہ اللہ تعالی آپ کو دین دنیا کی تمام نعمتیں عطا کرے اور سلسلے کی ترویج اور ترقی میں آپ کو ہر ہر قدم پر کامیابی عطا فرمائے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسبت عشق سے حضور قلندر بابااولیاءؒ کا فیض آپ اور ساری دنیا پر محیط ہو آمین یارب العالمین۔ اختتام

www.ksars.org

میلادالنبی ﷺ 1999

تشریح، نور علیٰ نور

اعوذباالله...

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ سورة الفاتحه...

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ ان الله وملائكته يصلون على النبى...ياايهاالذين امنو اصلوعليه وسلم تسليما

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ وما ارسنا...

خواتین اور حضرات بزرگانِ محترم، عزیز بچوں اور بچیوں، حاضرِ مجلس آپ سب صاحبان جس جذبے سے، لگن اور عقیدت سے اس متبرک اور مقدس محفل میں تشریف لائیں ہیں یہ محفل اُس برگزیدہ ہستی کی مجلس ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات تخلیق کی ہے کائنات کی تخلیق کا جب تذکرہ آتا ہے تو خالق و مخلوق دو ہستیاں زیر بحث آتی ہے، تخلیق کا مطلب یہ ہے کہ ''کن'' ایسی ہستی ہے جس ہستی نے مخلوق کو پیدا کیا جب تخلیق کا تذکرہ آتا ہے تخلیق میں مخلوق خود بخود زیر بحث آجاتی ہے مخلوق کا جب تذکرہ آتا ہے تو مخلوق کی ضروریات، مخلوق کے اندر تقاضے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ مخلوق کی ضرویات اور مخلوق کے تقاضوں کی تخلیق کے لئے وسائل کا ہونا ضروری ہے۔ وسائل جب زیر بحث آتے ہیں تو وسائل سے مراد یہ ہے کہ مخلوق کو زندہ رکھنے کے لئے، مخلوق کو پروان چڑھانے کے لئے، مخلوق کے اندر جذبات اور احساسات کی آبیاری کے لئے ایسے وسائل موجود ہو جو وسائل ایک سسٹم کے تحت جاری وساری رہے لیکن جاری وساری وسائل اس طرح نہ ہو کہ آدمی ان سے بیزار ہو جائے اس کا دل ہٹ جائے جاری وساری وسائل اسطرح رہے کہ وہ ضروری کفالت بھی کرتے رہے اور آنکھوں سے اجھل بھی ہوتے رہیں اگر وسائل آنکھوں سے اوجھل نہ ہوتے رہیں گے تو آدمی تو آدمی اور حیوانات بھی ان وسائل سے بیزار ہو جائیں گئے اور ان وسائل کی ضروریات ان کے اندر سے کم سے کم ہوتی چلی جائے گی اس فارمولے کو اگر آپ زیادہ غور و تفکر سے غور کریں تو وہ یہی ہے کہ ہماری زندگی یعنی انسان کی زندگی، حیوانات کی زندگی، زمین کی زندگی، سماوات کی زندگی، اور پوری کائنات کی زندگی غیب و شعور دور خوں پر قائم ہے آسان الفاظ میں یہ کہہ لیجئے کہ کائنات کی پوری زندگی فنا اور بقاء پر قائم ہے اگر فنا نہیں ہو گی تو بقاء نہیں ہو گی اور بقاء نہیں ہو گی تو فنا نہیں ہو گی۔ اللہ تعالی نے جو نظام قائم کیا ہے کائنات کا اس کائنات میں فنا اور بقاء زیر بحث آتا ہے فنا اور بقاء ایک ایسا عمل ہے جس کو آپ کائنات کا تغیرّ اور کائنات کی حرکت کہہ سکتے ہیں۔ خالق کا جب تذکرہ آتا ہے تو خالق اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس میں تغیرّ نہیں ہوتا جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی لیکن جب مخلوق کا تذکرہ آتا ہے تو مخلوق کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اس کے اندر تغیر ہو، مخلوق کا مطلب ہی یہ ہے کہ مخلوق

www.ksars.org

محتاج ہوتی ہے۔ خالق کا مطلب یہ ہے کہ خالق کہ اندر کسی قسم کا تغیرّ نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کا کوئی اتار چڑھاوُ واقع ہوتا ہے خالق کی شناخت یہ ہے کہ وہ مخلوق کی شناخت سے بالکل بر عکس ہوتا ہے خالق کسی کا باپ نہیں ہے، خالق کسی کی اولاد نہیں ہے، خالق کو بھوک نہیں لگتی، خالق کسی گھر کا محتاج نہیں ہے، آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ:

لا اللہ الا اللہُ لاتخذہ...اللہ حیی قیوم ہے زندہ ہے قائم ہے کوئی تغیر کا دخل نہیں ہے انتہا یہ ہے کہ نیند آتی ہے نہ اسے اُونگ آتی ہے خالق اور مخلوق کے رشتے کو بر قرار رکھنے کے لئے ایک اسے نظام کی ضرورت تھی جس نظام تغیرّیں بھی ہو اور ایسا تغیرّ ہو کہ جس تغیرّ میں کسی قسم کا تعطل واقع نہ ہو اسی بات میں اللہ اور قرآن پاک میں فرمایاہے...کہ اللہ کے نظام میں نہ کوئی تبدیلی ہوتی نہ کوئی تعطل واقع ہو لیکن کائناتی سسٹم کا ئاتی نظام پر غور فکر کیا جائے تو کائنات کا مطلب ہی تغیر اور تبدیلی ہے اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات کو بنایا تو سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے "کن "کہا، کن ہو جا، ہو جا کہ پیچھے یا مفہوم یہ ہے کہ جو چاہا جارہا ہے ہو جا، کیاہو جا، جو کچھ چاہا جارہا ہے خالق جو کچھ چاہتا ہے وہ ہو جا، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو جا تو کائنات بن گئی کائنات سے مراد زمین، سماوات عالمین، انسان، جنات، فرشتے، حیوانات، نباتات، جو بھی مخلوق ہے سب وجود میں آگئی اب اس نظام کو قائم رکھنے کے لئے مخلوق اور خالق کے درمیان ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو کہ خالق سے قریب ترین ہستی ہو لیکن مخلوق بھی ہو، جو ہستی خالق سے قریب ترین بھی ہو اور مخلوق بھی ہو اسی بات کو رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ "اول ما خلق اللہ نور"

زرا مشکل ہے اسلئے بار بار کہہ رہاہوں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"اول ما خلق اللہ نور"

"کہ سب سے پہلے کائنات میں جب کائنات بنی تو میرا نور تخلیق ہوا کائنات کا پہلا فرد میں ہوں اور میری تخلیق نور سے ہوئی"

یعنی میں اللہ کا نور ہوں اب اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے "اللہ نور سموات والارض "زمین سموات کیا ہیں اللہ کا نور ہے رسول اللہ ﷺ کا کیا مقام ہے؟۔ پھر اس بات کو غور فرمائیں پھر اللہ تعالیٰ نے کہا "کن" کائنات بن جا، لیکن کائنات میں ایک پردہ قائم رہے خالق اور مخلوق کے درمیان اگر خالق اور مخلوق کے درمیان پردہ قائم نہیں رہے گا تو مخلوق اور خالق کا تذکرہ نہیں ہو گا پھر اللہ کا تذکرہ نہیں آئے گا پھر مخلوق اور خالق نعوذ باللہ ایک ہی کی بات ہو جائے گی

جب اللہ نے "کُن "کہا تو کائنات بنی اور کائنات میں خالق اور مخلوق کے درمیان ایک پردہ قائم ہوا۔ وہ پردہ کون ہے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور ما خلق اللہ......اس بات کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمادی: "اللہ نور سموات والارض "اس میں کوئی پس و پیش کی بات نہیں سیدھی سیدھی بات ہے کہ اللہ زمین اور آسمان کو نور ہے اور پہلا نور کون ہے رسول اللہ ﷺ اب یہ ساری کائنات کہاں ٹھری ہوئی ہے۔ بحثیت مخلوق کے کائنات کا اول رخ سیدنا الصلوۃ والسلام ہے۔ اب وہاں صورت حال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

www.ksars.org

نے اس کائنات کو بنایا تو کائنات میں جتنی بھی مخلوقات تھیں ان مخلوقات کو اپنے سے الگ رکھنے کے لئے یعنی اپنے اور کائنات کے درمیان میں خالق اور مخلوق کے درمیان پردہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے نور کو تخلیق کیا۔ اب صورت یہ ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کائنات کی ابتدا بھی میں ہی ہوں، انتہاہ بھی میں ہوں، اس کائنات کا ظاہر و باطن بھی میں ہی ہوں ھوالاول، ھوالاخر، ھوالظاہر، ھوالباطن، اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب تم سنتے ہو تو میرے سماعت سے سنتے ہو، جب تم بولتے ہو تو میرے لب سے بولتے ہو، جب تم سوچتے ہو تو میرے فواد سے سوچتے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جہاں تم دو ہو وہاں میں تیسرا ہو، جہاں تم پانچ ہو وہاں میں چھٹا ہوں، میں نے تم کو احاطہ کیا ہوا ہے... الا انا نہ بکل شیء محیط... ایک احاطہ ایک دائرہ ہے وہ احاطہ اور دائرہ اللہ ہے۔ تم اس کے بیچ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... نحن اقرب الیہ من حبل الورید... میں تمہاری جان سے زیادہ قریب ہوں۔ قریب بھی نہیں۔ اقرب، اقرب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی فاصلے کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو اقرب کہتے ہیں۔ فاصلہ تو ہے لیکن اس کو آپ کسی سنٹی میٹر سے ناپ نہیں سکتے اس کو اقرب کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... نحن اقرب... میں تو تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں پھر اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں... وفی انفسکم افلا تبصرون... میں تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں؟ جو تم چھپاتے ہو وہ میں جانتا ہوں جو تم چھپا چھپا کے باتیں کرتے ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں ہے میں ان کو جانتا ہوں... علم اللہ غیب واشاہدۃ...... اللہ غیب اور شعور دونوں کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے جب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ آتا ہے... اول ماخلق... تذکرہ آتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ... اللہ سموات... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نور وعلیٰ نور...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ نہ شرق ہے نہ غرب ہے کوئی سمت نہیں تعین کی اللہ تعالیٰ کیا ہے... نور واعلیٰ لانور ہے۔ جس کو چاہے اللہ نور کی ہدایت دے دیتا ہے بات پھر وہی نور کی آگئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں یہ تقریب قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سعادت بخشی ہے کہ ہم اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کے نام پر دور دراز سے یہاں تشریف لائے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آج کی مجلس کی ہر بات آپ کے دماغ میں جانشیں ہو جائے۔ نوراًعلیٰ نور... کہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں فرماتے ہوئے نور اعلیٰ نور ہے یعنی نور سے اعلی نور مشکل ہے اسلئے بار بار کہہ رہا ہوں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ بجلی کے ڈیم اور اس کے سسٹم سے سب ہی واقف ہیں۔ ہائی ٹینشن سے پھر وہ لائینیں Transfermer میں آجاتی ہیں۔ وہاں سے مختصر یہ ہے جو بلب آپ کے سامنے روشن ہے۔ یہ اگر ہائی ٹینشن سے براہ راست جوڑ دیا جائے تو اگر ۲۰ ہزار واٹ کا بلب بھی ہو گا تو وہ فیوز ہو جائے گا، جل جائے گا، راکھ ہو جائے گا، اب مثال کے طور پر اگر اللہ تعالیٰ کی تجلیاتی بجلی کو ہائی ٹینشن کی بجلی قرار دے دیں تو ہائی ٹینشن کی بجلی سے بلب روشن نہیں ہو گا۔ جب تک کہ اس بجلی کو آپ کم نہیں کریں گے اس وقت تک روشنی نہیں ہو گی، وہ ہائی ٹینشن کی بجلی اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول پہلے سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلامؐ پر ہوتا ہے نور نور کو قبول کرتا ہے۔ نور سے پھر دوبارہ نشریات ہوتیں ہیں تو نور روشنی میں بدل کے مخلوقات بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلے ہے اللہ تعالیٰ کے دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ نے جو تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو تخلیقی سسٹم بنایا ہے اس سسٹم میں رسول اللہ ﷺ بعد از خدائے بزرگ تو یہ قصہ مختصر۔ جو کچھ نزول ہو رہا ہے علم ازل سے وہ پہلے سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلامؐ قبول فرماتے ہیں اور سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت کے بعد پھر وہاں سے وہ پروگرام نشر ہوتا ہے پھر وہ نور روشنی میں بدل کے مخلوقات کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

www.ksars.org

اب اس بات کو پھر سے سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کا ایک مقام ہے، جہاں تجلیات ہے، تجلیات روشن ہیں، ان تجلیات میں اللہ تعالیٰ کا ذہن کام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں جو بھی پروگرام ہے مخلوق سے متعلق وہ پروگرام تجلیات کے ذریعے نشر ہو رہا ہے۔ اس کو ہمارے پاس لفظوں کے بہت ہی محدود ذخیرہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اس کائنات کے سسٹم کو اس طرح قائم کیا ہے کہ جو بھی پروگرام اللہ تعالیٰ نشر فرماتے ہیں پہلے وہ سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام قبول فرماتے ہیں پھر وہاں سے دوبارہ پروگرام نشر ہو کے علم ارواح میں پھیل جاتا ہے "عالم ارواح" ایک ایسا عالم ہے کہ جہاں مخلوقات کی پہلی موجودگی ہے یعنی عالم ارواح میں جب اللہ تعالیٰ نے کن فرمایا "کُن" سے اللہ تعالی کا پروگرام نشر ہوا پھر وہ پروگرام سیدنا حضور الصلوٰۃ ولسلامؐ نے قبول فرمایا اور اس کی بنیاد ...اللہ نورالسمٰوات والارض... میں نے آپ کے سامنے عرض کیا وہاں سے جو اللہ تعالیٰ کا پروگرام Display ہوا وہ تمام ارواح کی شکل میں ہوا ۔ اللہ تعالیٰ ابھی میں نے عرض کیا...نور اللہ لا نور... کہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں فرماتے ہوئے نور اعلیٰ نور ہے یعنی نور سے اعلیٰ سے جب تخلیق ہوئی تو پہلا مرحلہ سیدنا حضور الصلوٰۃ ولسلامؐ ہیں، عالم ارواح وجود میں آ گیا، عالم ارواح میں روح کے اندر نہ سماعت تھی، نہ بصارت تھی، نہ اس کہ اندر کوئی احساس تھا، لیکن ایک بات روح کے اندر ضرور موجود تھی کہ میں ہوں، میں کون ہوں، میں کیوں ہوں، میں کسطرح ہوں، میں کس طرح پیدا ہو گئی، یہ روح اس بات کو نہیں جانتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے روح کے اس جمود کو توڑنے کے لئے روح کی بے خبری ختم کرنے کے لئے اپنے آپ کو روح کے سامنے کر دیا۔ روح نے جب اللہ کی آواز سُنی تو اس کا مطلب بھی یہ ہوا کہ روح کے اندر پہلی آواز اللہ کی منتقل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے کہا "میں تمہارا رب ہوں" تو پہلی آواز روح نے اللہ کی سُنی یعنی سماعت سے اس وقت آشنا ہوئی۔ جب اللہ کی آواز اُس کے کان میں داخل ہوئی قوت سماعت کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ کی آواز ضرور سُنی سُننے کے بعد دیکھنے کا مرحلہ آیا۔ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا، مرکزیت کا حصول، متوجہ ہو کر اس کو سمجھنا، دوسرا مرحلہ یہ آیا کہ متوجہ ہو کر روح جب متوجہ ہوئی آواز دینے والے کی طرف اس کی جو آنکھیں تھیں۔ ابھی تک ان میں کوئی بینائی نہیں تھی کوئی بصیرت نہیں تھی، آنکھ کے لئے پہلا ٹارگیٹ اللہ ہے اللہ کی ذات ہوئی۔

اب ہم یوں کہہ گے کہ روح کی سماعت کا پہلا مرحلہ اللہ کی آواز دوسری بات یہ کہہ گے کہ روح کے اندر متوجہ ہونے کا ادراک اس آواز کے بعد ہوا اُس ادراک کے بعد جب روح کے سامنے اللہ کی ذات آئی تو روح نے اللہ کو دیکھا اس بات کو اس طرح کہا جائے گا کہ روح کی پہلی نگاہ، یا روح کہ آنکھ کی پہلی بینائی یا روح کی آنکھ کی پہلی بصیرت اللہ ہے۔

تیسرا مرحلہ میں آواز سُنا، آواز سن کے متوجہ ہونا، متوجہ ہو کے اس چیز کو دیکھنا دیکھنے بعد روح کے اندر یہ تغیّر پیدا ہوا کہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس کو قبول کرنا یہ رد کرنا ہے روح نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اس بات کا اقرار کیا کے ہاں "جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں" لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کچھ روحیں خاموش رہ گئیں اسی بنیاد پر سعید اور شقی روحوں کا الگ الگ انتخاب ہوا۔ روح کی نگاہ ،روح کی نگاہ نے جو پہلی ہستی دیکھی اللہ کو دیکھا اللہ کو دیکھنے کے بعد اس کے اندر قوت گویائی پیدا ہو گئی قوت گویائی پیدا ہوئی تو روح نے اللہ کو دیکھ کر اس بات کا اقرار کیا کہا... قالو ابلیٰ... کہ جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ جب روحوں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ ہمارے

www.ksars.org

علاوہ بھی کوئی ہستی ہے پہلے تو اکیلی روحیں تھیں اس کے پاس نہ سماعت تھی، اس کے پاس نہ نگاہ تھی، اس کے پاس نہ ادراک تھا اس کے پاس نہ قوت گویائی تھی، قوت گویائی اور قوت نظارہ کے بعد روح نے اس بات کو دیکھ لیا، سمجھ لیا کہ میرے علاوہ بھی کوئی ہے ۔ایک میں ہوں، مخلوق ہوں، دوسرا میرا پیدا کرنے والا خالق ہے۔ روح کے اندر جب دیکھنے کے بعد دوئی پیدا ہوئی تو اس نے اللہ کے ساتھ ساتھ وہاں موجود جتنی بھی مخلوقات تھیں ان مخلوقات کو بھی دیکھا پہلے تو روح کو پتہ ہی نہیں تھا کہ میں کیا دیکھ رہی ہوں کیا نہیں دیکھ رہی؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ روح کی پہلی سماعت اللہ کے پاس ہے، ہر روح کے اندر پہلی بصیرت اللہ کی نگاہ ہے، ہر روح کے اندر پہلی قوت گویائی اللہ کو دیکھنے کے بعد اللہ کی ربوبیت کا اقرار ہے۔

اب آپ اس روایت پر غور فرمائیں:

اللہ تعالیٰ کہتا ہے "تم میری سمات سے سُنتے ہو، میری بصارت سے دیکھتے ہو، بات سمجھ میں آئی یا دوبارہ تشریح کروں، نہیں سمجھ میں آئی!، کیا سمجھ میں نہیں آئی؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان سُنتا ہے، دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے، بولتا ہے، یہی ہے نہ تو۔۔ انسان نے پہلی آواز اللہ کی سُنی تو سماعت کس کی ہوئی، نگاہ نے پہلی ءچیز جو دیکھی اللہ کو دیکھا نگاہ کس کی ہوئی، پہلا اقرار اس بات کا کہ اللہ آپ کو قوت گویائی جو مخلوق کو منتقل ہوئی وہ کس کی ہوئی اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، "میری سماعت سے سنتے ہو، میری بصارت سے دیکھتے ہو، میری قوت گویائی سے بولتے ہو، میرے فواد سے سوچتے ہو، ہم اگر سنتے ہیں تو اسلئے سنتے ہیں کہ یوم ازل میں اللہ کی آواز سن چکے ہیں اگر ہم ازل میں اللہ کی آواز نہ سنتے تو ہمارے اندر سماعت پیدا نہیں ہوتی اگر ہم یوم ازل میں اللہ کو نہ دیکھتے تو ہم سب اندھے ہوتے نظر کا کوئی کام ہی نہیں ہوتا، اگر ہم یوم ازل میں اللہ کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے تو ہم سب گونگے ہوتے ہمارے اندر قوت گویائی نہ ہوتی اگر ہم سوچ کر متوجہ ہو کر اللہ کی ربوبیت کا اقرار نہیں کرتے تو ہم سارے باولے، پاگل، دیوانے ہوتے ہمارے اندر عقل و شعور نہ ہوتا۔

ہم جو سب آوازیں سن رہے ہیں یہ کیوں سن رہے ہیں جی، یوم ازل میں اللہ کی آواز سن چکے ہیں ہم جو مناظر اللہ کی قدرت کے دیکھ رہے ہیں زمین دیکھ رہے ہیں، آسمان دیکھ رہے ہیں، ستارے دیکھ رہے ہیں سورج دیکھ رہے ہیں، چاند دیکھ رہے ہیں جو بھی کچھ دیکھ رہے ہیں کیوں دیکھ رہے ہیں؟ یہ آنکھ اللہ کو دیکھ سکتی ہے ہم یہ کیوں بول رہے ہیں؟ قوت گویائی کہاں سے آئی ہے ہماری روح اللہ کو دیکھ کر اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے اگر ہم اللہ کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتی تو ساری مخلوق گونگی ہوتی قوت گویائی ہمارے اندر سوچنے کی، سمجھنے کی، متوجہ ہونے کی، انکار کرنے کی، اقرار کرنے کی، صلاحیت موجود ہے، ایک شعور موجود ہے، اگر روحیں اللہ کی آواز سن کر آواز دینے والی ہستی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی تو سارے آدمی بے شعور ہوتے ان کے اندر حس پیدا نہیں ہوتی، سوچنے سمجھنے کی حس کی پیدا نہیں ہوتی۔

www.ksars.org

یہ بات سمجھ میں آگئی یہ وہ تعلیمات ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کو منتقل ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وارث ہوتے ہیں۔ یہ بات طے ہوگئی کہ کس کی سماعت سے آپ سنتے ہیں؟ کس کی بصارت سے آپ دیکھتے ہیں؟ کس کی قوت گویائی سے آپ بولتے ہیں؟ میں اور آپ جو یہاں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سب جسمانی وجود میں بیٹھے ہوئے ہیں اگر یوم ازل میں کن کے بعد سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے میری، آپ کی، زید کی، بقر کی روح تخلیق نہ ہوتی یہ وجود ہوتا؟ آج بھی سامنے یہ مشاہدہ تجربہ ہے کہ ہر آدمی جو اس دنیا میں پیدا ہوتا آرہا ہے پیدائش کا مطلب ہی یہ ہے کہ روح اپنے لئے ایک وجود بنا کر دنیا میں ظاہر کرتی ہے بچہ اگر بے روح ہوتے، بچے پیدا ہوتے ہیں نامردہ، مردہ بچے کا کیا مطلب ہے، بے روح، اب روح ایک جسم تشکیل کرتی ہے اور اس جسم کو بڑھاتی ہے لیکن ساتھ ساتھ گھٹاتی ہے جب روح ایک دن کے بچے کو دو دن کی روح میں ظاہر کرتی ہے تو دو دن بڑھا دیتی ہے ایک دن گھٹا دیتی ہے ایک سن کا گھٹنا فنا ہے، دو دن کا بڑھنا بقاء ہے، چار دن کا گھٹنا فنا ہے ایک سال کا بڑھنا بقاء ہے نتیجہ یہ ہے کہ جب آدمی ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے کہ جب تک ساٹھ سال تک فنا نہ ہوگی تو ساٹھ سال بقاء نہ حاصل ہوگی ہر منٹ فنا ہے، ہر دوسرا منٹ بقاء ہے، ہر تیسرا منٹ فنا ہے، ہر چوتھا منٹ بقاء ہے۔ فنا کیا ہے؟ فنا غیب ہے۔ بقاء کیا ہے؟ بقاء شعور ہے یعنی یہ ساری کائنات غیب وشعور پر چلتی ہے ایک بیلٹ ہے یعنی ایک غیب وشعور کی بیلٹ ہے اس پر ساری کائنات، وہی چیز کبھی شعور ہو جاتی ہے وہی چیز کبھی غیب۔ میں آپ کے سامنے ۷۰ سال کا آدمی بیٹھا ہوا ہوں میں آپ سے پوچھتا ہوں میرے ۷۰ سال کدھر گئے؟ آپ ایک ہی بات کہہ گے غیب میں چلے گئے۔ اب کیا ہے کہ یہ شعور ہے اب شعور بھی غیب ہو جائے گا۔ بالاخر غیب اور شعور کا یہ سلسلہ ایک دن اس طرح ٹوٹ جاتا ہے کہ یہ شعور اس طرح غیب میں چلا جاتا ہے کہ آدمی باوجود ہونے کے نظر نہیں آتا جس آدمی کا کبھی باپ مرگیا، کبھی ماں مرگئی، میری اماں مرگئی مجھے بہت یاد آتی ہیں میں اُنہیں بہت یاد کرتا ہوں ماں میری ہر ہر قدم پر دست گری کرتی ہے میرے خواب میں آتی ہیں میرا وہاں سے تحافظ کرتی ہیں لیکن میری ماں شعور نہیں ہیں غیب ہے۔ ایک روز میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں یہ شعور بھی غیب ہو جائے گا تو ساری کائنات غیب وشعور پر قائم ہے۔

غیب کیا ہے؟ غیب اللہ ہے، شعور کیا ہے؟۔ سبحان اللہ غیب میں تغیّر نہیں ہے شعور میں تغیّر ہے لیکن غیب اور شعور دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ آپ کبھی غیب کو شعور سے الگ نہیں کرسکتے نہ شعور کو غیب سے الگ کرسکتے ہیں ایک آدمی چالیس سال کا آدمی بیٹھا ہوا ہے آپ اس چالیس سال کے آدمی کو اس کے دو مہینے کے بچپن سے الگ نہیں کرسکتے آپ چالیس سال کے آدمی کو اس کی جوانی سے الگ نہیں کرسکتے آپ نے ستر یعنی منٹ وقت کو اس سے الگ کرسکتے ہیں آپ پیدا ہوئے، میں پیدا ہوا، سب پیدا ہوئے اس وقت کی کونسی اسی علامت ہے جو میرے اندر موجود ہے ہر چیز بدل گئی چہرے کے خدوخال بدل گئے، نقش ونگار بدل گئے، ہر چیز تبدیل ہوگئی، میری آئے دن کی زندگی کس بات پر قائم ہے جی نام میرا کدھر گیا؟ بھئی جس جس بچے کا نام رکھا گیا تھا وہ کدھر گیا؟ غیب، اسکا مطلب غیب بنیاد ہے غیب اصل ہے شعور اس غیب کا مشاہدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کائناتی سسٹم کو غیب وشعور پر چلا رکھا ہے جب کائنات کی زندگی زیر بحث آتی ہے حیات وممات سامنے آتی ہیں تو صاف صاف حیات وممات میں جو وقفے ہیں ان وقفوں میں جو

www.ksars.org

زندگی کی تقسیم ہے وہ بھی زیر بحث ہے ایک بچہ ہے معصوم ہے، لڑکپن ہے، جوان ہے، بوڑھاپا ہے، یہ سب زندگی کی تقسیم ہے لیکن جب اس زندگی کی تقسیم میں شعوری کیفیت میں آپ داخل ہونگے تو کیونکہ شعور متغیر شئے ہے اسلئے متغیر شئے کو قائم رکھنے کے لئے بھی متغیر چیزیں آپ کو درکار ہیں اور وہ سب کیا ہیں؟ وہ ہیں ہر چیز متغیرّ ہے رات، دن کروڑوں، لاکھوں سال گزر گئے کبھی رات ہو گئی ، کبھی دن ہو گئے، کروڑوں لاکھوں سال سے وہ ہی گندم کی روٹی کھا رہے ہیں غیب ہو جاتی ہے پھر وہ موجود ہو جاتی ہے، غیب ہو جاتی ہے پھر وہ موجود ہو جاتی ہے تو حیات و ممات کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ حیات کے قائم رکھنے کے لئے ممات کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مخلوق کو ایک نظام کہ تحت پابند کیا جائے اور اس کو وسائل کا محتاج بنا دیا جائے ہم سب وسائل کے محتاج ہیں، ہوا کے محتاج، کھانے کے محتاج، پینے کے محتاج پانی نہ ہو تو ہم مر جائیں گے، ہوا نہ ہو تو مر جائیں گے جب وسائل زیر بحث آئے گے تو وسائل کی تقسیم خود بخود آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

"الحمد اللہ رب اللعالمین........"

"سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جو عالمین کے لئے وسائل پیدا کرتا ہے" اسلئے کے وسائل کہ بغیر تغیرّ قائم نہیں رہے گا جہاں تغیرّ قائم رہے گا جہاں وسائل کا محتاج ہو گا وہی تغیرّ اور جب وسائل کی محتاجی ختم ہو گی تو تغیرّ بھی ختم ہو جائے گا جب وسائل بنے گے تو، تو وسائل کی تقسیم بھی زیر بحث آئے گی اب وسائل کی تقسیم بھی کون کرے گا جو وسائل سے آشنا ہو گا جس کو وسائل کی ضرورت ہو گی جس کو یہ پتہ ہو گا کہ وسائل کا حصول بھی ضروری ہے وسائل کا استعمال بھی ضروری ہے اب اس کے لئے ایک بندہ چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے رب اللعالمین کی حیثیت سے کائنات بنا دی، رب کا مطلب ہے وسائل پیدا کرنے والا وسائل کی تقسیم تو وہی کرے گا نا! جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے وسائل کی حاجت بھی رکھی ہو، اب وسائل تقسیم کرنے کے لئے اللہ نے ایسی ہستی تخلیق فرمائی کہ جس کے اندر تقاضے پیدا کر دیئے کہ تمھیں بھی وسائل استعمال کرنے ہونگے اور اللہ تعالیٰ نے وسائل تقسیم کرنے والے بندے کو فرمایا:

"وماارسلنک الارحمتہ اللعالمین"

پوری کائنات ہم نے بنائی، نور کو ہم نے پیدا کیا اس نور سے تمام کائنات پر نقش و نگار بنائے ضروریات اور احتیاج پیدا کئے، تجھے بھی ان وسائل کو استعمال کرنے کے لئے تمہارے اندر بھی یہ صلاحیت رکھی کہ تمھیں بھی یہ وسائل استعمال کرنے ہونگے وسائل ہم پیدا کر رہے ہیں تقسیم تمھیں کرنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بنایا بحیثیت رب کے اور رحمت کے ساتھ بنایا اللہ تعالیٰ رحیم کریم ہے مخلوق کو رحمت کے ساتھ تخلیق کیا، پیار کے ساتھ تخلیق کیا، چاہت کے ساتھ تخلیق کیا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ ہم نے تمھیں اب رحمت بنا دیا سراپا رحمت بنا دیا، آپ بھی رحمت کے ساتھ وسائل کو تقسیم فرمائیں

"وماارسلنک........"

www.ksars.org

یہ بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا اس نظام میں اپنے اور مخلوق کے درمیان میڈیم رسول اللہ ﷺ کا بنایا ۔خود رب اللعالمین کی حیثیت سے مخلوق کو پیدا کیا اور مخلوق کے لئے وسائل پیدا کئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس میں کسی قسم کی حاجت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کے اندر وسائل کی ایک احتیاج رکھی اور ساتھ ہی ساتھ ان وسائل کی تقسیم کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ یہ جو بھی یہاں دنیا میں عمل ہو رہا ہے آسمانوں میں ہو رہا ہے اس کے طریقے کار یہ ہیں کہ رسول اللہ وسائل تقسیم کرنے کے مالک ہے۔ مخلوق پیدا ہوئی مخلوق دو طرح پیدا ہوئی۔ ایک تو یہ کہ عالم ارواح میں پیدا ہوئی عالم ارواح میں مخلوق پیدا ہوئی اس نے اللہ کی آواز سنی، اللہ کو دیکھا اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر لیا لیکن ابھی اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت مخلوق روح کو اختیار نہیں دیا، کہ چاہے مخلوق خالق کو رد کرے یا قبول کرے ہاں تو سب ہی نے اللہ کو دیکھ لیا دیکھنے کے بعد کون انکار کر سکتا ہے یہ ایک چیز آپ نے یہ دیکھ لی یہ گلاس ہے تو یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ گلاس نہیں ہے گلاس دیکھ لیا۔ عالم ارواح سے اگر مخلوق عالم ناسوت میں نہ آتی تو اختیار زیر بحث نہ آتے روح نے عالم ناسوت میں ایک اور جسم بنا لیا جس کو مادی وجود کہتے ہیں اور اس مادی وجود کے اندر روح نے ازل والی کیفیت کو دوہرایا... الست بربکم... اس کا ترجمہ ہے:

کیا میں تمہارا رب ہوں... یہ نہیں کہا کہ میں تمہارا رب ہوں... کیا میں تمہارا رب ہوں... اللہ تعالیٰ نے اقرار اور انکار کا اصل، روح کے اندر، روح میں اختیار ڈالا لوگ کہتے ہیں جی اختیار کہاں سے؟ کیسے ہے؟، اختیار آگیا اب اس اختیار کا استعمال روح کس طرح کرتی ہے تو روح کی یہ ڈیوٹی لگی کہ روح ایک اور وجود بنائے اور اس وجود کو اپنے اور اس بندے کے درمیان پردہ بنا دے اور اسطرح پردہ بنائے کہ بندہ روح کو دیکھ نہ سکے اگر وہ جدوجہد نہ کرے کوشش نہ کرے تو روح کو دیکھ نہ سکے۔

تخلیق ہو گئی دنیا بن گئی رسول اللہ ﷺ آخر میں تشریف لائے اب رسول اللہ ﷺ کو متعارف کرانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ کا جو ارشاد ہے۔ "ہم نے تم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے تمام مخلوق کو مشاہدہ کرنے کے لئے پیغمبروں کا ایک سلسلہ قائم کیا اور ان پیغمبروں نے کیا کام کیا مختصر پیغمبروں کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ پیغمبر نے انسان کے اندر اچھائی اور برائی کا تصور پیدا کیا یہ چیز اچھی ہے، یہ چیز بری ہے۔ کیوں اسلئے تاکہ مخلوق اچھائی اور برائی دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر سکے مخلوق نے زیادہ تر برائی کا انتخاب کیا اور اچھائی کو پیچھے چھوڑ دیا۔ جب اتنی برائی پھل گئی اتنی برائی پھیل گئی کہ اچھائی کہیں نظر نہیں آئی ہر طرف اندھیرا اور تاریکی ہو گئی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس دنیا میں بھیج دیا تاکہ اللہ کے اور مخلوق کے درمیان میڈیم فاصلہ عالم ارواح کا وہ عالم شعور میں بھی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر کے عالم غیب میں داخل ہو جائے میرے خیال لوگ تھک گئے، کیا بج گیا بات تو آپ لوگوں کی سمجھ میں آگئی ہوں گی مختصر اس کی Summary بیان کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب کائنات بنائی تو نور سے بنائی اپنے نور میں سے تخلیق کی اللہ تعالیٰ نے تو پہلی تخلیق سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام کی اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے اول ما خلق...... فرمایا کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا ہے یعنی سب سے پہلے حضور ﷺ تخلیق ہوئے اب جضور ﷺ نے چونکہ اول ما خلق۔ رسول کا ارشاد ہے؛ جو بات میری قرآن سے ٹیلی ہو جائے قرآن سے مطابقت رکھتی ہو وہ

www.ksars.org

میری بات ہے اور جو قرآن سے مطابقت نہ رکھتی ہو وہ میری بات نہیں ہے اول ماخلق...... اللہ نے پہلے میرا نور تخلیق کیا اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تخلیق فرمادی اللہ نور سموات...... کہ زمین اور آسمان کی جو بنیاد ہے وہ دوسری بات یہ ہے کہ روحیں اللہ کی آواز سن چکی ہیں ،اللہ کو دیکھ چکی ہیں، اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہیں ہم سب جو بھی کچھ ہیں وہ اسی وقت تک ہیں جب تک ہمارے اندر روح ہے اگر ہمارے اندر روح نہیں ہے تو dead body لاش ہے اگر ہم اللہ کو دیکھنا چاہے، اللہ کی آواز سننا چاہے، اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنا چاہے تو یوم ازل میں ہم کر چکے ہیں تو اس کا طریقہ کار کیا ہے؟۔ اس کا طریقے کار یہ ہے کہ ہم اپنی روح سے واقف ہو جائیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ مادی جسم کی کوئی حیثیت نہیں ہے اصل حیثیت روح کی ہے جب تک روح مادی جسم کو سنبھالے رکھتی ہے تو آدمی زندہ رہتا ہے اور جب روح اس مادی جسم سے رشتہ توڑ دیتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے سیدھی سی بات ہے آپ کی اصل کیا ہے زور سے بولیں روح، آپ کی روح اللہ کی آواز سن چکی ہے، یہ قرآن میں ہے میں نہیں کہہ رہا آپ کی روح اللہ کو دیکھ چکی ہے، اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے، اگر آپ اپنی روح سے واقف ہو جائیں تو تب کیا ہو گا اللہ کی آواز سنیں گے، اللہ کو دیکھیے گے۔ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کریں گے اب آپ کا کام کتنا سا ہے روح سے واقف ہونا۔ آپ روح سے واقف نہیں ہو سکتے کہ روح کے بغیر تو آپ زندہ بھی نہیں رہ سکتے ،روح کے بغیر تو آپ کھانا بھی نہیں کھا سکتے، روح کے بغیر تو آپ پانی بھی نہیں پی سکتے، روح کے بغیر تو آپ کے بچے بھی نہیں ہو سکتے ،روح کے بغیر تو آپ شادی بھی نہیں کر سکتے، دنیا کا کوئی بھی کام روح کے بغیر تو آپ سوچ بھی نہیں سکتے آپ کے اندر خیال بھی نہیں آسکتا یقین بھی آسکتا کبھی کسی dead body نے آپ کو یہ بتایا کہ میں پھنس پھنسا گئی مجھے کیا کسی dead body نے کھانا کھایا ہے، بچہ جنم دیا ہے، شادی کی ہے، گھوڑے پر سوار ہوئی ہے مشن چلائی ہے، dead body کبھی سوئی ہے آپ اس کے ایک ہزار ٹکڑے بھی کر دیں اس نے کبھی آہ نکالی اور اگر آپ کے اندر روح ہے تو سوئی اگر آپ کے پیر کے انگوٹھے میں چھبتی ہے تو دماغ میں محسوس ہوتی ہے کب ہوتی اور روح نہ ہو تو یہ مردہ جلا دیتے ہیں ناہندو لوگ کبھی کسی مردے نے اٹھ بیٹھا ہو انہیں بولتا ہو کیوں جلا رہے ہو اور ہم جو وہاں جا کر قبر میں دفنا کر آتے ہیں اور جو سوراخ بھی کھولے ہوئے ہوتے ہیں اس کو بھی بند کر دیتے ہیں کہ مردے میں کہیں سے بھی اس کو تھوڑی سی بھی آکسیجن نہ چلی جائے کہ مردہ اٹھ کہ بیٹھ جائے مر گیا تو اسے واپس کیوں لانا ہے۔ میری اماں نے مجھے ایک واقعہ سنایا تھا ایک وہ ماں تھی اس کی ایک بیٹی بڑی بیمار ہو گئی بہت بیمار ہو گئی تو ماں کو بڑا رحم آیا، بڑی محبت آئی ممتا جاگ گئی تو اس نے دُعا کی اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ میاں میری بیٹی بیمار ہے کہ اگر یہ مر گئی تو میرا کیا میرے وجود کا کیا اس کی موت ہی آگئی ہے تو اس کی جگہ مجھے اُٹھالے وہ قبولیت کا وقت تھا ملک الموت سامنے کھڑے ہو گئے وہ گھبر اگئی یہ کیا ہے ایک بندہ کہاں سے ظاہر ہو گیا بھئی تم کون ہو انہوں نے کہا آپ ابھی اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر لی میں ملک الموت ہوں کہنے لگی وہ پڑی ہو وہاں کمرے میں، لیکن جب ماں نے کہا وہ پڑی ہے کمرے میں اس کے اوپر بھی ایک وقت ایسا آئے گا وہ بھی چل بسے گی، سب سے آسان نتیجہ یہ ہے کہ آپ اپنی اصل کو جانیں، پہچانیں۔ اللہ کو جان لیا، اللہ کو پہچان لیا، اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو جان لیا پہچان لیا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اعلیٰ یہ ہے کہ... من عرف نفسہ فقد عرف ربہ... ''جس نے اپنی روح کو پہچان لیا، اس نے

www.ksars.org

اپنے رب کو پہچان لیا" اس میں کیا سمجھنے کی بات ہے بتائیں، بھئی روح اللہ کو دیکھ چکی ہے، آپ نے روح کو پہچان لیا، اللہ کو پہچان لیا، روح اللہ کی آواز سن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، آپ سب حضرات کا بہت بہت شکریہ آپ یہاں تشریف لائے۔ اختتام

عرس مبارک 2003 حضور قلندر بابا اولیاءؒ

ٹائم اینڈ اسپیس کی نفی کرنے کا طریقہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لو أنزلنا هذا القرآن … لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا…ھوالالذی لاالہ اللہ ھو…

عزیزان گرامی قدر، محترم خواتین و حضرات، پیارے دوستوں، بھائیوں، بچوں، بچیوں اور عظیمی خاندان کے چاند ستاروں، آپ کے اوپر اللہ تعالی کی سلامتی نازل ہو۔ آپ کو میرے انتظار میں کافی زحمت اٹھانا پڑی، دیر بھی کافی ہو گئی مجھے اس بات کا احساس ہے۔ لیکن انتظامی مجبوریاں کچھ ایسی ہوتی ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ہو جاتی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ تھوڑے وقت میں اتنی باتیں عرض کردوں کہ آپ کا ذوق اور آپ کے شوق کی تسکین ہو جائے اور اللہ تعالی کی طرف سے اللہ کے رسول کی طرف سے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے وارث حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی طرف سے جو ڈیوٹی مجھے تو فیض ہو ئی ہے۔ میں اس کو پورا کرنے کا اہل ثابت ہو سکوں۔ عزیزان گرامی قدر کل یہاں ورکشاپ کی مجلس کا انقاد ہوا اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اور لوگوں کے ذوق وشوق سے پانچ سو سے زیادہ حضرات نے اس مجلس مزاکرہ میں شرکت فرمائی اللہ تعالی کے انعام و اکرام سے مادر علمی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اس ورکشاپ کی نگرانی فرمائی اور ورکشاپ کی کامیابی کا ہم سب کو مژدہ سنا یا۔ یہ کائنات اور کائنات کی تمام مخلوقات اور مخلوقات کے تمام افراد کے بارے میں اگر کچھ کلام کیا جائے تو اس ایک بات کے علاوہ دوسری کوئی نئی بات نہیں کہی جاسکتی کہ یہ ساری کائنات ایک علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات کو پھیلانا چاہا۔ اللہ تعالی نے جب اس کائنات کا مظاہرہ کرنا چاہا، اللہ نے بے شمار نوع کو ایک دوسرے سے متعارف کروانا چاہا، تو اللہ تعالی کے علم نے ایک کروٹ بدلی اور جب اللہ تعالی کے علم نے کروٹ بدلی تو وہاں سے آواز آئی ''کن''۔ کائنات اللہ تعالی کے ذہن میں جس طرح موجود تھی کائنات کے نقش و نگار جس طرح اللہ کے ذہن میں موجود تھے۔ کائنات کی ضروریات زندگی جس طرح اللہ کے علم میں تھی۔ کائنات کے حیات و ممات کا فلسفہ جو اللہ کے ذہن میں تھا۔ جب اللہ نے کن کہا یا اللہ کے علم نے کروٹ بدلی تو وہ سارا ذخیرہ، سارا خزانہ وہ سارا مفصل پلان جو اللہ کے ذہن میں تھا اس کا مظاہرہ ہو گیا۔ اب یوں کہیں گے کائنات دراصل اللہ تعالی کے مخفی علوم کا مظاہرہ ہے۔ 'کن' ہو جا، کیا ہو جا؟ کن کے اوپر جب ہم غور کرتے ہیں یا اس کے اوپر ذہن مرکوز جاتا ہے۔ جس کے ہو جانے کا حکم دیا جاتا ہے جس کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ کن ہو جا۔ ''فیکون'' ہو گیا یعنی اللہ تعالی کے ذہن میں جو کچھ تھا، اللہ تعالیٰ کے ارادے میں اس کا مظاہرہ پیدا ہوا تو اللہ تعالی نے حکم دیا کن ہو جا اور وہ ہو گیا، کائنات علم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پہلے یہ علم اللہ تعالی کے ذہن میں محفوظ تھا اب بھی ہے، پھر

www.ksars.org

اس علم کو جس قدر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کرنا چاہا اس کو ظاہر فرما دیا۔ کائنات کے افراد میں جو قابل توجہ، قابل ذکر جو مخلوقات ہیں وہ تین ہیں۔ فرشتے جنات اور انسان۔ فرشتے کا جب ہم ذکر کرتے ہیں تو ہمارے ذہین میں یہ بات وارد ہوتی ہے کہ فرشتے اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔ جو مسلسل اللہ کے حکم کی تعمیل میں مصروف عمل ہیں۔ فرشتہ جب تعمیل حکم میں مصروف ہے تو یا ملا اعلیٰ کے ذہن میں یہ بات ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کس طرح کرنی چاہئے۔ دوسری مخلوق جنات ہیں۔ جنات کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے جنات ایک ایسی مخلوق ہے کہ جو مکلف ہے۔ یعنی جزا اور سزا اس کو دی جائے گی جزا اور سزا کا قانون ہے اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہی حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنات بھی اچھائی اور برائی کا علم جانتے ہیں۔ اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہ ہیں۔ تیسری مخلوق انسان ہے انسان کے بارے میں بھی یہی ہے کہ وہ اچھائی برائی کے تصور سے آگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے علوم سکھا دیئے ہیں کہ جس کا قرآن نے وضاحت کے ساتھ تذکرہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ خود علم کے بارے میں فرماتے ہیں وعلما انسان معالم یعلم… کہ ہم نے انسان کو وہ علم سکھا دیا ہے جو یہ نہیں جانتا۔ زمین کو جب ہم کریدتے ہیں زمین کی تہہ کو الٹ پلٹ کر، اس کے اندر تفکر کرتے ہیں وہاں بھی ہمیں یہی بات نظر آتی ہے کہ زمین کا ہر ذرہ ایک مکمل علم ہے جب ہم ایٹم کا ذکر کرتے ہیں اور ایٹم کے الیکٹرون کی گردش کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کی طاقت کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ایٹم کے اندر تعمیر اور تخلیق دونوں کا علم چھپا ہوا ہے۔ پانی کا ذکر کرتے ہیں تو پانی کے اندر جب ہم کھوج لگاتے ہیں تو وہاں بھی یہی علم ملتا ہے کہ پانی کے اندر علوم کے ذخیرے چھپے ہوئے ہیں تو کائنات علم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم کی قسم یہ ہے کہ انسان اور حیوانات دونوں کو وہ علم حاصل ہے۔ لیکن اس علم کی تشریح انسان اور حیوان دونوں نہیں کر سکتے مثلاً ایک خرگوش کو بھی بھوک لگتی ہے خرگوش کو بھی اس بات کا علم ہے مجھے کیا کھانا چاہئے۔ انسان کو بھی بھوک لگتی ہے انسان کو بھی اس بات کا علم ہے مجھے کیا کھانا چاہئے اور کیا نہیں کھانا چاہئے۔ خرگوش بھی سوتا ہے خراٹے لیتا ہے۔ انسان بھی سوتا ہے جس طرح خرگوش سونے کے بعد بیدار ہونے پر مجبور ہے اس طرح انسان بھی سونے کے بعد بیدار ہونے پر مجبور ہے اور بیدار ہونے کے بعد سونے پر مجبور ہے۔ دکھ درد کا احساس ایک خرگوش کو بھی ہے دکھ درد کا احساس ایک انسان کو بھی ہے۔ غم کا احساس ایک خرگوش کو بھی ہے، غم کا احساس ایک انسان کو بھی ہے۔ لیکن جب انسان سے یا خرگوش سے یہ پوچھا جائے کہ غم کیا ہے دونوں کے پاس اس کا جواب خاموشی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ تشریح تو کر سکتے ہیں، کہ غم سے مراد آدمی نڈھال ہو جاتا ہے، غم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی صحت برباد ہو جاتی ہے، غم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے بال سفید ہو جاتے ہیں، غم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کی کمر جھک جاتی ہے، غم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا نظام ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے، آدمی چڑچڑا ہو جاتا ہے بھئی خوشی کیا چیز ہے یا خوشی کا مطلب یہ ہے آدمی ہلکا پھلکا رہتا ہے صحت اچھی ہو جاتی ہے، عمر دراز ہو جاتی ہے، خوش رہنے والا بندہ خوش اخلاق ہو جاتا ہے، مزاج سے چڑچڑا پن ختم ہو جاتا ہے۔ مزاج میں مروت و حلاوت ہو جاتی ہے نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ سوچا جائے کہ یہ تو غم کے تاثرات ہیں۔ جو آپ بیان کر رہے ہیں۔ فی الواقع غم کیا چیز ہے۔ تو نوع انسانی کے پاس اس کا جواب نہیں خوشی کیا چیز ہے۔ آپ خوشی کے تصورات تو بیان کر دیں گے فی الواقع خوشی کیا چیز ہے۔ جس طرح خرگوش خاموش ہے اسی طرح آپ بھی خاموش ہیں۔ ایک تو علم کی تعریف یہ ہوئی آپ اس علم کے تاثرات بیان کرتے ہیں اس سے واقف تو ہیں۔ لیکن وہ

www.ksars.org

علم کیا شئے ہے آپ واقف نہیں ہوگے نہ خرگوش واقف ہے نہ کوئی اور واقف ہے۔ دونوں حیوان اور انسان دونوں اس میں ایک بھائی ہیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اور دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک ہے۔ دونوں غم اور خوشی پر مجبور ہیں۔ دونوں پیدا ہوتے ہیں دونوں مر جاتے ہیں۔ دونوں جوان ہوتے ہیں، دونوں بوڑھے ہوتے ہیں۔ دونوں مرنے کے بعد مٹی میں مل جاتے ہیں۔ مٹی کے ذرات بن جاتے ہیں۔ ایک خرگوش کو آپ قبر میں دبادیں۔ ایک انسان کو قبر میں دبادیں۔ وقت معین پر قبر کھولیں تو دونوں کا وجود معدوم ہوگا مٹی کے ذرات میں تبدیل ہوچکے ہونگے۔ تو یہ بات طے ہوگئی کائنات ایک علم ہے تو کائنات کے ذرات بھی ایک علم ہیں۔ کائنات کے سارت ذرات کائنات میں بسنے والی مخلوق ہے اور ایک علم یہ ہے کہ اس علم کی شریعت معرفت اور حقیقت کا ادراک ہوجائے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں وعلم الاانسان مالم یعلم... کہ ہم نے انسان کو وہ علم سکھادیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اب آپ خرگوش کی زندگی کو اور انسان کی زندگی کا جب تجزیہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا خرگوش کو اللہ تعالیٰ نے وہ نہیں سکھایا جو انسان کو سکھادیا و، علم لاانسان مالم یعلم... اس سے یہ ثابت ہوا انسان کی اگر فضلیت کچھ ہے دوسری تمام مخلوقات پر انسان کو شرف حاصل ہے۔ تو وہ ایک مخصوص علم ہے۔ وعلم لاانسان مالم یعلم... اب انسان کا شرف یہ ہوا کہ انسان کے پاس اللہ کے سکھائے ہوئے وہ علوم ہیں جو دوسری مخلوقات کے پاس نہیں ہیں، اب انسان کی فضلیت یہ ہوئی ایک طرف تو انسان اور حیوان برابر برابر پھر اس کو دوبارہ دوہرا لیں یاد رہے بھوک سب کو لگتی ہے، پیاس سب کو لگتی ہے، سوتے سب ہیں، جاگتے سب ہیں، جنسی تقاضہ سب کے اندر ہوتا ہے، بچے سب کے پیدا ہوتے ہیں، بچوں سے محبت سب کرتے ہیں اس میں انسان حیوان کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تو یہ بچے پیدا کرنا، بچوں کی پرورش کرنا، بچوں کو سکھانا، بچوں کی حفاظت کرنا، اس کو آپ کسی بھی طرح علم کے دائرے سے باہر نہیں کرسکتے تو انسان کی دوہری خصوصیات ہے انسان کو ایک علم وہ آتا ہے جو کائنات کی ہر مخلوق کو آتا ہے اور انسان کو ایک علم وہ آتا ہے جو کائنات کی دوسری مخلوقات کو نہیں آتا، کیونکہ کائنات کی دوسری مخلوقات کو علم حاصل نہیں ہے۔ اس لئے انسان کائنات کی تمام مخلوقات سے ممتاز اور افضل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، پیدا کرنے کے بعد اسے علم الاسماء سکھایا۔ وعلم الآدم الاسماء کلھا... فرشتوں کے سامنے آدم کو کرکے آدم سے کہا حکم دیا ہم نے جو تجھے علوم سکھا دیئے ہیں۔ تو بیان کر جب آدم نے فرشتوں کے سامنے جب وہ علوم بیان کئے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھا ئے تھے تو فرشتوں نے کہا قالو لا علما لانا... انا انت العلیم حکیم... کہ پروردگار عالم ہمارے خالق ہمارے رب ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں سکھا دیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا فرشتوں نے آدم کی فضلیت، شرف کو اس بنیاد پر قبول کرلیا آدم نے وہ علوم بیان کئے جو فرشتے نہیں جانتے تھے۔ جب فرشتوں نے آدم کا شرف قبول کرلیا باقی تمام مخلوقات نے آدم کے شرف کو قبول کرلیا یعنی آدم کا ممتاز ہونا اس لئے ہے آدم کو اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھا دیئے جو فرشتے نہیں جانتے تھے اور دوسری مخلوقات بھی نہیں جانتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو تخلیق کرکے علم سکھا کر اس کو شرف عطا کردیا تو ظاہر ہے ساری کائنات میں ممتاز ہوگیا۔ عزت اور احترام سے گلے لگانے لگا عزت اور احترام ملا تو اسے پروٹوکول بھی ملنا چاہیئے تھا اللہ تعالیٰ نے پروٹوکول کو قائم رکھنے کے لئے، آدم کا امتیاز برقرار رکھنے کے لئے، آدم کی فضلیت اور شرف کو محفوظ رکھنے کے لئے آدم کے اوپر ایک اور انعام کیا اور وہ انعام یہ ہے اب تم کیونکہ کائنات میں معزز ترین فرد ہو، کائنات کی ہر مخلوق تمہاری محکوم ہے علم کی بنیاد پر، لہٰذا تمہاری زندگی تمہارا ماحول تم جس مقام میں رہتے ہو وہ مقام

www.ksars.org

ایسا ہو گا جو فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ہے اور جو جنات کو بھی نصیب نہیں ہے۔ لہذا ہم نے تمہاری فضلیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے تمہیں جنت عطا کی۔ کہیں ذکر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو اس آدم کے قصے میں فرشتے جو ہیں جنت میں رہتے ہیں۔ جنات جنت میں رہتے ہیں یا کائنات کی دوسری مخلوق جنت میں رہتی ہے فضلیت کی بنیاد پر آدم کو جنت میں بھیج دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی فضلیت اور علم کی بنیاد پر آدم سے فرمایا جو علم تمہیں حاصل ہے جو علم تمہیں عطا کیا گیا ہے اس علم کی حیثیت یہ ہے کہ اس میں پابندی نہیں ہے اس علم کی دوسری تعریف یہ ہے کہ جب تک تم اس علم کے دائرے میں رہو گے اس علم کے دائرے سے باہر نہیں نکلو گے تمہارے اوپر پریشانی نہیں ہو گی تمہیں غم نہیں ہو گا۔ آباد رہو گے آزاد رہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے انعام اکرام کے بعد آدم سے فرمایا یا آدم سکن... یا آدم سکن... اے آدم سکونیت اختیار کرو تو اور تیری بیوی یا آدم سکن انتا وزوجہ جنہ... اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو ہم نے تمہیں انعام میں یہ جنت عطا کر دی۔ فکلوا منھا... کھاؤ پیؤ عیش کرو کوئی غم نہیں کوئی پریشانی نہیں۔۔ فکلوا منھا... اس میں سے کھاؤ پیو۔۔ رغداً... خوشی خوشی کھاؤ پیؤ جب تک تم جنت میں رہو گے خوش رہو گے فکلو منھا رغداً حیث شئتما... جہاں سے دل چاہے اگر جنت کا رقبہ ایک کروڑ میل پر پھیلا ہوا ہے تو یہ ایک کروڑ میل کی اسپیس تمہارے لئے ایسی ہے جیسے ایک کمرہ ہو۔ ارادے کے تحت اسپیس لپٹے گی۔ ارادے کے تحت اسپیس کم ہو جائے گی۔ تم یہ چاہو کہ سو میل دور جا کر پانی پیو اب یہ تمہارے اوپر ہے اگر تمہارے اندر جو میٹر لگا ہوا ہے تم اس کی رفتار سو میل منٹ کر دیتے ہو تو تم ایک منٹ میں سو میل طے کر لو گے۔ پانچ منٹ میں سو میل کر دیتے ہو تو پانچ منٹ میں کر لو گے اور اگر بالکل اسپیس کو توڑ دو گے تو ایک سیکنڈ کے ہزاویں حصے میں تم سو میل پہنچ جاؤ گے حیث شئتما ...جہاں سے دل چاہے فکلو منھا رغداً حیث شئتما... ولا تقربا... لیکن یہ سب انعام و اکرامات تم کو دیئے گئے ہیں اتنا بڑا کام دیا گیا ہے اس کے کچھ اصول ہیں۔ جنت کے مقام پر رہنے کے لئے جنت میں رہنے کے لئے کچھ قاعدے ہیں کچھ ضابطے ہیں اس لئے کہ کوئی علم قاعدہ ضابطوں کے بغیر نہیں ہوتا۔ ہر چیز ایک نظام کے تحت ٹھیک لگتی ہے۔ اور ہر چیز ایک نظام کے تحت چلتی ہے۔ اور ہر چیز ایک نظام کے تحت فنا ہوتی ہے۔ ولا تقربا ھذہ الشجرہ... یہ جو درخت ہے اس کے قریب نہ جانا اور اگر تم نے ہماری بات پر دھیان نہیں کیا چاہے تم سے بھول چوک ہو جائے تو پھر تم ظالموں میں ہو جاؤ گے یعنی فرمانبراد نہیں رہو گے اگر حکم عدولی ہو گی چاہے غلطی سے ہو، تو تمہارے ذہن کے اندر تمہارے دماغ کے اندر جو ٹائم اسپیس سے آزاد ہونے کا پیٹرن بن گیا ہے اس پیٹرن کے اندر محدودیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ ولا تقربا ھذہ الشجرہ وتکونا من الظالمین... آدم علیہ السلام سے سہو ہوا، بھول ہوئی اور وہ درخت کے قریب چلے گئے۔ وہ درخت کیا ہے اگر اس کی تشریح بیان کی تو میرا خیال ہے پوری رات گزر جائے گی اس کو ذرا ایک طرف رکھتے ہیں۔ جیسے ہی آدم علیہ السلام اس درخت کے قریب گئے تو سب سے پہلے اس حکم عدولی کا نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو برہنہ دیکھا، اب اس کا ایک مطلب تو یہ بھی ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام تو جنت میں کپڑے پہنتے تھے تو یہ جب حکم عدولی ہو گئی اور جنت کے کپڑے اتر گئے جو ہمارے بزرگ ہمیں بتاتے ہیں اور ایک مطلب یہ بھی ہے وہاں ستر پوشی کا کوئی تصور ہی نہیں تھا مثلاً چھوٹے بچے ہیں، چھوٹے بچوں میں ماں باپ رشتے دار بار بار انہیں کپڑے پہناتے ہیں وہ اتار اتار کر پھینکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا بچے ننگے ہو کر زیادہ خوش رہتے ہیں یہ تو والدین ان کی ستر پوشی کرتے ہیں۔ شیم، شیم شیم۔ بہر حال آدم علیہ السلام نے خود کو ننگا محسوس کیا۔ اب آپ غور فرمائیں جنت

www.ksars.org

ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں آدمی خوش رہتا ہے۔ جنت ایک ایسا مقام ہے جہاں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے اچھا جہاں پابندی نہیں ہے وہاں تغیر نہیں ہے جہاں تغیر ہے وہاں پابندی ہے جہاں پابندی ہے وہاں تغیر ہے۔ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں جب آدم علیہ السلام نے جنت کی فضاء کو رد کر دیا تو آدم علیہ السلام کی زندگی میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ پہلا تغیر یہ پیدا ہوا آدم علیہ السلام نے خود کو عریاں محسوس کیا، دوسرا تغیر یہ پیدا ہوا کہ جنت نے انکار کر دیا کہ اب تم جنت میں نہیں رہ سکتے۔ آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آ گئے دوسرا تغیر یہ پیدا ہوا آدم علیہ السلام جنت کی نورانی فضاء سے نکل کر زمین کی کثیف، گندی متعفن فضاء میں آ گئے۔ بھوک لگی عادت تو یہ پڑی ہوئی تھی کہ بھوک لگی، جس چیز کا دل چاہا چیز موجود ہو گئی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا... بھولے بادشاہ اب محنت کرنی پڑے گی۔ وہاں بغیر کچھ کئے اللہ کی نعمتیں ملتی تھیں اب وہ یہاں نہیں ملیں گی وہ جنت میں ہی ملتی ہیں آدم علیہ السلام نے کھیتی باڑی شروع کر دی۔ تیسرا تغیر یہ پیدا ہوا کہ پہلے کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا تھا سب کچھ مل جاتا تھا اب کچھ کرو گے تو ملے گا پھر یہ تغیر پوری زندگی میں داخل ہو گیا اب آدم علیہ السلام کی اولاد پر آ جایئے آدم علیہ السلام کی اولاد مذکر اور مونث دو رخ ہیں۔ جب تک انسان شادی نہیں کرتا اس کی زندگی ایک جگہ پر قائم رہتی ہے۔ لیکن جب انسان شادی کر لیتا ہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو تو اس کو ہم یہی کہیں گے اب اس کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا ہے تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ پہلے ایک یونٹ تھا اب دو یونٹ بن گئے اب پھر اس میں یہ تغیر آیا کہ انسان کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے۔ اس خون میں کیمیکل تغیرات ہو کر لوتھڑا بنا، لوتھڑے کو آپ کسی بھی طرح خون میں تغیر کے علاوہ دوسرا نام نہیں دے سکتے۔ پھر وہ رحم مادر میں متغیر ہوتا رہا اُلٹتا رہا۔ پلٹتا رہا ایسا کروموسوم یا جراثمہ جو خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا اتنا تغیر ہوا اتنا تغیر ہوا کہ وہ جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔ اس میں وزن بھی نہیں تھا وزن بھی اتنا کم وزن کے اس کو کسی طرح تولا ہی نہیں جا سکتا اس میں اتنا تغیر ہوا اس کو اتنا الٹا پلٹا کیا کہ وہ سات پونڈ آٹھ پونڈ نو پونڈ میں تبدیل ہو گیا۔ اس تغیر کے بعد حضرت آدم کے صاحبزادے اس دنیا میں تشریف لائے گوشت کے ایک لوتھڑے کی طرح تھے۔ نہ کروٹ بدل سکتے تھے نہ بیٹھ سکتے تھے، نہ اٹھ سکتے تھے، نہ پہچان سکتے تھے، نہ کھا سکتے تھے، نہ پی سکتے تھے، تغیرات نے اتنا ردوبدل کیا کہ وہ حضرت آدم کے صاحبزادے بیٹھنے لگے، چلنے لگے، پھرنے لگے، بڑے ہو گئے بھاگنے لگے، دوڑنے لگے، جوان ہو گئے، پڑھ لکھ کر فارغ ہو گئے جب بچہ دو سال کا تھا اسے a b c d نہیں آتی تھی جب وہ اٹھارہ سال کا ہوا تو اسے ایم اے ہو گیا کیا یہ تغیر نہیں ہے ایک بچہ جو چند پونڈ کا تھا وہ ڈیڑھ من کا ہو گیا دو من کا ہو گیا یہ تغیر نہیں ہے۔ ایک بچہ جو ایک فٹ کا تھا وہ چھ فٹ کا ہو گیا کیا یہ تغیر نہیں ہے۔ یہ تغیر مزید متعین ہوا اور انسان جوانی سے بوڑھاپے میں داخل ہو گیا۔ بوڑھاپے سے موت میں داخل ہو گیا۔ یہ سارا تغیر ہے اور اس تغیر کو سمجھ لینا علم ہے یہ تو سب جانتے ہیں کہ بچہ چھوٹا سا ہوتا ہے بڑا ہو کر چھ فٹ کا ہو گیا جوان ہو گیا، بوڑھا ہو گیا، مر گیا یہ اس بات کو خرگوش بھی جانتا ہے اس بات کو بلی بھی جانتی ہے، یہ کوئی علم نہیں ہے۔ علم یہ ہے کہ تغیرات کے پیچھے کونسا علم ہے جو انسان کو متغیر کر رہا ہے، متغیر کر رہا ہے۔ تغیر کیا ہوا پھر جنت میں چلتے ہیں جنت کا آپ تصور کریں جنت ایک بہت بڑا رقبہ ہے اس میں بہترین خوبصورت باغ ہیں۔ سلیقے سے درخت لگے ہوئے ہیں۔ درخت کے پتے شاخیں ایسے ہیں جیسے گول چھتری پھولوں کا یہ عالم ہے ایک پھول میں کئی کئی سو رنگ ہیں۔ ہر رنگ ایک ٹیوب لائٹ کی طرح چمکتا ہے۔ ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسے وسیلے عطا فرمائے کہ ہم جنت دیکھ سکیں جب آدمی جنت دیکھتا ہے تو گم ہو جاتا ہے۔ حواس

www.ksars.org

معطل ہو جاتے ہیں۔ جنت میں حوریں ہیں… حوریں اتنی خوبصورت ہیں کہ ان کی جو آنکھیں ہیں آنکھوں کی جو پتلی ہیں ایسا لگتا ہے وہ پتلی سچے موتیوں کو کوٹ کر بنائی گئی ہوں حوریں… نشہ ہے اس میں خمار ہے اس میں۔ آدم نے جب جنت کو چھوڑا یا جنت نے جب آدم کو رد کیا تو اس کے اندر ایک تغیر پیدا ہوا اور تغیر بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ ایک انسان اسی نوے سال تک ردوبدل ہو تا رہا۔ اب رد و دل ہونے کے بعد تغیر شروع ہو گیا دوسرے عالمین کا مسئلہ ہے آپ حضرات ماشاالله سب پڑھے لکھے ہیں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں بحیثیت دوست کے بحیثیت استاد کے بحیثیت بڑے کے کہ اگر ہم جنت میں جانا چاہیں تو ہمارے اندر کس قسم کا تغیر پیدا ہو جنت ہمیں قبول کر لے؟ یہ میرا آپ لوگوں سے سوال ہے۔ بات سمجھ میں آتی ہے کیا سمجھ میں آئی میں جنت میں جانا چاہتا ہوں تو جب بات آئے گی مذہبی دانش وروں کی تو سیدھی سی بات ہے نیکی کرو جنت میں چلے جاؤ گے۔ بہت آسان نسخہ ہے بھئی نیکی کرو جنت میں چلے جاؤ گے۔ بات یہ ہے کہ جنت میں جب آدم تھے اس وقت آدم کس کیفیت میں تھے۔ ایک کیفیت تو یہ تھی وہ خوش تھے وہ خوش رہتے تھے۔ دوسری کیفیت یہ تھی ٹائم اسپیس سے آزاد تھے، تیسری کیفیت یہ تھی اللہ کے فرمانبردار تابیدار تھے تو جب تک یہ تینوں چیزیں آدم کے بیٹے میں یا آدم کی بیٹی میں جمع نہیں ہونگیں۔ تو کیا کوئی آدم کا بیٹا یا بیٹی جنت میں جا سکتا ہے کیوں بھئی… اچھا کیوں نہیں جا سکتا؟ اس لئے نہیں جا سکتا اس دنیا میں تو کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو ٹائم اسپیس سے آزاد ہو، چھ ارب کی آبادی ہے چھ ارب کی آبادی میں ایک بندہ بھی ایسا آپ کو نہیں ملے گا۔ جو ٹائم اسپیس سے آزاد ہو جو اللہ تعالیٰ جن کو مستثنٰی کر دیا ایک بندہ بھی ایسا نہیں ملے گا جو ناخوش نہ ہوتا ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا جنت سے نکلنے کا سب سے بڑا کردار ہے جو سب سے بڑا عمل ہے۔ وہ یہ ہے کہ آدم کی زندگی میں ایک تغیر پیدا ہوا اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی وجہ سے ایک تغیر پیدا ہوا۔ جب تک وہ تغیر ختم نہیں ہو گا کوئی انسان جنت میں نہیں جائے گا۔ اب اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔ ہر چیز فانی ہے اللہ باقی ہے۔ باقی سے مراد اللہ میاں کو تغیر نہیں ہے۔ اللہ جیسا ہے نہ اللہ بچہ ہے، نہ اللہ جوان ہے، نہ اللہ بوڑھا ہے، نہ اللہ خوش ہوتا ہے، نہ اللہ ناخوش ہوتا ہے، نہ اللہ کو کوئی غم ہے، نہ اللہ کو کوئی پریشانی ہے، نہ اللہ کی کوئی ضرورت ہے، اور جب ہم آدم علیہ السلام کی پوزیشن اور جنت کی پوزیشن کو جب ہم دیکھتے ہیں تو وہاں ہماری یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آدم جب تک جنت میں رہے care of Allha سوچتے رہے۔ اللہ نے کہا خوش ہو کر کھاؤ خوش رہے اللہ نے کہا ٹائم اسپیس کی پابندی نہیں انہوں نے ٹائم اسپیس کی پابندی کو کبھی محسوس ہی نہیں کیا اب سوال یہ ہے کہ جب ہم جنت سے نکلے تو ہمارے اوپر مختلف ادوار گزر گئے۔ ماں کے پیٹ کا دور، نو مہینے کا دور، ایام رضاعت کا دور، دودھ پینے کا سوا دو سال، بچپن کا دور، آٹھ دس سال کا بارہ سال کی عمر کا جوانی کا دور، بوڑھاپے کا دور، اب اگر ہمیں جنت میں جانا ہے تو ہمیں ان تغرات کو بجائے مستقبل کے ماضی میں منتقل کرنا پڑا۔ اگر ایک اسی سال کا بوڑھا آدمی ہے تو اسے اسی سال سے جوانی میں جانا پڑے گا۔ جوانی سے بچپن میں جانا پڑے گا۔ بچپن سے پیدائش کے دور میں جانا پڑے گا۔ پیدائش سے پیدائش سے پہلے کے دور میں جانا پڑے گا اور اس کے پہلے دور میں جنت میں جانا پڑے گا۔ آپ یہ کہیں کہ یہ بڑی منطق ہے صاحب اسی سال کا آدمی دو سال کا ہو جائے گا اور وہ تو دو مہینے کا ہو جائے گا وہ تو زمانہ گزر گیا چلا گیا اسی سال ہو گئے۔ اسی سال کے زمانے میں جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور اسی سال کی عمر میں بارہ سال کی بات یاد کرتے ہیں۔ آپ کو یاد آجاتی ہے یا نہیں آتی؟ سب بولیں بھئی… میں نے پہلے بھی اس قسم کی باتیں کی ہیں

www.ksars.org

آپ لوگ تھوڑا تھک بھی گئے ہونگے۔ آنکھیں بند کرلیں ریلیکس ہو جائے بالکل۔ تین دفعہ یاحیی یاقیوم پڑھیں اور بارہ سال کی عمر کا کوئی واقعہ یاد کریں ایک منٹ کا یہ مراقبہ ہے۔یعنی دیکھنا یہ ہے میں چالیس سال کا ہوں، تیس سال کا ہوں، بیس سال کا ہوں، اسی سال کا ہوں، ساٹھ سال کا ہوں کتنے سال کا بھی ہوں جو آدمی جتنے بھی سال کا ہے بہرحال بارہ سال کی عمر سے تو گزر کر وہ آیا ہے کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا میں بارہ سال کا ہوا ہی نہیں میں بارہ سال کے بارے میں کیا سوچوں آنکھیں بند کرلیں بارہ سال کی عمر کا کوئی واقعہ یاد کرنا ہے مثلاً اماں نے مارا، ابا نے کچھ کہا، اسکول میں گئے کوئی شرارت کی، کوئی خوشی کی بات یاد آجائے، کوئی غمی کی بات یاد آجائے بہرحال بارہ سال کی عمر کے بارے میں آپ تین دفعہ یاحیی یاقیوم پڑھ کر آنکھیں بند کر کے تصور کریں کہ میں بارہ سال کی عمر میں ہوں اور بارہ سال کی عمر میں فلاح واقعہ اس طرح ہوا تھا۔ بسم اللہ...جی...ایک منٹ ہو گیا...کتنے لوگ ایسے ہیں جن کو کوئی بارہ سال کی عمر کا کوئی واقعہ یاد آیا۔ کوئی ہلکا سا نقش کوئی خاکہ ابھرا ہو ذہن میں یہاں تو اندھیرا ہو رہا ہے مجھے کچھ نظر نہیں آرہا بھئی یہ بتی جل نہیں سکتی کیا؟ ہاتھ اٹھائیں ماشاللہ...50 فیصد سے زیادہ ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا یہاں آپ ایک منٹ کے غور و فکر کے ساتھ بارہ سال کی عمر میں پیچھے پلٹ سکتے ہیں اگر آپ اس پریکٹس کو جاری رکھیں تو دس منٹ میں کیا آپ دو سال کے بچے نہیں بن سکتے ؟ ہماری پریشانی یہ ہے ہم جب بھی تذکرہ کرتے ہیں مستقبل کا ہی رونا روتے ہیں۔ ہمیں جب بھی فکر لاحق ہوتی ہے مستقبل کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ ہم کہتے یہ ہیں کہ رازق اللہ ہے ہمارا تجربہ بھی یہی ہے رازق اللہ ہے۔ ماں کے پیٹ سے اٹھارہ، بیس سال کی عمر تک اللہ نے ہمیں اس طرح رزق عطا کیا کہ ہم نے کوئی محنت مزدوری نہیں کی اور جب بیس سال کے ہوتے ہیں تھوڑا سال پڑھ لکھ لیتے ہیں ۔بازوں میں تھوڑی جان آتی ہے تو ہم کہتے ہیں محنت مزدوری نہیں کریں گے تو روٹی کہاں سے کھائیں گے۔ اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ محنت مزدوری نہ کریں۔ محنت مزدوری اس لئے کریں کہ اللہ چاہتا ہے محنت مزدوری کریں جب ذکر آتا ہے اللہ کا تو زبان سے آدمی سو دفعہ اللہ کا ذکر کرتا ہے جب ذکر آتا ہے دنیا کا تو اس میں ذہن اس طرح شامل ہو جاتا ہے یہ نظر ہی نہیں آتا کہ آدمی کو اس دنیا سے جانا بھی ہے۔ مراقبہ ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی بنی ہوئی فلم کو دیکھنے کے قابل بنا دیتا ہے مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم تصوراتی طور پر اگر ہمارا دل چاہے تو ہم ایک لاکھ سال آگے چلے جائیں اور ہمارا دل چاہے تو ہم سو سال پیچھے یا اپنے بچپن میں چلے جائیں ۔جب ہم اپنے ارادے سے اختیار سے تصوراتی شکل میں بار بار...بار بار دس سال کی عمر میں جائیں گے تو دس سال کی عمر میں جانے کا مطلب یہ ہو گا دس سال کی عمر کے بچے میں جو تصورات ہیں، دس سال بچے کی جو زندگی ہے، دس سال کے بچے کا جو ایٹ مسوفیئر ہے آپ اس میں منتقل ہو جائے جب اس میں منتقل ہو جائیں گے تو آپ کے اوپر وہ ساری کیفیات مراتب ہو جائیں گی جو آٹھ سال اور دس سال کے بچے کی ہوتی ہیں دس سال کا بچہ بھی چلتا پھرتا ہے، دس سال کا بچہ بھی کھاتا پیتا ہے، دس سال کا بچہ بھی کپڑے پہنتا ہے، اگر ایک چالیس سال کا آدمی پورے عقل و شعور کے ساتھ ہوش و حواس کے ساتھ ساری دنیا کے کام کرے اور اس کی ذہنی کیفیت دس سال کے بچے کے برابر ہو جائے تو اس کے اوپر ایک سکون، استغناء، قناعت، لاپرواہی کی ایک کیفیت طاری ہو جائے گی۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے مجھ سے ایک دفعہ فرمایا اگر خوش رہنا ہے، اگر جنت کی زندگی میں واپس پلٹنا ہے، اگر دنیا کی پریشانیوں سے دنیا کی بیماریوں سے بدوقتیوں سے آزاد ہونا ہے تو تمہارا جسم کتنا ہی بڑا ہو جائے۔ تمہاری کیفیت اللہ کے ساتھ سات آٹھ سال کے بچے سے زیادہ نہیں

www.ksars.org

ہونی چاہئے۔ جب کسی بندے کی حیثیت سات آٹھ سال کے بچے جیسی ہو جائے گی اللہ کے ساتھ، تو جس طرح ماں باپ بچے کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔ تو خو اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورت کا خیال کرے گا صورت یہ ہے کہ آپ جب بڑے ہو گئے آپ نے کہا کہ صاحب میں کماؤں گا نہیں تو کھاؤں گا کہاں سے، میں جو تا ہی نہیں خریدوں گا تو پہنوں گا کہاں سے میں محنت مزدوری کر کے بازار سے نہیں خریدوں گا۔ ٹیلر ماسٹر کو نہیں دوں گا تو میں کپڑے کہاں سے پہنوں گا۔ یہ تکلیفیں خود آپ نے اپنے اوپر مسلط کر لی ہیں۔ جب آپ اللہ کیساتھ اپنے رشتے کو آٹھ سال کی عمر سے وابستہ کر لیں گے تو آپ کے رزق میں برکت ہو گی آپ کی صحت میں برکت جس طرح والدین آپ کی کفالت کرتے ہیں۔ آپ کی ہر ضرورت کا خیال کرتے ہیں جن چیزوں کی آپ کو ضرورت نہیں ہوتی وہ بھی خرید کر لا تے ہیں۔ اسی طرح اللہ کا ایک نظام ہے کہ فرشتے انسان کی خدمت میں دستہ بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر ضرورت کی کفالت اللہ کی طرف سے ہے۔ ایک قصہ غوث شاہ علی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ایک بڑا شہر تھا بازار میں کساد بازاری آ گئی آہستہ آہستہ بازار اجڑ گیا۔ لوگوں نے نقل و مکانی شروع کر دی۔ تو وہاں اس بازار میں دو سوداگر آئے انہوں نے خرید و فروخت شروع کر دی ۔ اور ہر چیز کی انہوں نے خریداری شروع کر دی۔ جب انہوں نے خریداری شروع کی تو آہستہ آہستہ وہ جو دوکان دار وہاں سے چلے گئے کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے واپس آنا شروع کر دیا۔ وہ کافی ونوں تک وہ دونوں سوداگر وہاں شہر میں موجود رہے سامان خریدتے رہے پانی کے جہاز انہوں نے سمندر کے کنارے کھڑے کر دیئے وہ سامان بھرتے رہے خریدتے رہے، بھرتے رہے خریدتے رہے بھرتے رہے۔ ان کے ساتھ ایک آدمی بھی لگ گیا محنت مزدوری میں۔ دیکھتے ہی دیکھتے بازار پر رونق ہو گیا زمین کی قیمت بڑھ گئی لوگوں کے وارے کے نیارے ہو گئے۔ غریب امیر ہو گئے۔ امیر سوداگر بن گئے اب وہ دونوں سوداگر وہاں سے چل پڑے تو ان کے ساتھ جو منشی جی تھے وہ بھی ساتھ ساتھ چلے تو ان سوداگروں نے کہا کہ بھئی ہمارا تمہارا ساتھ نہیں تم حساب کتاب کرو جو پیسے ٹکے لینے ہیں لو اور جاؤ اس نے کہا جی میرا تو کوئی ہے ہی نہیں میں تو اکیلا ہی ہوں اس دنیا میں، میں نے کہاں جانا میں نے تو تمہارے ساتھ ہی رہنا ہے۔ جہاں بھی تم جاؤ گے میں وہی رہوں گا۔ قصہ کو تاہ یہ ہے کہ وہ دونوں سوداگر سمندر کے کنارے پہنچ گئے اور ان کو منشی جی کو بھی جہاز میں بیٹھا لیا اور یہ کہا بھئی اب یہ جہاز ہم ڈبو دیں گے لہذا تم یہ کرو یہ کشتی لو اور سمندر کے کنارے چلے جاؤ بات یہ ہے کہ یہ شہر اجڑ گیا تھا کساد بازاری اتنی آ گئی تھی کہ بازار بے رونق ہو گے برباد ہو گئے تو ہم فرشتے ہیں اللہ نے ہمیں یہاں اس لئے بھیجا کہ اس بستی کو دوبا رہ آباد کرو ہم نے اس بستی میں خرید اور فروخت شروع کر دی۔ اللہ کی مہربانی سے یہ بستی آباد ہو گئی۔ ہم نے ان چیزوں کا کیا کرنا ہے ہم نے تو اس جہاز کو سمندر کے بیچ میں لیجا کر ڈبو دینا ہے۔ اور تم جاؤ اس کو وہاں سے اتارا کشتی میں بیٹھایا سمندر میں گئے سمندر میں جا کر وہ جہاز کو پانی میں ڈبو دیا۔ اس قصے کے پیچھے اگر آپ غور کریں ہمیں نہیں معلوم کے بازار میں کتنے فرشتے آ کر خرید و فروخت کرتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے آپ کے بازار آباد ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا ہے بازار وہی ہے اتنے بازار اب بڑھنے لگے پہلے تو بڑھتے نہیں تھے لیکن جس تیزی سے بازار بڑھ رہے ہیں۔ اس تیزی سے پیدائش نہیں ہو رہی ہے۔ عید بقر عید میں آپ دیکھیں کوئی غریب ہو امیر ہو مزدور ہو جس کی جیب میں دیکھو پیسے بھرے ہوئے ہیں۔ کچھ ایسا اللہ کا نظام بنا ہوا ہے۔ کہ عید بقر عید میں سب کے پاس پیسے ہوتے ہیں۔ میں نے اپنے مرشد حضور قلندر بابا اولیاءؒ سے پوچھا کہ صاحب ایک مثال تو میری بھی ہے مجھے تنخواہ وہی ملی میں اس زمانے میں

www.ksars.org

بر سر ملازم تھا کہ مجھے تو تنخواہ وہی ملی مجھے تو سو روپے لے کوئی دس بھی نہیں ملے۔ میرے اخراجات بھی وہی ہیں پھر عید بقر عید میں کہاں سے پیسے میرے پاس آئے کہ میں نے سب کو عیدی بھی دے دی اور یہ شیر خورمہ بھی آگیا اور فلاں بھی آگیا تو حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ نے فرمایا کہ اللہ کے نظام میں ایک کیٹگری ہے مردان ہے غیب کی، مردان غیب کہا جاتا ہے ان کی یہ ڈیوٹی ہے سوچنے کی بات آپ غور سے سنیں ان کی یہ ڈیوٹی ہے جب انسان کسی ایسے ماحول میں ہو جس میں خوشی ہو، تو خوشی کی ہر چیز مہیا کریں۔ تاکہ کل کو انسان یہ نہ کہے کہ ہم تو خوش رہنا چاہتے تھے۔ ہمارے پاس اگر پیسے ہوتے تو ہم خوش رہنا چاہتے تھے ہم اس لئے خوش نہیں ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا نظام ہے کہ ہر انسان کو وہ چیز فراہم کر دی جاتی ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے۔ اور جب انسان ناخوش ہونا چاہتا ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا گاڑی بھی ہے، بنگلہ بھی ہے، نوکر بھی ہیں، بینک بیلنس بھی ہیں، صحت بھی ہے اور آدمی پھر بھی ناخوش ہے۔ اگر خوشی کا تعلق پیسے سے ہے، دولت سے ہے، بنگلے کوٹھے سے ہے، کاروں سے ہے تو امیروں کو تو بہت زیادہ خوش ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ، اگر سروے کریں تو سروے میں آپ کو تو یہی بات ملے گی امیر آدمی زیادہ ناخوش رہتا ہے مجھے اس کا تجربہ ہے کہ میں بھی کچھ عرصہ امیر رہ چکا ہوں۔ کبھی سکون نہیں ملا، کبھی پریشانی سے نجات نہیں ملی، پولیس کا خوف اِس کا خوف اُس کا خوف اگر دولت نہیں رہی تو کوئی عزت نہیں کرے گا، اگر دولت نہیں رہی تو وہ مجھے سلام نہیں کرے گا، اگر یہ نہیں ہوا تو یوں نہیں ہوا پریشانی ہی رہی کوئی آدمی ملنے آیا پیار محبت سے خلوص سے تو اسے اچھا یہ پیسے مانگنے آیا ہوگا۔ وہ پہلے ہی رونا رو دیتا میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں بڑا مندہ ہے وہ کہتا ہے بھائی میں آپ کے پاس پیسے مانگنے نہیں آیا میں تو بھائی بنا کر آیا ہوں، ہاں نہیں جی میں نے ایسا ہی کہا آج کل بڑا مندہ ہے بڑا یوں ہے ویوں ہے۔ لیکن جب انسان خوش رہنا چاہتا ہے تو اس کا مطلب اپ سمجھتے ہیں کیا ہوگا اس کا مطلب یہ ہوا اب وہ جنت کی زندگی کو اپنانا چاہتا ہے وہ ریکارڈ اس کے پاس پورا ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں یہ جو آدم کے ساتھ مسئلہ درپیش ہوا یہ آدم کو علم الاسماء سکھایا اللہ تعالیٰ نے پھر فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ پھر جنت میں بھیجا۔ جنت میں آدم خوش رہا کھایا پیا عیش کئے۔ پھر آدم شجر ممنوعہ میں چلے گئے پھر وہاں سے جنت سے نکالا ملا، دنیا میں آنے والا ہر آدم زاد اس روش سے گزر کر دنیا میں آتا ہے۔ آپ یہ نہیں سمجھیں آپ یہی دنیا میں پیدا ہو گئے۔ یہاں کہاں سے پیدا ہو گئے۔ آپ یہ نہیں کہتے عالم ارواح سے روح آگئی عالم ارواح میں کہاں سے آئی بھئی یہ جو روحیں اتنی ساری آرہی ہیں کہاں سے آئیں ہر آدم زاد کو اللہ تعالیٰ علم الاسماء سکھاتا ہے۔ ہر آدم زاد جنت میں رہے کر اس دنیا میں آتا ہے۔ اور ہر آدم زاد اس دنیا میں رہ کر واپس جنت میں جائے گا قالو اناللہ انا الہ رجعون... ہر چیز اللہ کی طرف سے آرہی ہے اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دوزخ رہے گی نہیں جنت ہی جنت رہے جائے گی ایک دفعہ میں نے مرشد کریم قلندر بابا سے پوچھا کہ صاحب یہ جو حساب کتاب ہوگا حشر میں حشر نشر میں اللہ تعالیٰ عدالت بن جائیں گے اور گناہ ثواب اور یہ گواہی دینگے ہاتھ بھی گواہی دینگے پیر بھی گواہی دینگے اور آنکھیں بھی گواہی دینگی اگر نیکی کی ہوگی تو آدمی نیکی کا اقرار کرے گا اگر اس نے ذرا برابر برائی کی تو برائی کا اقرار کرے گا فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر ایرا... ومن یعمل مثقال ذرۃ شر ایرا اگر تم نے ایک ذرہ برابر نیکی کی ہے تو اس کو تولا جائے گا اور تول کر اس کا اجر دیا جائے گا اور اگر تم نے ایک ذرے کے برابر شر کیا ہے تو اس کو تو جب پیش ہونگے، تو لوگوں کو پتا ہو

www.ksars.org

گا ہم نے کیا۔ مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو پتہ ہے جو کچھ کرتا ہے۔ کیا کوئی ایک انسان جو اتنے بڑے ہال میں مجمعے میں بیٹھا ہوا ہے اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اس نے جو برائی کی ہے وہ اس کو یاد نہیں ہے اس لئے انسان اس کو بھی یاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس نے کوئی نیکی کی ہو وہ بھی اسے یاد ہے تو جب یہاں یاد ہے تو حشر میں کیسے نہیں یاد ہو گا بھئی ...وما ادرک ماعلیین ...وماادرک ماسجین ...کتاب المرقوم ...جو تم یہاں کر رہے ہو اس کی بھی ویڈیو فلم بن رہی ہے جو تم برائیاں کر رہے ہو اس کی بھی ویڈیو فلم بن رہی ہے۔ جب وہاں حشر میں کھڑے ہوگئے جا کر تو وہاں ویڈیو فلم کھول کر اسکرین پر دیکھا دی جائے گی۔ ہر آدمی کو پتہ ہو گا میں یہ کر کے آیا ہوں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمایا کہ بھائی ہم نے تو یہ دیکھا کہ حشر میں ہر آدمی کو لرزتا ہوا ہو گا ڈرا ہوا ہو گا سہما ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کا جلال سامنے ہو گا۔ لوگ کھڑے ہونگے سر جھکائے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہونگے رو رہے ہونگے۔ پیغمبر جو ہیں وہ سفارش کر رہے ہونگے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغفرت کی دعا مانگ رہے ہوں گے واسطے دے رہے ہوں اللہ کی رحمت کے، تو اللہ میاں بیٹھے بیٹھے فرمائیں گے کہ ہم نے تمہیں نہیں بتا دیا تھا کہ برائی کی سزا ہے اور بھلائی میں خیر ہے ہم نے کیا فرشتوں کے ذریعے تمہیں انسپائر نہیں کیا ہم نے کیا پیغمبر نہیں بھیجے۔ ہم نے اولیاء اللہ نہیں بھیجے۔ اب لوگ کیا جواب دے اللہ معاف فرمادیں ۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہاں سے چلا جاؤ۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ جب یہ فرمارہے تھے میرے ذہن میں بالکل اس طرح ۔۔میں جیسے فلم دیکھتا ہوں۔۔ آپ لوگ بھی دیکھتے ہیں ہوں گے۔۔ اللہ میاں نے کہا چلے جاؤ تو اسی مجمعے میں سے دوزخی لوگ الگ ہو جائیں گے جنتی لوگ الگ ہو جائیں گے دوزخ کے لوگ دوزخ کی طرف چلے جائیں گے جنت کے لوگ جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ آٹو میٹک اللہ نہیں کہے گا دوزخ میں چلے جاؤ اللہ کی شان ربوبیت کے خلاف ہے یہ بات کہ اللہ اپنے کسی بندے کو دوزخ میں ڈال دے۔ بندہ خود ہی دوزخ کا انتخاب کرلے گا اس لئے کہ وہ اپنی فلم دیکھ رہا ہے جنت والے جنت میں چلے جائیں گے دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے۔ کچھ عرصے بعد اللہ تو رحیم ہے اللہ تو کریم ہے۔ اللہ ستار العیوب ہے غفار الذنوب ہے۔ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بلائے گا۔ فرشتے حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ میاں پوچھیں گے بھئی یہ شور کیسا ہے لوگ رو کیوں رہے ہیں۔ کیوں چیخ رہے ہیں تو فرشتے کہیں گے یا اللہ آپ کی مخلوق ہے دوزخ میں پریشان ہے، تو اللہ میاں کہیں گے ہم نے سمجھانے کے لئے پیغمبر نہیں بھیجے تھے۔ پیغمبروں کی تعلیمات کا پرچار کرنے والے لوگ نہیں بھیجے تھے۔ فرشتے کہیں گے اللہ میاں سب کچھ آپ نے تو اپنا وعدہ پورا کیا لیکن یہ بڑے کمزور ہیں آپ کی مخلوق ہیں۔ ان سے تکلیف برداشت نہیں ہو رہی اللہ میاں تو حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے ایسے مزے سے کہا خوش ہو کر اللہ میاں کہیں گے انہیں چپ کرو۔۔ بھئی دوزخ ٹھنڈی ہو گی تو چپ ہونگے۔۔ انہیں چپ کرو، شور مچا رہے ہیں۔ اتنا سمجھایا اب آپ رسول اللہ ﷺ کی ارشاد سنیں ایک وقت ایسا آئے گا دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ جب دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو گئی تو جنت ہی تو بن گئی بھئی دوزخ میں اگر آگ نہیں ہے تو جنت ہی تو ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ذرہ نواز ہیں۔ معاف کرنے والے ہیں۔ لیکن اللہ کی مخلوق کی حیثیت سے اللہ کے بندے ہونے کی حیثیت سے ہمارے اوپر ذمہ داری عائد ہو گی اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس بات کی پریکٹس کریں۔ اس عادت کو اپنی زندگی میں داخل کرلیں کہ اگر ہم پیدا ہوئے تو اللہ نے پیدا کیا اگر ہم رزق کھاتے ہیں تو اللہ کا دیا ہوا کھاتے ہیں اور یہ تو کوئی جھوٹ بات ہے ہی نہیں۔ اللہ سورج نہ بنائے تو آپ کو گندم مل سکتی ہے تو اللہ کا دیا ہوا

www.ksars.org

ہی کھا رہے ہو نا۔ اگر اس بات کو کہہ بھی دو بھئی ہم اللہ کا دیا ہوا کھا رہے ہیں تو آپ کا کیا بگڑ گیا آپ کہیں گے جی ہم تو محنت مزدوری کرتے ہیں تب چار پیسے کماتے ہیں اللہ آپ کے اندر طاقت نہ دے بازوں کو شل کر دے فالج زدہ ہو جائیں اگر آپ محنت مزدوری کر رہے ہیں تو کس کی دی ہوئی طاقت سے کر رہے ہیں۔ تو کہو بھی تو صحیح اللہ نے ہمیں طاقت دی ہم محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ آپ کھانا کھا رہے ہیں آپ کا معدہ قبول نہ کرے کھانا کھانے کو اللہ معدہ ہی نہ بنائے۔ آنتیں ہی نہ بنائے، جگر ہی نہ بنائے، پِتّہ نہ بنائے، تلی نہ بنائے، پھیپھڑے نہ بنائے، دل نہ بنائے تو آپ کا کھانا کدھر گیا بھئی اللہ ہی نے بنائے ہوئے ہیں نہ سارے تو آپ جب کھانا کھائیں تو کھانا کھانے کے بعد آپ یہ کہہ دیں یا اللہ تیرا شکر ہے تو کون سا آپ بینک کرپٹ ہو جائیں گے۔ عملی زندگی میں اللہ کو شامل کرلو الذین یو منونا بالغیب...وہ لوگ جو متقی ہیں پاکیزہ ذہین ہیں، یقین رکھتے ہیں، صاحب مشاہدہ ہیں، صاحب ایمان ہیں وہ یہ کہتے ہیں ہم جو کچھ خرچ کرتے ہیں وممارزقنھم یون فیکون...ہم جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ ہمیں دیتا ہے تب ہم خرچ کرتے ہیں۔ تو اس بات کو آپ اگر اپنی زندگی میں داخل کر لیں کہ جب آپ کچھ خرچ کریں آٹومیٹک آپ کے ذہن میں یہ بات آئے گی اللہ نے مجھے دیا تو میں خرچ کر رہا ہوں۔ لیجئے آپ کا کام ہو گیا۔ آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے میں نے انہیں بڑی محبت سے پیدا کیا ان کے لئے وسائل بنائے ان کو خوبصورت بنایا ھو الذی یصورکم...کیا تم سوچتے نہیں ہو کہ میں ماں کے پیٹ میں کیسی کیسی خوبصورت تصویریں بناتا ہوں۔ میں نے ان کو پیدا کیا میں نے ان کو پیدا کرنے کے بعد ان کی ماں کے سینے کو دودھ سے بھر دیا میں نے ماں کے دل میں ممتا ڈال دی، ماں کے دل میں شفقت پیدا کر دی، میں نے ان کو جوان کیا میں نے ان کو بوڑھا کیا میں نے ان کے لئے وسائل فراہم کئے، سعید اولادیں دیں، تو اللہ یہ چاہتا ہے جو کچھ میں نے ان کے ساتھ احسان کیا اس کو یاد کرو۔ میں اسے چھین نہیں رہا ہوں۔ اگر یہ کھانا کھا کر یہ کہیں گے یا اللہ تیرا شکر ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے میں ان کی دو روٹی کے بجائے ایک روٹی کر دوں ایک روٹی چھین لوں گا... عربی آیت... اللہ تعالیٰ حضرت داؤد کے قصے میں کہتے ہیں حضرت داؤد کو اپنا شکر گزار بندہ بنا دو اس لئے کہ شکر کرنے ولاے بندے بہت کم ہیں۔ اگر آپ کو واپس جنت میں جانا ہے تو اس کا آسان نسخہ جو میری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ جو بھی کام کریں اس میں اللہ کو شامل کرلو۔ برائی اگر کریں اس میں بھی اللہ کو شامل کرلو برائی میں اللہ کو کیسے شامل کریں گے جیسے ہی برائی ہو آپ کا ضمیر آپ کو ملامت کرے آپ ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جائیں ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لن کونا من الخسرین...اللہ نے تو آدم کو معاف کر دیا تو اللہ نے جب آدم کو معاف کر دیا تو اللہ آدم کی اولاد کو کیوں معاف نہیں کرے گا۔ اللہ تو چاہتا ہی یہ ہے کہ بندہ میرے ساتھ جڑا رہے چمٹا رہے۔ میرے بندوں مجھ سے مانگو میں دونگا۔ اللہ یہ نہیں کہتا مجھ سے نہیں مانگو۔ ماں باپ سے کتنا مانگ لیں گے آپ دو دفعہ تین دفعہ مانگ لیں گے ماں بھی ناراض ہو جائے گی باپ بھی ناراض ہو جائے گا ڈانٹیں گے بس بس ہر وقت مانگتا ہے ۔ اللہ سے آپ روزانہ ایک لاکھ خواہشات مانگیں حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرمایا کرتے تھے اللہ سے ایک لاکھ چیزیں مانگو روز اللہ اس بات پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چیزیں دے دیں گے چاہے آپ، ایک لاکھ سال تک مانگتے رہو۔ جو اتنا بڑا دیالو ہے دینے والا ہے اس سے جب آپ مانگتے ہیں تو آپ، کی زبان ہلتی ہے زبان کا گوشت ہلتا ہے اور آپ جب اپنے سیٹھ سے، کارخانے کے فیکٹری کے مالک سے یا جنرل منیجر سے مانگتے ہیں تو آپکا دل دھک دھک کرتا ہے۔ یہ مجھے نکال دے گا میری ترقی رُک جائے گی۔ میری تنخواہ کم کر

www.ksars.org

دے گا مجھے ایک بزرگ نے قصہ سنایا کہ ایک بہت پریشان حال آدمی بادشاہ کے دربار میں جا پہنچا وزیر نے کہا بادشاہ ابھی مصروف ہیں۔ تم انتظار کرو ملاقات تمہاری کروادیتے ہیں وہ کچھ لوگوں میں تاک جھانک کی عادت ہوتی ہے یہاں جھانک لیا وہاں جھانک لیا مسلمانوں میں تو بہت ہی ہے خصوصاً پاکستان میں وہ ہر وقت یہ عینک لگاتے ہیں کہ دوسرا آدمی کیا کر رہا ہے۔ تاکہ اپنے عیب نظر نہیں آئے۔ تو وہ بھی تاک جھانک کا آدمی تھا اس نے یہ دیکھا کہ بادشاہ جو ہے وہ دعا مانگ رہا ہے ہاتھ جوڑے ہوئے اسے تو بڑی حیرت ہوئی کہ بادشاہ یہ کیا کر رہا ہے تو اس نے وزیر سے پوچھا کہ بھئی بادشاہ کیا کر رہا ہے؟ انہوں نے کہا بادشاہ مانگ رہا ہے۔ تو کہنے لگے بادشاہ بھی مانگتے ہیں؟ کہا ہاں بھئی بادشاہ بھی مانگتے ہیں۔ کہنے لگے کس سے مانگ رہا ہے؟ کہنے لگے بھئی وہ اللہ سے مانگ رہا ہے۔ کہا اچھا بادشاہ بھی اللہ سے مانگتا ہے۔ بھئی میں تو بڑا پاگل آدمی ہوں بادشاہ سے مانگنے آگیا میں تو اس سے مانگو گا جس سے بادشاہ مانگ رہا ہے، السلام وعلیکم۔ آپ لوگ جو توقعات قائم کرتے ہیں وہ تو مجبور ہیں یہ جتنے بڑے بڑے صنعت کار یہ بڑے بڑے فیکٹروں والے مل والے یہ آپ کو نظر آتے ہیں خوشحال ہیں یہ خوشحال وشحال کچھ بھی نہیں ہوتے یہ تو فیکٹری میں جو لیبر ہیں ان کے نوکر ہیں اللہ میاں نے تو دماغ خراب کیا ہوا ہے کہ جی ایک فیکٹری لگانی ہے جس میں ۳ہزار بندے کام کریں گے۔ دوسرا کہے گا مجھے فیکٹری لگانی ہے جس میں ۵ہزار بندے کام کریں گے۔ اب وہ سیٹھ صاحب کام چلے یا نہ چلے بازار سے ادھار ملے یا نہ ملے پریشان اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے اِدھر کیا ہوا بھئی کہ تنخواہ کے پیسے نہیں ہیں۔ تنخواہ کے پیسے نہیں ہیں فیکٹری بند ہو جائے گی ہڑتال ہو جائے گی۔ ارے بھئی پھر کیا ہوگا بے عزتی ہو جائے گی۔ کھانا پینا حرام جب تک وہ تنخواہ کے پیسے نہیں دے دیں گے ان کو سکون چین نہیں ملتا۔ تو بھائی یہ بتاؤں نوکر سیٹھ ہوا یا لیبر ہوئی۔ اللہ نے کان میں پکڑ کر اس سے کہا تو سیٹھ ہے تیری تین فیکٹریاں ہیں کوئی تین فیکٹریوں سے چارپلنگ پر تو سوتا نہیں ایک پلنگ پر سوتا ہے، مزدور کھاتا ہے چار روٹی سیٹھ صاحب کھاتے ہیں آدھی روٹی وہ ایک صاحب مجھے اپنا گھر دکھانے لے گئے کلفٹن پر بہت بڑا انہوں نے بنگلہ بنایا وہ کہنے لگے میں چلا گیا تو وہ کھانا لگ گیا اب کھانے میں ان کے پاس ڈونگا چائے کا جو ڈونگا ہوتا ہے۔ بڑا ڈونگا اس میں دال آئی بالکل پتلی پانی تو میں سمجھا کوئی یخنی وخنی کوئی چیز ہوگی مجھے برا بھی لگا یہ بری بات ہے دستر خوان پر بیٹھ کر آدمی یخنی پیئے تو مجھ سے کہنے لگے صاحب آپ بھی لیں گے تو میں نے یہ دیکھنے کے لئے یخنی ہے، میں نے کہا میں بھی لے لوں گا اس نے جناب ایک چائے کی پیالی میں مجھے بھی دے دی اب میں نے جو پی وہ تو بالکل ذائقہ دار نہیں نہ اس میں نمک نہ مرچ نہ کچھ میں نے کہا بھئی اس کا کیا مطلب ہے اس نے کہا نہیں جی میری یہی خوراک ہے۔ آپ یقین کریں صاحب اس بندے میں وہ جو آدھا کپ یا ایک کپ دن میں وہی پیا اسنے کچھ نہیں کھایا۔ اس نے کہا میں تو کچھ کھا ہی نہیں سکتا مجھے تو ڈاکٹر نے منع کیا ہوا ہے۔ مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں نے اس بچارے کی دال میں سے بھی حصہ بٹوالیا۔ مزدور دال نہیں کھاتا مزدور کا حال تو یہ ہے کہ اگر اس کے گھر میں آٹا ہے وہ مزدوری سے نہیں نکلتا بیوی کہتی ہے میاں جی اب دوکان دار نے منع کر دیا ادھار نہیں دے رہا کہے گا اچھا ابھی جاتا ہوں۔ سیٹھ کا بھی یہی حال ہے سیٹھ صاحب کی صحت دیکھ لو چلتے ہیں جب ہانپتے ہیں، لیٹتے ہیں جب ہانپتے ہیں، بھاگتے ہے جب ہانپتے ہیں، ان کو نیند ہی نہیں آتی گولیاں کھا کھا کر سوتے ہیں صبح آنکھ کھلتی ہے تو جسم ٹوٹا پھوٹا ہوتا ہے کہ جی کیا ہوا؟ ابھی نیند کی گولیاں کھا کر سوئے تھے تو نیند تو آئی، نہیں مسئلہ نہیں نیند کی۔ یہ اللہ کا ایک نظام ہے اللہ سے جس بندے کا رابطہ اور تعلق قائم ہو جاتا ہے اس میں کوئی شرط نہیں دولت بھئی، اللہ

www.ksars.org

سے رشتہ قائم ہو جاتا ہے اگر وہ اللہ سے رشتہ قائم کرنا چاہئے۔ حضرت ابو حنیفہ کا واقعہ میں نے پڑھا کہ تاجر تھے کپڑے کے جہاز چلتے تھے ان کے تو منشی نے آکر بتایا کہ صاحب وہ جہاز جو کپڑے کا تھا وہ اس کی اطلاع ملی کے ڈوب گیا تو انہوں نے ایک منٹ کے لئے سوچا اور یہ کہا یااللہ تیرا شکر ہے وہ منشی بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا باولے ہو گئے کہ اتنا بڑا جہاز گیا اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد اس کی خبر اس طرح ملی کہ وہ جہاز ابو حنیفہ کا نہیں تھا وہ تو کسی اور کا تھا، ابو حنیفہ صاحب کا جو جہاز تھا اس میں تو بہت پرافٹ ہے تو اس نے آکر بتادیا خوشی خوشی تو انہوں نے پھر کہا یااللہ تیرا شکر اس منشی نے پوچھا کہ صاحب یہ تو اللہ کا شکر ہے سمجھ میں آگیا وہ جہاز ڈوبنے والا شکر کیا تھا؟۔ کہنے لگے بھائی جب تونے کہا جہاز ڈوب گیا تو میں نے اپنے دل میں دیکھا میرا دل کیا کہتا ہے تو میرے دل نے کہا اللہ کا دیا ہوا تھا اللہ نے لے لیا اللہ کا شکر جب تونے آکر یہ کہا ڈبل پرافٹ ہوا۔ پھر میں نے دل کی طرف دیکھا دل کیا کہتا ہے دل نے یہ کہا کہ اللہ نے انعام دیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے تو جب انسان کی اللہ کے ساتھ وابستگی ہو جاتی ہے تو انسان کے اندر قناعت پیدا ہو جاتی ہے استغناء پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ سے قربت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے اسے اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمارے دوستوں کو ہمارے ملک کو ہماری قوم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ سے ہمارا رشتہ مضبوط اور مستحکم ہو۔ دیر بہت ہو گئی ہے اب پتا نہیں آپ۔۔۔ ابھی نہیں ہوئی دیر۔۔۔ اچھا چلو۔۔ میں تو بوڑھا آدمی ہوں میں بھی تو تھکوں گا نہ آپ تو آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں میں بولے چلے جا رہا ہوں۔ اب یہ ہے کہ تھوڑا سا میرا خیال ہے ذکر کر لیں۔ ذکر کے بعد پانچ منٹ میں مراقبہ کریں گے۔ اسکے بعد دعا ہو گی انشااللہ جیتے بستے رہے تو اگلے سال انشااللہ پھر ملاقات ہو گی۔ پہلے آپ گیارہ دفعہ یاحی یاقیوم کا ورد کریں۔ پھر گیارہ دفعہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد میں یاحی یاقیوم کا ورد کروں گا۔ پہلے مجھے سن لیں دو دفعہ سنیں تیسری دفعہ میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔ ذکر میں اگر ہم آہنگی ہو، یکساں آواز ہو تو اس میں گداز پیدا ہوتا ہے اور جب اللہ کے ذکر میں گداز پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ کے فرشتے آسمانوں سے اتر اتر کر ذکر کرنے والوں کے ساتھ ذکر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ انشااللہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے روحانی تصرف سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص سے یہ اجتماعی ذکر ہمارے لئے مفید رہے گا۔ اللہ کرے اس ذکر کے انوار و تجلیات ہمارے قلب کو روشن کر دیں۔ ہماری روح میں بالیدگی پیدا ہو ہماری روح اللہ کے حضور سلام کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری چھوٹی بڑی خطاؤں کو معاف کر کے ہمیں آئندہ فرمانبردار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ بسم اللہ...گیارہ دفعہ یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم ... صلی تعالیٰ اللہ حبیبہ محمد وسلم ...اب ایک سانس میں تین مرتبہ یاحی یاقیوم پڑھیں گے پہلے سن لیں پھر میرے ساتھ یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم تین تین بھئی تین دفعہ ----- یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم، یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم ...یاحی یاقیوم، صلی تعالیٰ اللہ حبیبہ محمد وسلم ...اب ہم مراقبہ کریں گے مراقبے سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام توجہ دوسری باتوں سے ہٹا کر ایک نقطے پر قائم کرنا تمام توجہ ایک نقطے پر قائم کرنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ نقشبندیہ سلسلے سے ہو، سہروردیہ سلسلے سے ہو، چشتیہ سلسلے سے ہو، قادریہ سلسلے سے ہو، عظیمیہ سلسلے سے ہو، وہ سب اپنے پیرو مرشد کا تصور کریں۔ پیرو مرشد کے تصور سے مراد یہ ہے آنکھیں بند کر کے یہ خیال کریں پیرو مرشد کے اندر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ جو روشنیاں ہیں

www.ksars.org

نور ہیں۔ وہ ہمارے اندر منتقل ہو رہا ہے اور جو خواتین اور حضرات ابھی بیعت نہیں ہوئے ہیں کسی سلسلے میں داخل نہیں ہوئے انہیں چاہیئے وہ آنکھیں بند کر کے یہ تصور کریں۔ کہ آسمان سے ان کے اوپر نیلی روشنیوں کی بارش برس رہی ہے۔ بسم اللہ... قل اللہ احد ... قل اللہ احد... بسم اللہ الحمد اللہ رب العالمین... اللھم صلی علیٰ محمد... ولحمد اللہ رب العالمین ... یارب العالمین جو کچھ ہم نے سنا اس پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایا اللہ ہمارے چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ آپ ستار العیوب ہیں، غفار والذنوب ہیں، ہماری خطاؤں کو، غلطیوں کو، نادانیوں کو اللہ اپنے فضل سے معاف فرما۔ اختتام

www.ksars.org

میلادالنبی 2004

مسلمان کی بھلائی تفکر کرنے میں ہے

تلاوت درود ابراہیم شریف...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تلاوت سورہ الفاتحہ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وماارسلنک...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انااللہ وملا لکتہ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یصلان کہ الروح...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اناماامروح...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صل اللہ تعالی...

عزیزان گرامی قدر، محترم بزرگوں، پیارے دوستوں اور ساتھیوں آج کی یہ محفل اللہ کے محبوب، تخلیق کائنات میں موجودات باعث تخلیق کائنات یارحمت اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مداحت منقبت اور تعریف اور توصیف کے لئے منعقد کی گئی۔ آپ تمام خواتین وحضرات کا شریک ہونا اتنی دیر تک اللہ کے محبوب کی شان میں نعتیں سننا اور سرکار نبی ﷺ کا رسول اللہ ﷺ کا پورا خاکہ اول ابتدا کا مختصر وقت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ سب سعادت اور نصیب کی بات ہے رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف میں تمام عالم اسلام میں بالخصوص پاکستان میں ہر سال میلا النبی ﷺ کے نام سے محفلیں سجائی جاتیں ہیں۔ لوگ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو مختلف انداز سے پیش کیا جاتا ہے، محبت سے جو حیات طیبہ کے پردے اٹھائے جاتے ہیں ۔ان کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی جدوجہد یا کوشش کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پہلے روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے۔ ہر پیغمبر کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ یہی رہا ہے کہ "اللہ وحدہ لاشریک ہے اللہ کے علاوہ عبادت اور پرستش کے کوئی لائق نہیں" عبادت اور پرستش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صلوٰۃ قائم کی جائے، روزے رکھے جائیں، حج کیا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے اور جہاد کیا جائے۔ تمام انبیاء اکرام علیہ والسلام نے یہی باتیں دوہرائی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام پر رسول اللہ ﷺ کی جو تمام انبیاء اکرام کی فضیلت اور خصوصیات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر دین کی تکمیل فرمادی اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوگیا۔ دین کی تکمیل ہوگئی الیومہ...... دین کی تکمیل ہوگئی تمام

www.ksars.org

انبیاء اکرامؑ کی بشارتیں پوری ہو گئیں تو جب حضور الصلوۃ والسلام تشریف لائے گئے۔اب مزید کسی پیغمبر کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہ گئی۔ اسلئے رسول اللہ ﷺ پر نبوت پوری ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے قرآن پاک میں۔ تو جہاں تک نماز، حج، روزہ، زکوۃ کا تعلق ہے اور شریعت مطہرہ سے ہے۔ حقوق العباد ہیں، کاروبار کس طرح کیا جائے، پڑوسیوں کے کیا حقوق ہیں، والدین کے کیا حقوق ہیں، رہن سہن کس طرح کا ہو، معاشرت کیا ہو، ان شریعتوں کو تمام پیغمبروں نے بیان کی ہیں کسی پیغمبر نے یہ نہیں کہا کہ جھوٹ بولنے میں کچھ رعایت ہے، کسی پیغمبر کی شریعت میں یہ بات نہیں بتائی گئی کہ کم تولنا کسی بھی طرح جائز ہو سکتا ہے اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں میں وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی پیغمبروں نے کہی ہیں۔ لیکن ایک بات بہت زیادہ دماغ، میں آتی ہے جب سوچتا ہوں تو بار بار آتی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بہت سی کتب و تصانیف میں ردوبدل ہوا، یہ کوئی نئی بات ہے کہ شریعتیں تبدیل ہوئیں۔ لیکن شریعتیں تبدیل کس طرح ہوئیں، ان شریعتوں میں دخل اندازی کی گئی ان کو صحیح کیا گیا۔ رسول اللہ خاتم النبیین کی تعلیمات پر ہم غور کرتے ہیں تو اور قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو قرآن پاک کی تعلیمات میں یہ بات بڑے واضح طور پر نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کی بشری تقاضوں اور روحانی تقاضوں کو کھول کھول کر بیان کیا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہمیں اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ بشریت فانی اور عارضی ہے۔ لیکن بشریت کو قائم رکھنے والی روح عارضی اور فانی نہیں ہے۔ روح قائم ہے اور بشر در خلق ہے۔ بعد میں یہ دیکھیے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کھربوں انسان زمین پر پیدا ہوئے کھربوں انسان کے جو گوشت پوست کے جسم تھے۔ وہ سب نہ صرف مردے ہو گئے۔ مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو گئے لیکن آج بھی اگر روحانی اور پر مخلص بندہ ملاقات کرنا چاہے تو یہ ممکن ہے وہ عالم اراوح کی زندگی کا مشاہدہ کرے۔ وہاں ان کی روح سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کھربوں انسان تشریف لائے۔ جی ہاں اب اس دنیا میں چھ ارب انسان ہیں اس دنیا میں پیدا ہوئے اور مر گئے، کھپ گئے، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس روح کی بنیاد پر ہمارے گوشت پوست کے جسم زندہ تھے، متحرک تھے، چلتے تھے، پھرتے تھے، اڑتے تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے، وہ فنا ہو گیا۔ وہ سب کچھ موجود ہے تو رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کا یہ اعجاز ہے کہ قرآن کریم ہمیں اس طرح متوجہ کرتا ہے کہ یہ گوشت پوست کا جسم آنی جانی چیز ہے... کل نفس ذائقۃ الموت... جو بھی اس دنیا میں پیدا ہو گا اس کے اوپر موت ضرور وارد ہو گی، اس دنیا میں آیا ہے وہ تو اس دنیا سے رخصت ہو گا۔ جو بھی اس دنیا سے رخصت ہو کر قبر میں جا سویا۔ اس کا جسم مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن روح برقرار رہی اور وہ روح جس طرح یہاں سوتی تھی، بولتی تھی، ایک میڈیم کے ذریعے اس طرح وہ اب بھی موجود ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اعلیٰ مقام ہے:

"کہ جب بھی قبرستان جاؤ قبرستان میں جا کر کہو... السلام وعلیکم یا اھل القبور... اور قبر میں رہنے والے لوگ تمہارے سلام کا جوب دینگے۔ مکے جاتے ہوئے جب رسول اللہ ﷺ بدر کے مقام سے گزرے۔ وہاں جنگ کے وقت اجتماعی قبریں بنا دیں گئی تھیں۔ ایک جگہ حضور پاک ﷺ نے قیام فرمایا اور مشرکین کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے پورا ہوتا ہوا دیکھ

www.ksars.org

لیا ہے۔ تم سے جو اللہ نے کہا کیا تم نے بھی دیکھ لیا؟ صحابہ اکرام ﷺ وہاں تشریف فرماتے ہیں انھوں نے استفسار کیا، یا رسول اللہ! کیا یہ لوگ سنتے ہیں؟ اسلئے وہ تو قبر میں کافی عرصہ وقت گزر گئے تھا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں اور تمہاری بات کا جواب بھی دیتے ہیں۔ لیکن تم نہیں سن سکتے۔ اس کا کیا مطلب ہوا وہاں ان کے جسم تو موجود نہیں تھے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ انسان کی روح کبھی نہیں مرتی انسان کی روح عالم ارواح سے آتی ہے۔ یہاں ایک روح جب آتی ہے۔ مادی اناء، ایک مخصوص لباس تیار کرتی ہے۔ اس لباس کو بڑا کرتی ہے، لمبا کرتی ہے، پھیلاتی ہے سمیٹتی ہے اور اس لباس کو... مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ... کہ قانون کے مطابق جب وقت پورا ہو جاتا ہے اس لباس کو چھوڑ دیتی ہے اور لباس کا جو حشر ہوتا ہے۔ وہ آپ سب دیکھ ہی چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر اُمتی پر یہ فرض اور ذمہ داری آئی ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعلیمات کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا اُمتی یہ جانتا ہوں کہ مادی جسم عارضی ہے۔ اس مادی جسم کو چلانے والی، مادی جسم کو دوڑانے والی، اس مادی جسم کو سلانے والی، اس مادی جسم کو نیند سے بیدار کرنے والی، روح ہے، اسلئے ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو نہ وہ سوتا ہے، نہ وہ بیدار ہوتا ہے، نہ وہ چلتا ہے، نہ وہ پھرتا ہے، نہ وہ حرکت کرتا ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ مکمل ضابطہ حیات کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی رہن سہن قاعدے اور ضابطے مقرر کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی زندگی کے لئے قاعدے اور ضابطے مقرر کرتا ہے ہر انسان کو اس کے اعمال کی سزا اور جزا ملے گی... فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر ایرا و من یعمل مثقال ذرۃ شر ایرا... محفل میلاد النبی ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ انسان ہر سال رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی تجدید کرے اس کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف حمیدہ میں کونسا ایسا وصف ہے جس کی بنیاد پر وہ تمام انبیاء اکرام فضیلت رکھتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر فوقیت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی فضلیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر دین کی تکمیل ہوئی... الیومہ... جب تک مسلمان اپنی روح و جسم کے رشتے سے واقف نہ ہوگا۔ اس وقت تک اسلام کی تکمیل نہیں ہوگی۔ اسلئے جب روح اور جسم کے رشتے سے واقف ہی نہیں ہوگا۔ تو آدمی جزا، سزا، اعمال، آخرت، دوزخ، جنت یہ ساری چیزیں زیر بحث نہیں آتیں۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر آپ جب غور فرماتے ہیں... من عرف نفسہ... ”جس نے اپنی روح کو پہچان لیا، اس نے رب کو پہچان لیا“ یعنی جسم کو پہچانے سے رب کی پہچان نہیں ہوتی روح کو پہچانے سے رب کی پہچان ہوتی ہے... کل نفس ذائقۃ الموت... اسکو موت ضرور آنی ہے اور موت کوئی ایسا عالم نہیں ہے کہ بس مر گیا آدمی کہیں غائب ہو گیا۔ بھئی اعمال، اشکال، اقوال، کردار، اخلاق سب کا حساب کتاب ہوگا اچھے اعمال ہیں تو اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائیں گے اور برے اعمال ہیں تو سزا کا مستحق ہوگا۔ اگر انسان اپنی اصلی یعنی روح سے واقفیت حاصل نہیں کرے گا تو آخرت کی زندگی پر اس کا یقین مکمل نہیں ہوگا۔ آخرت کی زندگی کا مشاہدہ اس وقت ممکن ہے جب انسان اپنی روح سے واقفیت حاصل کرے گا۔ واقفیت کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ، اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے زندگی گزرنے کے جو قاعدے اور ضابطے بنا دئے گئے ہیں۔ یعنی احکام شریعت پر پوری طرح عمل کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہ ان میں غیب کے حصول کے لئے جدوجہد اور کوشش کی جائے۔ ہمیں یہ کرنا ہوتا ہے کہ کسی علم کو سیکھنے کے لئے اس کی

www.ksars.org

طرف متوجہ ہوتے ہیں ہم بار بار اس علم کو ابتدا۔ا، ب، پ کو یاد کرتے ہیں، پڑھتے ہیں، وقت دیتے ہیں، مستقل طور پر اس علم کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اس طرح روحانی علم کو بھی اگر سیکھنا چاہے تو جس طرح دنیا کے علوم کے لئے ہمیں وقت درکار ہے اسلئے روحانی علم بھی ہم سیکھ سکتے ہیں۔ اب مثلاً نماز ہے، نماز کا مفہوم ہی یہ۔ ہے کہ نماز قائم کرو یعنی جب آپ نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ہاتھ باندھ کر ایک غلام کی طرح دربار میں حاضر ہو جائیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بندہ نماز میں اللہ کی حضور حاضر ہو گیا۔ نماز میں بندہ اللہ کے ساتھ رابطہ قائم ہو گیا۔ نماز میں یہ دیکھتا ہے کہ میں کس کو سجدہ کر رہا ہوں، کس کو رکوع کر رہا ہوں۔ اگر نماز میں مرتبہ احسان حاصل نہیں ہوا تو ٹھیک ہے نماز ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ قبول فرمائے یا جزا دے۔ لیکن عمل پورا نہیں ہوا عمل مکمل نہیں ہوا عمل کی تکمیل جب ہی ہوتی ہے۔ جب عمل کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے نماز کا مطلب کیا ہوا کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔ اللہ کی آیات تلاوت کرنا اور اللہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ کے جو ارشادات ہیں ان کو سمجھنا جب سبحان اللہ ربی الاعلیٰ کہہ آدمی تو اس بات کا اقرار کرنا "بیشک پاک ذات اللہ ہے اور وہی سب سے بڑا ہے"۔ رکوع میں جب "سبحان ربی العظیم" آدمی کہہ اس وقت اس کے ذہن میں یقین ہونا چاہئے کہ میں اللہ وحدہ لا شریک ہے کے سامنے جھکا ہوا ہے اور اللہ پاک ہے ارفع ہے، اعلیٰ ہے اور عظیم ہے اور یہ کب ہو سکتا ہے۔ جب ہو گا ہمیں اس بات کا ادراک حاصل ہو گا کہ ہمارا جسم Independet نہیں ہے۔ ہمارے جسم کی کوئی حرکت اپنی ذاتی نہیں ہے۔ ہمارے جسم کی ہر حرکت روح کے تابع ہے۔ روح اگر جسم میں ہے تو جسم زندہ ہے۔ روح اگر جسم میں نہیں ہے تو مردہ ہے۔ جب دیکھتے ہیں روزانہ لوگ مرتے ہیں تو رسول اللہ کا اپنی امت پر یہ احسان عظیم ہے کہ رسول پاک نے اپنی امت کو یہ درس دیا اپنی امت کو یہ علم عطا فرمایا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ "وہ جب اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا وہ یہ دیکھتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے" یہاں صورت یہ ہے کہ انسان ۸۰ سال کا ہو ۹۰ سال کا ہو یا ۱۰۰ سال کو ہو جاتا ہے تو اللہ کی طرف متوجہ رہنے کہ کوشش کرتا ہے۔ پورے سو سال میں ایک دفعہ بھی ایسی کیفیت نہیں ہوتی کہ مسلمان یہ کہے کہ۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔ آج میں نے نماز میں اللہ کو دیکھا ہے۔ الحمد اللہ آج میں نے نماز میں یہ دیکھا کہ اللہ نے مجھے دیکھا میں سمجھتا ہوں، ہمارے اسلاف میں اور ہم میں جو فرق ہمارے اسلاف کو اللہ تعالیٰ نے عزت و برکت مرتبت جو عطا فرمائی تھی اور ہمیں جو ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی ہے۔ ہمارا مقدر بن گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اسلاف رسول اللہ کی روحانی تعلیمات سے آشنا تھے۔ ان کی روحیں بیدار تھیں ۔ان کے لطائف نبوت سے رنگین ہو چکے تھے۔ ان کی روح کو نور جب ان کی آنکھوں کے سامنے آتا تھا۔ مشاہدہ ہوتا تھا انہیں اور جب سے ہم نے روح کو نظر انداز کیا ہم ذلیل و خوار ہو گئے۔ کوئی بھی طاقت ہے جو اس کے جسم کی رگوں میں خون کو دوڑا رہی ہے اور اس کے جسم سے نکل رہی ہے۔ اس کی وجہ سے خون خالی ہو گیا شریانوں وریدیوں میں دوران خون رک گیا۔ حلق موجود ہے حلق میں آپ پانی کا قطرہ ڈالیں سارا پانی باہر آجائے گا۔ یہ اندر نہیں جائے گا۔ اسلئے کہ جسم کو چلانے والی روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جسم کو چلانے والی روح کو سب جانتے ہیں آپ سے کوئی پوچھے کہ مرنے کا کیا مطلب ہے آپ کہے گئے کہ جسم میں روح موجود نہیں ہے اور یہ کہ بھئی زندہ رہنے کا کیا مطلب ہے آپ کہ گئے کہ جسم میں روح موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر امتی پر وہ مرد ہو یا خاتون وہ یہ فرض کر دیا ہے رسول اللہ کی تعلیمات دنیا سے متعلق، غیب کی دنیا سے متعلق، روح کے متعلق معلومات حاصل کرے

www.ksars.org

رسول اللہ ﷺ سے کفار نے پوچھا۔ روح کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرمادیجئے "کہ روح میرے رب کے امر سے ہے" اس کا علم نہیں دیا گیا۔ لیکن تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ تھوڑا علم دینے کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ آپ کو پورا علم نہیں دیا۔ سوال کرنے والوں کو جواب دیا جاتا ہے وہ لوگ پوچھتے ہیں۔ روح کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے اور اس کا علم دیا گیا مگر تھوڑا یعنی تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے۔ ایک سمندر کے برابر ہوتا ہے اور اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روح کو بھرپور علم نہیں دیا... من امر ربی۔۔ روح اللہ کا عمل ہے، اللہ کا عمل یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کن وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان گھڑا ہے۔ بجنی مٹی، کھنکھناتی مٹی ہے، سوکھا دانہ ہے اس کے اندر روح ڈال دی ہم نے پتلے کے اندر اپنی روح پھونک دی اور یہ پتلا چلنے بھی لگا، بولنے بھی لگا، اب انسان کے اندر جیسے میں بیٹھا ہوں اگر میرے اندر سے روح نکل جائے اس وقت میری حیثیت دیکھنے کے علاوہ کچھ نہیں ہو گی۔ یا پھر حیثیت ہے؟ بھئی یہاں کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہماری روح نکل جائے تو ہماری حیثیت دیکھنے کے علاوہ کچھ ہے؟ کیا بات ہے۔ کیا ہوا جب تک روح سے واقف نہیں ہونگے تب تک اس دنیا کے معاملات سے واقف نہیں ہونگے اور اس دنیا کہ بعد کی زندگی کے بارے میں کچھ واقف نہیں ہونگے اور اس دنیا کے بعد کی زندگی کے بارے میں بھی واقفیت نہیں ہو گی۔

رسول اللہ نے اس عمل کو غار حرا میں جاری رکھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی جستجو میں ستاروں کو دیکھا، چاند کو دیکھا، سورج کو دیکھا اس کو تلاش کیا جتنے پیغمبر الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ ان کی زندگی میں ایک بات لازم ہے کہ وہ اللہ کی نشانیوں پر تفکر کرتے۔ اللہ کو ڈھونڈتے، تلاش کریں اللہ کے قریب اور قریب تر ہونے کی جدوجہد اور کوشش کریں۔ یہی وہ عمل ہے جس کے نتیجے میں انسان میں تفکر ہے۔ اس تفکر کا نام مراقبہ ہے اور حضرت ابراہیمؑ نے غور و فکر کرنے کے بعد ستاروں کے بارے میں سوچا کہ یہ میرا رب ہے۔ تو یہ تفکر ہے۔ تفکر مراقبہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے چاند کو دیکھنے کے بعد اس کی پہلی کرنوں سے متاثر ہو کے یہ سمجھا کہ چاند اللہ ہے۔ یہ بھی تفکر ہے۔ یہ مراقبہ ہے۔ اگر حضرت ابراہیم نے سورج کی کرنوں کو دیکھ کر سوچا کہ اس سے بڑا روشن ستارہ کوئی نہیں ہے۔ یہ اللہ ہے۔ یہ بھی تفکر ہے' بھئی جب سورج ڈھل گیا زوال ہوا یہ سوچا کہ ڈھلنے والا زوال پزیر، گھٹنے والا، بڑھنے والا اللہ نہیں ہو سکتا؟ جب روح کو تلاش کرنے کے لئے مسلمان خواتین و حضرات میں تفکر ہو قرآن میں تفکر کیا جائے۔ اللہ کی نشانیوں میں تفکر کیا جائے انبیاء اکرامؑ کی سیرت طیبہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی حیات کے ہر گوشے پر تفکر ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر تفکر کرتے ہیں، غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں ایک ہی بات نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ کرتے ہیں وہ اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ یہی بات مجھے آپ حضرات سے عرض کرنی تھی کہ مسلمان قوم اگر دین و دنیا کی فلاح چاہتی ہے، مسلمان قوم اگر عروج چاہتی ہے، مسلمان قوم اگر زندہ قوم بن سکتی ہے تو اسے تفکر کرنا ہو گا۔ اسے اللہ کی نشانیوں پر غور کرنا ہو گا۔ ہر طرف سے ذہن ہٹا کر Concentration کے ساتھ ڈھونڈنا ہو گا اللہ تعالیٰ نے یہ جو چیزیں بنائی ہیں۔ اس کے پیچھے کیا حقیقت ہے اور اسی کو مراقبہ کہتے

www.ksars.org

ہیں۔ جتنے سلاسل ہیں ان تمام کے اسباق میں مراقبہ شامل ہے، سلسلہ عظیمیہ اس کے اسباق میں بھی غور تفکر کا بہت بڑا عمل قائم ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ کے ذکر کا دخل ہے۔ اللہ کا ذکر کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں یااللہ، یارحمن، یارحیم جب آپ یااللہ کہتے ہیں تو اللہ کی ذاتی صفات سے آپ کی روح روشن ہو جاتی ہے۔ جب آپ یارحمن کہتے ہے تو صفت رحمانیت آپ کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ آپکی روح سرشار ہو جاتی ہے۔ جب آپ کی روح صفات رحمانیت سے سے سرشار ہوتی ہے تو آپ کے جسم پر اسکے اثرات مرتب ہو جاتے ہیں، آپ رحم دل ہو جاتے ہیں، آپ کے اندر عفو درگزر پیدا ہو جاتا ہے، آپ کے اندر سے غصہ نکل جاتا ہے، آپ کے اندر سے نفرت حسد ختم ہو جاتا ہے، آپ سب کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں، سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ساری عورتیں آپس میں بہن بہن ہیں۔ اللہ کا شکر ہے میں اچھی خاصی عمر کا آدمی ہوں میرا تجربہ تو یہ ہے اگر مسلمان اس طرح سوچ و بچار کرتا ہے۔ اگر پان کی دوکان کرتا ہے تو کتنا سوچتا ہے اگر اپنے معاملات میں اللہ کو شامل کرے تو اور اگر اپنے معاملات سلجھانے کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہو تو یہ مسئلہ بہت آسان ہے۔ سالوں کا سفر مہینوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو یہ توفیق دے کے، رسول پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق اپنی زندگی گزاریں اور یہ جب ہو گا جب ہم بار بار سوچ کر سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں۔ تفکر کے سلسلے میں میں نے ابھی مراقبے کا ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ محفل ہے۔ یہاں اللہ کا، اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلند ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں نور کی شکل میں آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ہمیں وہ نظر نہیں آ رہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جتنے ہم ہیں۔ اس سے کتنے سو گناہ ہمارے درمیان میں فرشتے موجود ہونگے۔

آیئے ہم ذکر کی ایک محفل سجاتے ہیں اور پھر مراقبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی غار حرا کی جو سنت ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور تمام پیغمبروں کی تفکر کا جو شعار ہے۔ اسکی نقل کرتے ہیں تاکہ اللہ ان مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کے طفیل ہماری اندر کی دنیا کو روشن کر دے اور ہمارے دنیاوی معاملات بھی اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے تعلیمات کے مطابق ہو جائیں۔ آمین

مراقبے سے پہلے: دو درخضری گیارہ مرتبہ پڑھ لیں، پھر گیارہ دفعہ یاحیی یاقیوم پڑھ لیں پھر اس کے بعد ذکر کر کے مراقبہ کریں۔ مراقبے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک مرکزی نقطے کی طرف اپنی پوری صلاحیت کو مرکوز کرنا ہر طرف سے ذہن ہٹا کر ایک نقطے پر مرکوز کرنا رسول اللہ ﷺ کی یہ محفل ہے درود و اسلام کی محفل ہے اس لئے ہم تصور کا نقطہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گنبد خضرا۔ ہمیں تصور کرنا ہے آنکھیں بند کر کے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں مسجد نبوی میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا روضہ مبارک ہمارے سامنے ہے اور ہم دل ہی دل میں ... الصلوۃ والسلام علیہ یارسول اللہ... پڑھتے ہیں پھر مراقبہ کرتے ہیں۔ اختتام

www.ksars.org

عرس مبارک حضور قلندر بابا اولیاءؒ 2005

'دنیا کی حقیقت'

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ القدر...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا اللہ وملائکہ... یا یھا الذین...

تلاوت دو درود ابراہیم...

عزیزان گرامی قدر، دوستوں، بزرگوں، پیارے عظیمی بچوں اسلام و علیکم آج حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے عرس کی تقریب کا دن ہے اس دن کی شروعات صبح فجر کی نماز کے بعد سے اس کا آغاز ہوا۔ اس دن سے ایک دن پہلے یعنی کل قرآن کریم اور دیگر علوم کے اوپر ورکشاپ کا انقاد ہوا۔ ورکشاپ میں خواتین و حضرات نے اس دلچسپی کا اظہار کیا اور اس یکسوئی کے ساتھ قرآنی آیات کا مطالعہ کیا، وہ یقیناً قابل تعریف ہے اور ہماری طرف سے رہنمائی ہے کہ اگر قوم کو تفکر کو دعوت دی جائے تو قوم کے مزاج میں ابھی اتنی زرخیزی موجود ہے کہ وہ اللہ کے کلام میں تفکر کرنے کو اپنی سعادت سمجھتی ہے۔ الحمد اللہ کل کا پروگرام بھی بہت مفید ثابت رہا۔ لوگوں نے اپنی ذہنی سکت اور صلاحیتوں کے مطابق قرآن کریم میں تفکر کیا اور یہ بات بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے کے سائنسی علوم بھی زیر بحث آئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ عظیمیہ کے کارکنان کو اور عظیمی بہن بھائیوں کو مزید ہمت اور توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس قسم کے پرورگرام مستقل طور پر کرتے رہیں۔ اور اس طرح لوگوں کی علمی پیاس بجھتی رہے۔ کل سے اب تک کسی نہ کسی عنوان سے روحانیت پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اب مزید میں کیا کہوں سمجھ میں نہیں آتا اور مزید کہنے کی بات ہے جو آپ کو سنائی جائے۔ بہر حال آپ دعا کریں کے اللہ تعالیٰ میرا ذہن کھولے اور میری اپنی صلاحیت اور سننے والوں کی صلاحیت کے مطابق وہ مجھے کچھ عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس تقریب میں جو بھی باتیں ہونگی وہ ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی باتیں کی جائے گئی۔ تو ہم ایسا کرتے ہیں اپنے ذہن کو تیار کرنے کے لئے کہ سب صاحبان تین مرتبہ دورود شریف پڑھیں اور دورود شریف پڑھ کے آنکھیں بند کر کے یا آنکھیں کھلی رکھیں۔ اس بات کا تصور کریں انفرادی طور پر کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ صلی تعالیٰ علی حبیہ محمد وعلیہ وسلم۔ صلی تعالیٰ علی حبیہ محمد وعلیہ وسلم، صلی تعالیٰ علی حبیہ محمد وعلیہ وسلم تمام حضرات اور خواتین اس بات پر متوجہ ہوں کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے وہی اللہ دیکھ رہا ہے جس کے یہاں ہمیں جانا ہے۔

www.ksars.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

زمین پر موجود جتنی بھی مخلوقات ہیں۔ ان مخلوقات میں سب سے ممتاز مخلوق انسان ہے۔ انسان کی کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو آنکھ، کان، ناک، منہ سب کچھ ہونے کے باوجود اس کے اندر حواس نہیں ہوتے۔ اگر حواس ہوتے ہیں تو ان حواس کو ہم دنیاوی حواس نہیں کہہ سکتے۔ یعنی پہلا احساس یا پہلے دن کا انسانی بچہ شعوری اعتبار سے دنیاوی اعتبار سے کورا کاغذ ہوتا ہے۔ اس کے اندر کچھ نہیں لکھا ہوا ہوتا۔ نہ اس کو اس بات کا پتا ہوتا ہے کہ دن کیا ہے؟ نہ اس کو اس بات سے واقف ہوتا ہے کہ دن کے بعد رات کیوں آتی ہے؟ اور رات دن میں کیوں تبدیل ہو جاتی ہے؟۔ نہ اسے رشتے ناطوں کا پتا ہوتا ہے۔ اس کو اگر اپنی ماں سے فوری طور پر جدا کر دیا جائے تو وہ اپنی ماں کو بھی نہیں پہچانتا۔ بھائی بہن دوسرے رشتے ناطے وہ کسی سے بھی واقف نہیں ہوتا۔ جسمانی طاقت کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خود سے کروٹ نہیں بدل سکتا، چہرے پر اگر مکھی بیٹھ جائے اسے اڑا نہیں سکتا، اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا، ٹانگیں اتنی کمزور ہوتی ہے کہ ان پر کھڑا نہیں ہو سکتا، آواز کا پلوشن اس کے لئے اتنا زیادہ ناگوار گزرتا ہے کہ اگر اس کے سامنے اخبار کا صفحہ پلٹا جائے تو اخبار کی آواز سے وہ سہم جاتا ہے، ڈر جاتا ہے، اس کے سامنے ذرا اونچی آواز سے بات کی جائے تو وہ رونے لگتا ہے، رونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ زیادہ اونچی آواز سنے کی اس کے اندر سکت برداشت نہیں ہوتی، پھر یہی بچہ جو ایک طرح سے گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے اس کے اندر سماعت کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، بولنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، اپنی مرضی سے کروٹ بھی لیتا ہے، بیٹھ بھی جاتا ہے، گھٹنوں کے بل چلتا ہے، بعد میں ٹانگوں پر کھڑا بھی ہو جاتا ہے اور ایک زمانہ ہونے کے بعد اس کا جسم اتنا توانا اور مضبوط ہو جاتا ہے کہ وہ بچہ جو خود کروٹ نہیں لے سکتا تھا دو ڈھائی من بوریاں اپنی کمر پر رکھ کر بڑی آسانی سے اٹھا لیتا ہے۔ ہاتھوں میں ٹانگوں میں اور جسم میں اتنی طاقت بھر جاتی ہے کہ وہ بچہ جو کچھ نہیں کر سکتا تھا کئی کئی آدمیوں کا مقابلہ کر کے ان کو شکست دے دیتا ہے۔ اگر ارادہ کا پکا ہو اور یقین اس کے اندر کام کرتا ہو۔ پہاڑوں کو کاٹ ڈالتا ہے، زمین کو کھود دیتا ہے، زمین کی تہہ سے پانی نکال لیتا ہے، پٹرول دریافت کر لیتا ہے، دشت کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتا ہے، جس بچے کو الف کہنا نہیں آتا وہ phd کر لیتا ہے اور پھر کتابیں پڑھنے لگتا ہے۔ کیسی عجیب کہانی ہے کہ ایک بچہ جو عقل و حواس شعور کے نام سے واقف ہی نہیں ہوتا وہ دنیا میں دانش ور کہلاتا ہے۔ اور دانشوری کی بڑی بڑی باتیں بھی کرتا ہے۔ یہ ایک اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جو آدم سے شروع ہوا اور ہمارے زمانے تک بلاتردد عمل پذیر ہے۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ جب بچہ پہلے دن اس زمین پر آیا تو اس کے اندر جو شعور نہیں تھا۔ یہ شعور اس بچے کے اندر یہ بات ذرا بھاری آپ کو لگ رہی ہو گی میں سمجھ رہا ہو آپ سوچ رہے ہونگے کہ یہ کیسا خشک مضمون لیکر بیٹھ گئے۔ لیکن جب یہ بات کھلے گی تو آپ کو اچھا لگے گا۔ بھئی کہتے ہیں۔ بچہ جس ماحول میں آتا ہے۔ اس ماحول میں جو کچھ بھی رائج ہے۔ اچھا برا وہ سب بچہ قبول کر لیتا ہے اور جس ماحول میں اس بچے کی پرورش ہوتی ہے۔ اسی قسم کا بچے کا مزاج بن جاتا ہے۔ اگر وہ جھوٹے لوگوں میں، بے ایمان لوگوں میں، چار سو بیس لوگوں میں، غصہ والے لوگوں میں اسکی پرورش ہوتی ہے تو تقریباً اس کا وہی مزاج ہو جاتا ہے۔ اچھے لوگوں میں اس کی پرورش ہوتی ہے تو وہی اس کا مزاج بن جاتا ہے اور آہستہ آہستہ

www.ksars.org

اس کے مزاج میں اتنی پختگی آجاتی ہے کہ وہ اس ماحول کے علاوہ دوسری کوئی بات سوچتا نہیں ہے۔ مثلاً اگر اسے دنیا کی محبت میں اور دنیا کی ہوس میں اور دنیا کی دلچسپیوں میں زیادہ مصروف کر دیا جائے تو وہ دنیادار بندہ بن جاتا ہے اگر اسے ایسی مصروفیات دی جائے تو جن میں دنیاوی ضروریات تو موجود ہوں لیکن اس کو اس بات کا بھی علم دے دیا جائے کہ یہ دنیا ایک عارضی جگہ ہے ایک مسافر خانہ ہے یا کچھ روز کے لئے قیام کرنا ہے تو اس کی دنیاوی دلچسپیاں اتنی نہیں ہوتی جتنی عام طور سے لوگوں کی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ: یہ دنیا میں ہم نے انسان کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ وہ دنیا کی تمام دلچسپیاں، دنیا کی تمام آسائشیں حاصل کر کے اپنے آپ کو متوازن اور بیلنس رکھے۔ وہ اس دنیا میں بھی رہے اور اس بات کو ذہن میں رکھے کہ وہ کہیں سے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو آدم کو تخلیق کیا تو یہ آپ سب جانتے ہیں۔ اس کو تخلیق کرنے کے بعد علم سے آراستہ کر کے جنت میں بھیجا۔ جنت میں آدم اور اماں حوا دونوں کو بھیجا...یا آدم اسکن...اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں رہو اب یہ کہنا کہ آدم جنت میں تھے۔ اداس ہو گئے ، پریشان ہو گئے انہوں نے یہ سوچا میرا کوئی ہمدرد پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس اداسی کو دور کرنے کے لئے حوا کو پیدا کیا۔ جسے قرآن میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے...یا آدم سکن...اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت کے باغ رہو۔ اور یہاں سے جنت میں رہنے کے بعد خوش ہو کر کھاؤں پیوں۔ جہاں سے دل چاہے جنت میں آدم اور حوا دونوں رہے اس سے اس بات کا بھی پتا چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم الاسماء سکھایا تو حوا کی موجودگی بھی ضرور زیر بحث آتی ہے۔ یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ آدم کو جنت میں بھیج رہے ہیں تو میاں بیوی دونوں کو بھیج رہے ہیں۔ اس کا مطلب حوا موجود تھیں۔ تو علم الاسماء آدم کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا تو حوا کو بھی علم الاسماء سیکھنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔ تو آدم سے حوا سے بھول چوک ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال دیا اور زمین پر بھیج دیا۔ تو یہاں بھی دو میاں بیوی یہاں جنت سے دونوں میاں بیوی زمین پر آ گئے۔ ایسا نہیں ہوا کہ خالی آدم زمین پر آ گئے ہوں یا حوا زمین پر آ گئی ہوں۔ تو قرآن پاک میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے جوڑے جوڑے بنائے ہیں۔ مذکر و مونث بنائے ہیں، جوڑے جوڑے بنائیے ہیں۔ اس سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ آدم علیہ السلام اور اماں حوا دونوں جب تک ایک جگہ نہیں ہو تے یونٹ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ یہ بھی مثال کے طور پر آیا ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام دونوں یہاں کام کرتے ہیں۔ جب پیدائش کا عمل ہوتا ہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ لڑکی کے اندر بھی روح ہوتی ہے اور لڑکے کے اندر بھی روح ہوتی ہے۔ لڑکا بھی کورا کاغذ ہوتا ہے اور لڑکی بھی کورا کاغذ ہوتی ہے۔ لڑکی کو کوئی شعور حاصل نہیں ہوتا اور لڑکے کو بھی کوئی شعور حاصل نہیں ہوتا۔ اگر لڑکا کروٹ نہیں بدل سکتا تو لڑکی بھی کروٹ نہیں بدل سکتی۔ اگر لڑکا اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تو لڑکی بھی اپنی ٹانگوں پر کھڑی نہیں ہو سکتی۔ تو اس سے یہ پتا چلتا ہے آدم اور حوا دونوں ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے علم سیکھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے اور دونوں کو علم سکھایا ہے اور یہ بات کہ عورت کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا اور وہ بڑے پریشان تھے جنت میں یہ بات کسی طرح بھی ذہن قبول نہیں کرتا۔ جب آدم جنت سے عالم ارواح سے اس زمین پر آئے زمین بچے پیدا ہونگے۔ لیکن ان میں شعور تو تھا۔ ان میں دیکھنے کی صلاحیت تو موجود تھی۔ بچہ آواز بھی سنتا تھا، بچہ دیکھتا بھی تھا یعنی روتا تھا، وہ بچہ ہاتھ پیر بھی ہلاتا تھا، بچہ ہنستا بھی تھا، اس کو کوئی آواز ناگوار گزاتی تھی تو وہ منہ بھی بنتا تھا وہ ڈر بھی جاتا تھا خوف بھی تھا اس کے اندر لیکن دنیاوی شعور اس طرح

www.ksars.org

نہیں تھا جس طرح دس سال یا چھ سال کے بچے میں ہوتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی آنکھ بھی کام کر رہی ہوتی ہے، کان بھی کام کر رہے ہوتے ہیں، اس کی ناک بھی کام کر رہی ہوتی ہے، اس کے ہاتھ پیر میں بھی جان ہوتی ہے۔ وہ کون سی ایسی چیز ہے جو دنیا میں آنے کے بعد بچے میں نہیں تھی۔ وہ چیز یہ ہے کہ نوع انسانی کے اندر وہ دنیاوی چپک ہے، دنیاوی خواہشات ہیں، دنیاوی ناقص طرز عمل ہے وہ بچے کے اندر نہیں تھا۔ بچے کے اندر شعور تھا وہ شعور پاکیزہ شعور تھا۔ اس شعور میں کھوٹ اور ملاوٹ نہیں تھی۔ جیسے آپ دیکھئے کہ اس بات پر سب واقف ہیں۔ بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتا رہتا ہے اسی مناسبت سے وہ جھوٹ بھی بولتا ہے، چوری بھی کرتا ہے، ڈاکا بھی ڈالتا ہے، چوری نہیں بھی کرتا ہے، نیک کام بھی کرتا ہے، برے کام بھی کرتا ہے، لیکن وہی پیدا ہوتے ہی نہیں کرتا اس کے لئے کم از کم دس بارہ سال اس شعور کے دیکھنے میں لگتے ہیں اور بارہ سال سے اٹھارہ سال کی عمر میں دنیاوی نقطہ نظر سے وہ بالغ شعور کہلاتا ہے۔ اب اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو بچہ پیدا ہوا۔ اس کے اندر دیکھنے کی صلاحیت ہے وہ روح کی صلاحیت ہے بھی یعنی عالم ارواح میں جس کان سے وہ سنتا تھا، اگر اس کے اندر بولنے کی صلاحیت ہے تو وہ اصل روح کی صلاحیت ہے جو اس دنیا میں آنے کے بعد جسمانی توازن اس کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ والدین خاندان ماں جس قسم کی بھی طرز فکر اس کے اندر ڈال دیتے ہیں بچہ اس طرز فکر سے مانوس ہو جاتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے جب بچہ پیدا ہوا۔ اس کے اندر دیکھنے کی صلاحیت نہیں تھی، آنکھیں تھیں اس کی روشنی بھی تھی اور دیکھتا بھی تھا۔ لیکن ابھی ماں کو باپ کو دیکھ کر پہچانے کی صلاحیت اس کے اندر موجود نہیں تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرا اس نے ماں کو بھی پہچانا، باپ کو بھی پہچانا اور بہن بھائیوں کو بھی پہچانا، چلنے پھرنے بھی لگا باتیں بھی کرنے لگا، چوریاں بھی کرنے لگا، نیکیاں بھی کرنے لگا، عبادت بھی کرنے لگا، چوری سے پرہیز بھی کرنے لگا۔ اب ہم آج بھی اپنے تیس سال کی چالیس سال کی یا پچاس سال کی پوزیشن پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں دو باتوں کا پتا چلتا ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ ہماری جو حرکت ہے ہماری جو زندگی ہے۔ وہ جسمانی تو ہے لیکن جسم اسکے تابع ہے۔ جسم کی ذاتی حرکت کوئی نہیں اور اس کی ایک تو مثال بچپنا ہی ہے اور دوسری مثال ایک آدمی چالیس سال کا ہے۔ اس کے اوپر موت وارد ہو جاتی ہے۔ موت وارد ہونے کا کیا مطلب ہوا یعنی پیدائش سے پہلے وہ جس عالم میں تھا اس عالم میں چلا گیا۔ عالم ارواح سے آیا تھا وہ مرنے کے بعد عالم ارواح میں چلا گیا۔ جب وہ عالم ارواح میں چلا گیا تو جسم موجود ہے۔ جسم میں کان بھی موجود ہے۔ آنکھیں بھی ہیں، ہاتھ پیر بھی ہیں، دل بھی ہے۔ لیکن وہ جس عالم سے آیا تھا عالم ارواح سے روح اس جسم کو چھوڑ کر دوبارہ عالم ارواح میں چلی گئی۔ تو اب بچے کے اندر کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کی پوزیشن پہلے جیسی ہو گئی جس طرح بچہ کروٹ نہیں بدل سکتا اس طرح مردہ آدمی بھی کروٹ نہیں بدل سکتا۔ جس طرح بچہ بیٹھ نہیں سکتا اس طرح مردہ بیٹھ نہیں سکتا۔ جس طرح ایک دن کا بچہ ایک گھونٹ پانی نہیں پی سکتا اس طرح مردہ بھی ایک گھونٹ پانی نہیں پی سکتا۔ جس طرح ایک بچہ وزن نہیں اٹھا سکتا ایک مردہ آدمی بھی وزن نہیں اٹھا سکتا۔ اس ساری تفصیل کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کا جو جسم ہے وہ ماں کے پیٹ میں تشکیل پاتا ہے وہ روح بناتی ہے اور اس جسم کو جب وہ روح ماں کے پیٹ سے باہر لاتی ہے اس کے لئے نشو و نما بھی ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے اگر پہلے دن کے بچے میں سے روح نکل جائے تو نشو و نمارک جاتی ہے۔ اگر تین سال کے بچے میں سے روح نکل جائے تو جسم کی نشو و نما نہیں ہو گی۔ اگر دس سال کے بچے کی روح نکل جائے تو گیارہ سال کا بارہ سال نہیں ہو گا۔ ایسا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جو

www.ksars.org

ہمارا جسم جس کو آپ مادی جسم کہتے ہیں عناصر سے بنا ہوا جسم مٹی، آگ، پانی، ہوا سے بنا ہوا جسم ہیں۔ اس کی ذاتی حیثیت کوئی نہیں ہے۔ جب تک عالم ارواح سے اس جسم کا کیا ہے؟ لین دین کا تعلق رہتا ہے۔ اس جسم کی حیثیت بر قرار رہتی ہے۔ یعنی کہ جب عالم ارواح سے اس جسم کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو اس جسم کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اس کی وہی حیثیت ہو جاتی ہے ایک دن کے بچے کی۔ میں آپ خواتین و حضرات کو یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں یہ جو مادی جسم ہے ہمارا آگ، ہوا، پانی، مٹی کا بنا ہوا نہ تو یہ خود بنتا ہے اور نہ اس کے اندر خود کسی قسم کی کوئی صلاحیت ہے۔ بولنے کی سننے کی کھانے کی سوچنے کی اس کی ساری صلاحتیں روح کی وجہ سے ہیں، کہ روح جب تک اس جسم کو سنبھالے رہتی ہے یہ جسم کھڑا رہتا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں ہم اپنی زندگی میں منوں اور ٹنوں کے حساب سے کھانا کھا جاتے ہیں۔ ٹنوں کے حساب سے پانی پی جاتے ہیں۔ اگر ہمارے اندر سے روح نکل جائے تو ہم پانی پی سکتے ہیں؟ کھانا کھا سکتے ہیں؟ تو ہم جو یہ کھانا کھا رہے ہیں یہ کون کھا رہا ہے؟ ہم یہ جو کھانا کھاتے ہیں۔ پیدائش سے شروع اور ماں کے دودھ سے تو مرنے کے مرنے کھا جاتے ہیں۔ یہ کون کھا رہا ہے؟ جسم کھا رہا ہے، اگر جسم کھا رہا ہے کیوں بھئی؟ تو جب روح نے جسم سے تعلق توڑ لیا تو جسم کو کھانا چاہئے، اگر یہ جسم پانی پی رہا ہے تو مردہ آدمی کو بھی پانی پینا چاہئے، اگر یہ شور شرابہ ہنگامہ جسم کر رہا ہے تو لیکن جب اس جسم میں سے روح نکل جاتی ہے تو یہ زور سے ہنگامہ بھی نہیں کرتا۔ تو یہ سارا ہنگامہ ہے کیا؟ کون کر رہا ہے؟ جسم کر رہا ہے یا روح کر رہی ہے؟ جب آپ زور سے بولیں گے تو میں سمجھونگا کہ آپ کے بات سمجھ میں آرہی ہے ورنہ۔ میں سمجھوں گا کہ میں خوامخواہ تقریر کر رہا ہوں۔ اچھا جب سب روح کر رہی ہے تو یہ جسم کیا ہے؟ ہم یہ کہیں گے کہ جسم جو ہے روح نے ایک میڈیم بنایا ہوا ہے۔ جب تک روح اس میڈیم سے کام لیتی ہے۔ میڈیم کام کرتا ہے اور جب روح اس سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے تو میڈیم بیکار ہو جاتا ہے۔ ہمارا کھانا، ہمارا پینا، انتہاء یہ ہے بچے پیدا ہونا۔ تاریخ انسانی میں تین ارب سال بتاتے ہیں کہ کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملی کے کسی مردہ ماں نے بچے کو جنم دیا ہو۔ پوری تاریخ انسانی میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی مردہ مرد کو شوہر تسلیم کر دیا جائے، پوری تاریخ انسانی میں کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی کہ ایک آدمی مر گیا ہو اور وہ مل بھی چلاتا ہو، تاریخ انسانی میں کوئی ایسی مثال نہیں کہ کسی مری ہوئے ٹیچر نے کسی اسٹوڈنٹ کو تعلیم دی ہو۔ سبق پڑھایا ہو۔ کیوں جناب آپ کے پاس ایسی کوئی مثال ہے کسی مردہ طالب علم کو پڑھایا ہو جی میں آپ سے سوال کر رہا ہوں تو آپ نے اپنے student کو علم سکھایا تو آپ سکھا رہے ہیں یا آپ کی روح سکھا رہی ہے؟ آپ کے student مردہ ہو آپ اسے علم سکھائیں گے؟ تو اس کا مطلب ہے کہ روح علم سکھا رہی ہے۔ بات صرف پردے کی ہے روح نے دو بندوں کے درمیان خود کو پردہ قائم کیا ہوا ہے خود چھپ گئی ہے جسم کو آگے کر دیا ہے۔ جب تک وہ جسم کے اندر رہتی ہے روح، جسم متحرک رہتا ہے اور جب روح جسم سے رشتہ توڑ لیتی ہے تو جسم کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ ایک اور بات ہے ایک زندہ آدمی ہے۔ اس کے سوئی چھوئیں کیا ہوا؟ ایک زندہ آدمی ہے اس کو سوئی چھوئیں کیا ہو گا؟ اس کو چبھن کو احساس ہو گا؟ ایک مردہ آدمی ہے کلہاڑی لیکر اس کی ٹانگ کاٹ دیں کیا ہو گا؟ جی کیا نہیں ہو گا تو جب تک تکلیف کا احساس نہیں ہو گا تو جب پیر کاٹا اور تکلیف نہیں ہوئی تو مادی جسم کی کیا حیثیت ہوئی؟ اگر روح وہ اس کو اپنا میڈیم بنایا ہوا ہے۔ تو جناب آپ سوئی چھوئیں پیر کے انگوٹھے میں تکلیف کہاں ہو گی یہاں آناً فاناً سوئی کی چبھن دماغ میں جاتی ہے۔ کب جب روح موجود ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے روح ایک ایسا جال ہے۔ ایک ایسا بجلی کا کرنٹ کا ایک ایسا سسٹم ہے

www.ksars.org

کہ اسکے اندر کرنٹ اسپیس کا بھی کوئی حساب نہیں ہوتا۔ جب پیر کے انگوٹھے میں سوئی چبھی دماغ میں محسوس ہوئی تو اس کا آپ کسی بھی طرح وقت نہیں ناپ سکتے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک سیکنڈ کا ہزار نہیں آپ وقت کو ناپ ہی نہیں سکتے۔ ایک ماں ہے، کیسے وہ ماں بن گئی۔ اللہ نے اسے ماں بنادیا اس کا بچہ پیدا ہو گیا وہ فوراً مر گئی۔ ہوتے ہیں ایسے کیس ہوتے ہیں کہ ماں کے سینے میں دودھ اترے گا یا نہیں جب ماں نے اپنے بچے کو دودھ پلایا تو ماں کے جسم نے پلایا یا ماں کی روح نے پلایا؟ اگر ماں کے جسم نے دودھ پلایا تو مردہ جسم کو بھی دودھ پلانا چاہئے اس کا مطلب ہے یہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ ماں کے جسم کی کوئی بھی حیثیت ہی نہیں ہے وہ ایک دکھاوا ہے۔ جھل فریب نظر ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ ہے سب روح ہے۔ روح ہی کھانا کھاتی ہے، روح ہی دودھ پلاتی ہے اور روح ہی دودھ پیتی ہے پھر آپ ایک مثال لیں ایک ماں ہے بچہ پیدا ہوا سینہ بھرا ہوا ہے دودھ سے ٹپک رہا ہے۔ بچے کا انتقال ہو گیا۔ اللہ سب کے بچوں کو زندگی عطا فرمائے۔۔ اب بچے کا انتقال ہو گیا کیا ماں کے بھرے ہوئے سینے سے کیا وہ بچہ دودھ پی سکتا ہے؟ پی ہی نہیں سکتا۔ جی تو دودھ کس نے پیا؟ تو اگر ماں دودھ پلا رہی ہے وہ روح کو دودھ پلا رہی ہے اگر بچہ دودھ پی رہا ہے تو روح دودھ پی رہی ہے۔ اس لئے روحانیت میں کہا جاتا ہے کہ مادی جسم فکشن ہے۔ فریب ہے الوشن ہے دھوکا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ ہے یہاں وہ روح ہے تو پھر چوٹ بھی روح کے لگتی ہے دیکھئے مردہ آدمی کے چوٹ بھی نہیں لگتی۔ ایک مردہ آدمی ہے۔ ہندو جلاتے ہیں لاشیں آج تک کوئی ایسی بات سننے میں آئی کہ وہ مردہ کہے ہائے مجھے کیوں جلا رہے ہوں ہائے مجھے بچاؤ، ہائے، مجھے آگ میں کیوں ڈال دیا لیکن زندہ آدمی کو آپ ذرا آگ کے قریب لیجائیں وہ شور مچادے گا۔ مجھے کیوں جلا رہے ہو، مجھے کیوں جلا رہے ہو تو آج کی مجلس میں سوچنا یہ ہے کہ اس مادی جسم کی کیا تعریف کریں گے ہم اچھا نماز پڑھ رہے ہیں۔ کسی مردہ آدمی نے نماز نہیں پڑھی اب مردہ آدمی پر نماز فرض بھی نہیں ہے۔ یہ بھی بات ہے تو اب فرض بھی معاملہ ایسا ہوا کہ اب یہ روح ہے تو فرض ہے روح نہیں تو فرض ہی نہیں۔ ہم جو اس دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھ کر رہے ہیں کے ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ ہمارا جسم کر رہا ہے ہمارا یہ مادی جسم کر رہا ہے۔ جب کہ حقائق کیا ہیں؟ حقائق کیا ہیں؟ زور سے بولو جو مجھے پتا چلے کہ میری بات آپ کے سمجھ میں آرہی ہے۔ اچھا جب پھر روح سب کچھ کر رہی ہے تو اس سے بڑی کوئی دنیا میں جہالت اور ظلم ہو سکتا ہے؟ کہ آپ ساری زندگی دھوکے میں گزار رہے ہیں۔ کام روح کر رہی ہے کہہ رہا ہے جسم کر رہا ہے، کھانا روح کھا رہی کہہ رہیں ہیں کہتے ہیں میرا پیٹ کھا رہا ہے، منہ کھا رہا ہے، حلق کھا رہا ہے۔ مرنے کے بعد حلق ختم نہیں ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک مردے کے منہ سے حلق میں ایک قطرہ پانی آپ نیچے نہیں اتار سکتے یا اتار سکتے ہیں؟ ایک قطرہ، ٹنوں کے حساب سے پانی پیتا ہے آدمی لیکن اگر مر جائے حلق موجود ہے ایک قطرہ پانی اس کے پیٹ میں نہیں اتر سکتا تو کیا ثابت ہوا کہ جسم کچھ نہیں ہے اور یہی وہ سب سے بڑا پردہ ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تقربا... یہ درخت ہے اس کو ہم جسم سے بھی مثال دیتے ہیں، یہ فریب ہے فریب نظر ہے دھوکا ہے اگر تم دھوکے میں پڑ گئے تو تم اپنے اوپر ظلم کروگے وتکونا من الا ظالمین... آپ سوچیں کھانا روح کھا رہی ہے پڑھ روح رہی ہے اور پڑھا بھی روح رہی ہے، سو بھی روح رہی ہے، جاگ بھی روح رہی ہے، ہم کہہ رہے ہیں ہمارا جسم کام کر رہا ہے۔ ہم سو رہے ہیں، ہم کھا رہے ہیں، ہم نے یہ تیر مارا وہ تیر مارا یہ کارنامہ انجام دے دیا اب پھر آپ وہی آجائیں ایک دن کا بچہ، ایک دن کا بچہ ہے آنکھ، ناک، کان سب ہیں۔ سنتا بھی ہے وہ دیکھتا بھی ہے لیکن دیکھتا ہے معنی نہیں پہنا سکتا

www.ksars.org

، سنتا ہے اس کو یہ علم نہیں کہ اس نے کیا بات کہی اب جسے جسے اس کا وقت گزرتا ہے۔ کئی سال گزرتے ہیں روح نے جو علم سکھا ہوا ہے تو روح اپنے اس بچے کو جو اس نے میڈیم بنا ہوا ہے۔ فہم عطا کرتی ہے، عقل عطا کرتی ہے، حواس عطا کرتی ہے، جذبات عطا کرتی ہے ، لمس عطا کرتی ہے، شامہ عطا کرتی ہے اور جب روح اس میڈیم سے اپنی توجہ ہٹا لیتی ہے تو نہ شامہ ہے، نہ ذائقہ ہے، نہ لمس ہے، نہ جذبات ہیں، نہ احساسات ہیں، نہ گرمی ہے، نہ سردی ہے، نہ بھوک ہے، نہ پیاس ہے، نہ رنج ہے، نہ غم ہے، نہ تکلیف کا احساس ہے، نہ خوشی کا احساس ہے بات مشکل ہے میں بار بار repeat اس لئے کر رہا ہوں جب کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو بار بار بار دوہراؤ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... وسبحان اللہ... مثالوں سے آدمی جلدی سمجھ جاتا ہے تو آپ نے یہ جو کچھ سنا اس وقت اس کو ہمارے پرانے جتنے بھی بزرگ حضرات ہیں۔ انہیں باتوں کو کہتے ہیں کہ صاحب روح جو ہے ایک راز ہے میری بات سمجھ میں آئی روح راز ہے تو آدمی دھوکے میں ہے فریب میں ہے، ایلوشن میں ہے اگر آدمی اس فریب کو سمجھ لے تو اس کے اوپر روح کا راز علم بن جاتا ہے اور جب انسان کسی کو یہ راز بتا دیتا ہے تو کہ مادی جسم کچھ نہیں ہے اصل روح ہے تو وہ اصل کی طرف لازماً متوجہ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا جسم دھوکا ہے تو اصل کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ Reallty کیا ہے؟ تو اس کا جواب ملتا ہے Reallty روح ہے۔ تو جب انسان کو روح کا پتا چل جاتا ہے ۔ روحانی علوم سے وہ آشنا ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں کائناتی پرگرام جس طرح تھا اس کو ظہور میں لائے یا ظہور میں لانا چاہا تو جو بھی دماغ میں تھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ”کن“ میرے دماغ میں جو پروگروم ہے۔ اللہ رب العزت کے جو دماغ میں پروگرام ہے کائنات سے متعلق وہ display ہو جا، کن display اور جسے ہی اللہ تعالیٰ نے کن کہا وہ سارا پروگرام display ہو گیا فیکون پروجیکٹر پر ہو جا اور پروجیکٹر نے ظاہر کر دیا، سارا پروگرام اور جب وہ پروگرام ظاہر ہو گیا۔ اب اس پروگرام کی دوسری تعریف یہ ہوئی کہ ابھی اس پروگرام کو اللہ تعالیٰ نے display تو کر دیا لیکن ابھی اس display ہونے والے پروگرام کو حواس نہیں ملے۔ افہام و تفہیم اس کے اندر منتقل نہیں ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ اس پروگرام کے اندر افہام و تفہیم پیدا ہو۔ اس کو اپنے ہونے کا احساس ہو۔ اس کو اس بات کا علم ہو کہ میرا بنانے والا کوئی ہے میری ذاتی حیثیت کوئی نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا... الست بربکم... کائنات بن گئی ابھی اسے کچھ پتا نہیں کہ وہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ کس لئے بنایا؟ کیا صورت ہوئی؟ میرے اندر احساس ہے اس احساس میں اللہ تعالیٰ نے گہرائی پیدا کرنے کے لئے اس احساس کو تقسیم کرنے کے لئے فرمایا... الست بربکم... میں نے کہا اس طرح ہو جا جو کچھ میں چاہتا ہوں ہو جا وہ سب ہو گیا۔ فلم بن گئی سامنے آگئی اسکرین پر آگیا سب کچھ ہو گیا۔ عالم ارواح کو آپ اسکرین کا نام دے دیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا... الست بربکم... وہ مخلوقات تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا، یہ چاہا کہ مخلوق اس بات سے واقف ہو کہ تمہارا کوئی بنانے والا ہے۔ تمہیں کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ جب مخلوق نے اللہ کی آواز سنی... الست بربکم... تو سب سے پہلے آواز سنی، جیسے ہی آواز سنی... اصل سامنے کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جس نے اپنے جسم کو پہچان لیتا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا یہی ہے نہ یا جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا کیوں؟ کہ روح ازل میں اللہ کو دیکھ چکی ہے۔ روح ازل میں اللہ کی آواز سن چکی ہے۔ روح ازل میں اللہ کو دیکھ کر اس کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے۔ کوئی بھی انسان

www.ksars.org

اگر جب اپنی روح سے واقف ہو جائے گا۔ روح تو اللہ کو ازل میں دیکھ چکی ہے اس لئے وہ اللہ سے متعارف ہو جائے گا۔ اور جب کوئی بندہ اللہ سے متعارف ہو جائے گا۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا کہ چھپا ہوا خزانہ تھا رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا۔ کیوں تا کہ مخلوق مجھے پہچانے، مخلوق جو کچھ بحیثیت روح کے دیکھ چکی ہے۔ اس سے وہ واقف ہو جائے تو انسان کی تخلیق کا مقصد انسان کی پیدائش کا مقصد کھانا، پینا بچے پیدا کرنا نہیں ہے۔ یہ تو زندگی کے مراحل ہے۔ اگر بچے پیدا کرنا زندگی کا مقصد ہے تو پھر یہ کیسی زندگی کا مقصد ہے انسان کا تو ایک بچہ پیدا ہوتا ہے کتے کے چار ہوتے ہیں۔ اس نے تو زیادہ منشاء پورا کیا۔ اگر کھانا پینا زندگی کا مقصد ہے تو کھانا پینا تو درخت بھی کھانا کھاتے ہیں، پرندے بھی کھانا کھاتے ہیں، چوپائے بھی کھانا کھاتے ہیں، اور اگر سونا زندگی کا مقصد ہے تو درخت بھی سوتے ہیں یہ ثابت ہو گیا۔ درخت بھی سوتے ہیں۔ اگر زندگی کا مقصد بولنا ہے تقریریں کرنا ہے تو رات بھر کتے بھوکتے رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کتے ہی سمجھتے ہونگے کہ تقریر ہی کر رہا ہے۔ زندگی کا مقصد نہ کھانا پینا ہے زندگی کا مقصد نہ سونا جاگنا ہے۔ زندگی کا مقصد اللہ کو پہچاننا ہے اور پہچاننا کس طرح ممکن ہو گا۔ اپنے جسم سے توجہ ہٹانا نہیں کہ جسم خراب ہو جائے گا۔ اپنے جسم کو ایک لباس سمجھ کر اس کی حفاظت کرنی ہے۔ جسم میں اور لباس میں بڑا فرق ہے۔ آپ لباس اتار کے پھینک دیتے ہیں۔ لباس تبدیل بھی کرتے ہیں۔ جسم کوئی تبدیل نہیں کرتا یا کسی ایک نے اپنا جسم تبدیل کیا ہے؟ لیکن آج جو سرجری ہو جاتی ہے۔ لیکن تبدیل نہیں ہوتا۔ کھال اتر کے دوسری لگا دیتے ہیں۔ اب ہمیں کرنا کیا ہے۔ ہمیں یہ کرنا ہے یہ جو واقعہ قرآن میں درج ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے جو کچھ بتایا ہے۔ ہمارے آخری نبی ﷺ نے جس کی تاکید فرمائی کہ انسان کی روح ازل میں اللہ کی آواز سن چکی ہے، انسان کی روح ازل میں اللہ کو دیکھ چکی ہے، انسان کی روح ازل میں اللہ کو دیکھ کر اس کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے بلکہ عہد کر چکی ہے... قالوا بلیٰ... جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔ جب انسان محض جسم کو زندگی سمجھتا ہے تو رب سے دور ہو جاتا ہے جتنے آپ تقاضے پورے کریں گے آپ اللہ سے دور ہو چکے ہیں۔ یہ قانون ہے ابھی آپ کے جسم کو پنکھا چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو ac چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو ہیٹر چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو گاڑی چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو تھوڑا کمروں کا گھر چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو باغ چاہئے، ابھی آپ کے جسم کو چائے چاہئے، بس چاہئے، یہ چاہئے، وہ چاہئے، ہر وہ چیز چاہئے جو آپ ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ آپ یہ بتائیں یہاں ماشااللہ اتنے سارے لوگ ہیں انہوں نے اپنے والدین کو دادا کو نانا کو یہاں سے جاتے دیکھا ہی ہو گا نا، نانا دادا کوئی اپنے ساتھ اس دنیا کی کیا چیز لے گیا ہے جی...؟ ہم کو تو پتا ہی نہیں ہے کچھ چاہئے تو کیا چاہئے؟۔ ایک فقیر تھے وہ ننگے رہتے تھے۔ کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ مگر لوگ پہلے ان کے پاس جاتے تھے۔ فقیری کے شان کے اتنے کم کپڑے پہنے گا کہ لوگوں کی نظر میں بہت بڑا فقیر ہے۔ یہ جتنی زیادہ مکھیاں بھنکیں گیں اتنا زیادہ بڑا وہ فقیر ہے۔ جو وہ بولو گا پتے کے نمبر بولے گا۔ تو وہ بھی کپڑے نہیں پہنتے تھے لوگوں ان کے پاس پہنچ جاتے تھے لوگوں نے کہا سرکار کپڑے پہن لیجئے انہوں نے کہا بھئی کپڑے کیوں پہنو کہ ہم آپ کے پاس آتے ہیں ہمیں اچھا نہیں لگتا انہوں نے کہا نہیں آیا کرو میں نے کبھی بلایا تمہیں۔ تو انہوں نے کہا سرکار خواتین بھی آتی ہیں ان کی بڑی بے عزتی ہوتی ہے انہوں نے کہا میں نے تو کبھی خواتین کو نہیں بلایا منع کر دو تو ان کو، ہوا کچھ یوں کہ جی وہ انہوں نے رات دن صبح شام تقاضے کر کے ان کو فقیر کو اس بات پر راضی کر

www.ksars.org

لیا کہ چلو اگر کپڑے نہیں پہنتے تو لنگوٹ باندھ لو۔ وہ کہنے لگے چلو بھئی اتنے سارے لوگ کہہ رہے ہیں اچھا بھئی لوگ جناب گئے بہترین قسم کا کپڑا خرید ہ ٹیلر ماسٹر سے ایک لنگوٹ سلوا کر ان کے باندھ دیا۔ اب بڑے خوش تھے، بڑے خوش کہ اب ہمیں شرم نہیں آئے گی۔ وہ بچارے اکیلے رہتے تھے۔ کھانا خود پکاتے تھے۔ آٹا گوندہ پھر وہ لنگوٹ کو آٹا لگ گیا۔ رات کو چوہوں نے پریشان کیا۔ وہ تو بڑی مصیبت میں لاحول ولا قوۃ یہ مجھے کس عذاب میں پھنسا دیا۔ مجھے ان لوگوں نے وہاں پھر لوگ جمع ہو گئے انہوں نے کہا بھئی میں تو اس سے بڑا پریشان ہوا اپنی لنگوٹی لے جاؤ بھئی... میری تو رات خراب ہو گئی ساری نہ عبادت ہوئی نہ مراقبہ ہوا نہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ لوگوں نے کہا حضور ہوا کیا ہوا، تو کہنے لگے چوہوں نے پریشان کیا کہنے لگے وہ ہم انتظام کر دیں گے وہ ایک بلی خرید لائے اور یا سرکار آپ بالکل فکر نہ کریں چوہے آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ یہ بلی بڑی مضبوط بلی ہے تگڑی ہے یہ چوہے کھائے گی ٹھیک ہے۔ بھئی وہ جو مرید جناب وہ بلی کے لئے کوئی چھیچھڑے لا رہا ہے کوئی یہ گوشت لا رہا ہے کوئی دودھ لا رہا ہے بلی پی کے توانا ہو گئی دو دن کے بعد انہوں نے کہا بھئی ہماری فیروزہ لاتی ہو گی فیروزہ نے سوچا منظور جا کے لائے آئی ہو گی۔ منظور نے سوچا صدیقہ لے آئی ہو گی صدیقہ نے سوچا صفیہ لے آئی ہو گی۔ وہ دودھ آنا بند ہو گیا۔ جب دودھ آنا بند تو بلی تو ہے پھر چوہوں سے ان کی حفاظت میں خلل آ گیا پھر لوگ جمع ہو گئے انہوں نے کہا بھئی یہ لنگوٹی لو واپس بھئی حضور اللہ کے واسطے خدا کے واسطے ایسا نہیں کرنا کچھ انتظام کرتے ہیں کوئی بندہ گیا۔ اب جا کر بکری خرید لایا اب وہ کہتے ہیں بھئی دیکھئے یہ بکری دودھ پلائے گی بلی کو اور پھر جناب کوئی بکری کے لئے پتے لا رہا ہے کوئی یہ دانہ لا رہا ہے کوئی چنے لا رہا ہے تھوڑے دن میں پھر وہی ہوا کہ میاں صاحب نے سوچا کہ میرا بھائی وقار صاحب لے گئے ہونگے وقار صاحب نے سوچا۔ وہ صاحب لے گئے ہونگے اس طرح چارا آنا بند ہو گیا۔ وہ اس لئے کہ بلی کیا پیئے بکری کے دودھ نہیں اترا بلی بھوکی ہو گئی بڑی پریشان ہیں کہ بکری بھیں بھیں کر رہی ہے۔ بلی میاؤں میاؤں کر رہی ہے۔ یا اللہ کس مصیبت میں آ گیا یہ کیا شیطانی چکر ہوا ہے تھک گئے۔ وہ بچارے اونچے اونچے درخت پر چڑھے بکری کے لئے کم از کم پتے کھلا دوں چڑھنا تو انہیں آتا نہیں تھا۔ وہ درخت سے گرے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پھر لوگ جمع ہوئے دیکھا کی ٹانگ پر پٹیاں وٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ اب سب جگہ مشہور ہو گیا کہ بھئی حضرت صاحب کی تو ٹانگ ٹوٹ گئی کہ حضرت صاحب کی تو ٹانگ ٹوٹ گئی اب سب جمع ہو گئے لوگ سلام کریں اس کا جوب نہ دیں۔ جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے جناب کھڑے ہوئے کھڑے ہو کر تقریر کی اور لنگوٹی کے اوصاف بیان کئے کہ اس نے کہا کس طرح عبادت سے دور گئے۔ کس طرح نیندیں خراب ہوئیں اور ایک ڈنڈا مارا بلی کے اور ایک ڈنڈا مارا بکری کے نکلو یہاں سے اور لنگوٹی کھول کے پھینک کے ماری مریدوں پر لے لو اور دفعہ ہو جاؤں یہاں سے۔ تو بھائی جب آدمی مرتا ہے تو اپنے ساتھ لنگوٹی بھی نہیں لے کر جاتا کتنے مر جاتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی دنیا کا کوئی کام نہیں کرے بیزار ہو جائے، لیکن یہ ضروری ہے کہ انسان دنیا کو محض وقت کے استعمال کی چیز بنائے۔ اگر وہ وقت کے استعمال کی چیز بن جائے ضرورت کے استعمال کی چیز نہیں بنے گی تو روح کا پردہ بہت گہرا ہو جائے گا۔ انسان چُور چُور ہو جاتا ہے اور یہ دنیا کا عجیب دستور ہے کوئی چیز آپ کے پاس ہو گی خوامخواہ دوسری دنیا آ کر کھڑی ہو گی مجھے خرید لو دوسری خرید لو تیسری خود آ کر کھڑی ہو جاتی ہے کہ جانا نہیں پڑتا کہیں آپ کو، دنیا خود ترغیب دیتی ہے اور یہ ایسا جال ہے کہ آدمی اس میں خود پھنستا چلا جاتا ہے جب وہ پھنستا چلا گیا پردہ کھڑا ہوتا رہا تو روح سے دوری ہو گئی اور جب روح سے دوری

www.ksars.org

واقع ہو گئی تو اب کیا ہو گا بھئی... کیا ہو گا؟ عالم ارواح میں، ازل میں اللہ کو دیکھ چکی ہے روح اس سے واقف ہو گی محروم ہو گیا انما اموالکم ... اموا تمہارے گھر، دولت، زمینیں، جاگیریں سب تمہارے لئے فتنہ ہے اولاد بھی فتنہ ہے اگر اولاد کی پرورش آپ اللہ کے لئے کر رہے ہیں پھر اس کا اجر بھی ملے گا۔ دنیا کا استعمال اگر آپ اپنی ذات کے لئے کر رہے ہیں تو اللہ کی مخلوق کے لئے کر رہیں ہیں اپنے بھائی بندوں کے لئے کر رہیں ہیں تو اسکا اجر ہے۔ یہ انسان جو ہے یہ عجیب چیز ہے حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتر گئے تو بھوک سے رونے لگے۔ وہاں تو عادت پڑی ہوئی تھی۔ وہاں تو انگور آگیا، انار آگیا، فلاں چیز آگئی۔ یہاں زمین پر بھی اس طرح نہیں ہو گا نہ اب وہ رونے لگے کہ ہم روٹی کہاں سے کھائیں پیٹ میں بھوک لگی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نیچے اترے انہوں نے کہا کہ بھولے بادشاہوں رونے دھونے سے نہیں کام چلے گا محنت کرو مزدوری کرو... ثم اردناھو اسفل سافلین... اب آپ نے جو کچھ کیا ہے۔ اب جنت میں آپ نہیں ہیں۔ تو آپ محنت مزدوری کریں گے تو کھانے کو ملے گا انہوں نے کہا کہ بھائی کیا محنت مزدوری کروں انہوں نے کہا کھیتی کرو، کہاں کھیتی کریں؟۔ تو حضرت جبرائیل نے کہا آؤ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگے آگے حضرت آدم علیہ السلام پیچھے پیچھے انہوں نے حد بندی کی ایک کھیت بنایا اور یہ کہا حضرت ایک منڈیر بناؤں اس میں پانی چھوڑو ایک طریقہ بتایا تو جہاں انہوں نے کھیت کی حد بندی کی حضرت آدم علیہ السلام وہاں سے ایک قدم آگے بڑھ گئے یعنی یہاں نہیں یہاں بھی کر دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے افسوس کیا کہ افسوس تم نے اپنی اولاد میں لالچ کا بیج بو دیا اب تمہاری یہ اولاد لالچ سے چل سکتی ہے تم نے یہ نہیں سوچا کہ زمین پر تو تمہارے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں، لالچ میں دو قدم اور بڑھا دوں تو یہی جبرائیل نے کہا ہے جتنا آدمی دنیا کو آگے رکھتا ہے دنیا اور دو قدم اور بڑھ جاتی ہے اور پھر دنیا ایسا لپیٹ لیتی ہے اسے تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا... الدنیا خسرۃ آخرۃ... نہ یہاں کچھ رہا، نہ وہاں کچھ رہا دونوں جہانوں میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ یہ بات جو میں نے آپ کو کہی ہے نہ اس کا اجر مجھے پتا ہے کتنا ہو گا۔ آپ باہر نکلے گئے سب کچھ بھول جائیں گے۔ پھر دنیا۔۔ ہائے دنیا، ہائے دنیا تو یہ اللہ کا نظام بھی ہے، کہنے والے کہتے نہیں تھکتے، وہ رکتے ہی نہیں ہیں، سننے والے سنتے ہی نہیں ہیں اور وہ بتاتے رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کافی دیر ہو گئی کیا بج گیا بھئی او ہو ہو معاف کرنا بھئی کافی دیر ہو گئی بات مختصر سی ہے مختصر یہ ہے کہ یہ آپ کا جسم دنیا ہے اس دنیا کو آپ کو سنبھال کے چلنا ہے اس کی حفاظت بھی کرنی ہے اس کو بیمار بھی نہیں ہونے دینا اس کو اچھا لباس بھی پہنانا ہے، جگہ بھی بہت صاف ستھری رکھنی ہے لیکن دل نہیں لگانا ہے اگر اس نے دل لگالیا تو آپ روح سے دور ہو جائیں گے۔ اس کی حفاظت کرو اس کی خدمت کرو۔ یہ سمجھ کر اس کی ذاتی حیثیت نہیں ہے۔ یہ دھوکا ہے ذاتی حیثیت اس کی ہے جس نے جسم کو سنبھالا ہوا ہے۔ جب یہ ارادہ آپ کے اندر پختہ ہو جائے گا۔ اسی روز سے آپ کی پوری طرز فکر جو ہے۔ بہت آسان ہو جائے گی... من عرف نفسہ... جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ جو کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ملی ہیں۔ ان پر عمل کریں اور اس دنیا کو... رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر آپ یہاں کیکر بوئیں گئے۔ تو آخرت میں کیکر ملے گا ایسا نہیں ہو گا کا آج آپ نے کیکر بو یا مرنے کے بعد عالم ارواح میں آپ کو آم کا درخت ملے گا۔ اگر آپ نے یہاں آم کا

www.ksars.org

درخت بودیا تو عالم ارواح نے آپ کو آم کا درخت ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اگر آپ کے اندر تھوڑی سی ہمت ہو تو مراقبہ کرلیں یا چھٹی کریں۔۔ تھوڑا ساذکر کریں گے ذکر کے بعد مراقبہ کریں گے اور مراقبہ کے بعد انشااللہ دعا مانگیں گے۔

ذکر الٰہی...یا حی یا قیوم...دورود خضری...مراقبہ۔

سورۃ الفاتحہ...دورِدِ شریف ابراہیم...بسم اللہ...یارب اللعالمین ہم نے جو کچھ سنا ہے۔ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہمیں ہماری روحانی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہماری چھوٹی بڑی خطاؤں کو معاف فرمادے، یا اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے، یا اللہ جو پریشان حال لوگ ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرما، یا اللہ جو بے روزگار ہیں انہیں روزگار عطا فرما، یا اللہ اپنی رحمت سے جو لوگ صاحب روزگار ہیں ان کی روزی میں برکت عطا فرما، یا اللہ جو بیمار ہیں انہیں شفاء عطا فرما، یا اللہ سب گھروں کو پریشانی سے محفوظ عطا فرما، یا اللہ جو نئی نئی بیماریاں آرہی ہیں ان سے ہماری حفاظت فرما، یا اللہ ہمارے بچوں کا جو شادیوں کا مسئلہ ہے اس میں آسانی عطا فرما، یا اللہ ہمیں اپنی روحانی صلاحتیں بیدار ہونے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ حضور قلندر بابا اولیاء کے فیض سے ہم سب کو مستفیض فرمائے، یا اللہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور عشق عطا فرما، یا اللہ اپنا عرفان نصیب فرما، یا اللہ ہمیں سکون عطا فرما، یا اللہ ہمیں یقین عطا فرما، یا اللہ ہمیں شیطانی نفرت سے اور شک سے ہماری حفاظت فرما، یا اللہ اس مجلس میں جو دور دراز سے تشریف لائے ہیں یا اللہ ان کے سفر کو قبول فرما اور ان کے گھروں میں برکت عطا فرما، ان کو صحت اور تندوستی عطا فرما، یا اللہ عرس کے سلسلے میں لوگوں نے جس طرح بھی تعاون کیا ہے یا اللہ اس تعاون کو قبول فرما کر اس سے ہمیں اجر عطا فرما،...ربنا...آمین۔ آپ سب کی تشریف آوری کا بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پھر اکھٹا کریں اور دوبارہ ملاقات نصیب فرمائے۔ ایک بات میں آپ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے فضلیت دے دی ہے میں عمر کے لحاظ سے ویسے تو میں بزرگ ہوں نہیں عمر میں آپ سے بڑا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے۔ میری بھی ہے کہ سب عظیمی بہن بھائی دوست احباب آپس میں پیار محبت سے رہے۔ اگر ان کو ایک دوسرے سے کوئی شکایت ہو یا ایک دوسرے کی طرف سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو اس کو دل میں نہ رکھئے اس غلط فہمی کو دور کریں برملا اظہار کریں بھئی ہم نے یہ سنا ہے تم نے ہمارے لئے یہ کہا۔ یا ہمیں تمہاری طرف سے یہ تکلیف پہنچ اگر وہ سوری کرلے تو پھر اس کی زیادہ کرید نہ کریں اسے معاف کریں گلے سے لگائیں۔ پیار اور محبت سے رہیں۔ سلسلہ عظیمیہ میں الحمد اللہ، اللہ کا شکر ہے کہ لوگ مثال دیتے ہیں کہ اس کے عظیمی بہن بھائی آپس میں بہت محبت کرتے ہیں بہت ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن بشری تقاضوں کے تحت ایک ایسی بھی باتیں سنے میں آئیں ہیں کہ ایک دوسرے کے خلاف لوگوں کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوئیں ہیں۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ دلوں میں غلط فہمیاں کو غرق کرکے اپنی بات کو صاف کرلیں بلکہ ایک دوسرے کو معاف کردیں۔ سلسلہ عظیمیہ میں اغراض و مقاصد میں پڑھا ہوگا آپ سب کو یاد ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچ جائے چاہے وہ چھوٹا ہو بڑا ہو ذات والا ہو۔ اگر آپ کو یہ احساس ہو جائے کے آپ کی وجہ سے اسے تکلیف پہنچی ہے تو آپ اللہ کے لئے اسے معاف کردیں اور اگر آپ کی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچ جائے تو اور آپ کو احساس ہو جائے کے مجھ سے بڑا کوئی یا مجھ سے چھوٹے کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اس سے اللہ کے لئے معافی

www.ksars.org

مانگ لیں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہے... اللہ تعالیٰ کی صفت میں ستار العیوب غفارالذنوب... اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے عیب چھپاتا ہے اور اپنے بندوں کی کمزوریوں کو معاف کرتا ہے ستار العیوب ہے غفارالذنوب ہے۔ تو ہم بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات بندوں کے اندر موجود ہے صرف بندے کو اللہ کی صفت سے فائدہ اٹھانا ہے ہر بندے کے اندر صفت ہے کہ اپنے عیب چھپاتا ہے اپنے بہن بھائیوں کے عیب بھی چھپالو بھئی، اپنے آپ کو تو معاف کرتا ہے اپنے بہن بھائیوں کی غلطیوں کو بھی معاف کردے۔ ایک میری آپ سے درخواست ہے غلط فہمیاں آپ دل میں نہ رکھیں۔ سلسلے والوں کی طرف سے یا کسی بھی طرف سے اگر غلط فہمی ہو تو اس سے صفائی کرلیں اور اس کو معاف کردیں اگر آپ کو معاف نہیں کرتا نہ کرے اس کا معاملہ اللہ جانے وہ جانے آپ اسے معاف کردیں اور کسی کے خلاف دل میں عداوت نہ رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ سب عظیمی بھائی بڑے شوق سے سلسلے میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے پیرو مرشد کے امام حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے جناب حضور ﷺ سے محبت کرتے ہیں اس محبت کا یہ تقاضہ ہے آپ اپنے اسباق میں ناغہ نہ کریں۔ مراقبے میں کوتاہی نہ کریں۔ اگر اسباق میں کوتاہی ہوگی مراقبہ میں کوتاہی ہوگی وہ جو روحانی تربیت ہونی ہے۔ جو حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے کرنی ہے روحانی طور پر یار رسول اللہ ﷺ کے دربار سے تربیت ہونی ہے۔ اسباق پڑھنے کے نتیجے میں اس سے پھر محروم رہے جائیں گے۔ تو اس محرومی کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سلسلے کے اسباق جو ہیں۔ مراقبہ ہے اس کو کریں پہلے دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے قریب ترین راستہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے رسول اللہ ﷺ کی۔۔ روزانہ کتاب رکھ لیں تکیے کے نیچے یا کوئی بھی سیرت کی کتاب رکھ لیں۔ جو آپ کو پسند ہو سونے سے پہلے دو چار صفحات ضرور پڑھیں۔ سیرت بار بار سیرت پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر آپ کے اندر منتقل ہوگی اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے وہ سب آپ کرتے چلے جائیں اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اس کو آپ انتہائی حد تک کوشش کریں کہ اس کو بھول جائیں... جب کوئی بندہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت بار بار پڑھتا ہے۔ تو اس کے اندر رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا ہوتی ہے عشق پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر زندگی گزانے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہی محبت ہے جب ہم رسول اللہ ﷺ سے محبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے محبت کرے گا... سوچنے کی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سلسلہ عظیمیہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں میں متعارف کرانے کی کوشش کریں اور اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے گھروں میں ذکر کریں خواتین خواتین کو جمع کریں مرد، مردوں کو جمع کریں اللہ کا تذکرہ کریں۔ پھر آپ سیرت طیبہ کی کتاب پڑھ کر تذکرہ کریں۔ تو گھر گھر جب یہ سلسلے کا پیغام پہنچے گا۔ تو اس سے انشااللہ سلسلے کا پھیلاؤ بھی ہوگا اور سلسلے کی تعلیمات پھیلانے کے سلسلے میں اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انعام واکرامات کی یقیناً بارش ہوگی۔ اللہ بھی خوش ہوگا اللہ کا رسول بھی خوش ہوگا۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی توجہ اس طرف آئے گی۔ دین دنیا آخرت سب آپ کے لئے اچھی ہو جائے گی۔ آپ دور دراز سے تشریف لائے ایک بار پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب سے دوبارہ ملاقات کرائے انشااللہ اگلے سال زندگی رہی پھر ملے گے ایک بار پھر آپ کا شکریہ خدا حافظ۔ اختتام

www.ksars.org

عرس مبارک (حضور قلندر بابا اولیاءؒ)2006-

غیب یقین اور مشاہدہ

اعوذ باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ البقرہ...

محترم خواتین و حضرات تمام قابل اساتذہ اکرام دوستوں، بزرگوں، بھائیوں اور عظیمی بچوں آپ کے اوپر اللہ کی سلامتی نازل ہو اللہ کی رحمتیں آپ کے اوپر بارش کی طرح برسیں۔ آپ کا حال مستقبل روشن تابناک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس مقام پر پہنچائے جس مقام کا اللہ تعالیٰ نے انسان سے وعدہ کیا ہے۔ پروگرام شروع ہونے میں ناگزیر وجوہات کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ ورنہ پروگرام یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ سوا گیارہ یا ساڑھے گیارہ بجے تک پروگرام کو ختم کر دیا جائے گا۔ تاکہ کراچی کے معزز خواتین و حضرات اپنے گھروں میں بر وقت پہنچ جائیں کیونکہ لنگر کے سلسلے میں ہمیں بہت زیادہ مہمان گرامی کو سنبھالنا پڑا وہ ہمارا جو شیڈول ہے وہ آگے ہو گیا۔ بات کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ ایک بات اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ اس کی تفصیلات میں جتنا زیادہ آدمی مصروف ہو جائے کہ بات طویل سے طویل ہوتی چلی جائے۔ ایک بات ذہن میں یہ بھی آئی کہ تھوڑے سے لفظوں میں بہت کچھ کہہ دیا جائے۔ کیونکہ وقت بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے میری کوشش یہ ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں کم سے کم جملے استعمال کروں کہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ جس کے لئے میں آپ کے سامنے کچھ کہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور جس کے لئے آپ دور دراز ملکوں سے یہاں تشریف لائیں ہیں۔ ابھی میں نے سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع تلاوت کیا۔ یہ رکوع سب کو اگر یاد نہیں ہے تو اس رکوع کو لوگ بار بار سنتے ضرور ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآن پاک کا یہ دوسرا باب شروع ہوتا ہے۔ اس کا ترجمہ بہت آسان اور سہل ہے کہ یہ کتاب لاریب فی یہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں شک اور شبہہ نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو قرآن پاک کے علوم ہیں۔ وہ شک اور شبہ سے ماوراء ہیں۔ شک اور شبہے کی گنجائش قرآن میں بالکل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ذالک الکتاب لاریب فی یہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ ھدی اللمتقین اور یہ کتاب ان لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنتی ہے ان لوگوں کو راستہ دیکھاتی ہے جو متقی ہیں۔ متقی کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں متقی وہ لوگ ہیں جو میرے غیب پر یقین رکھتے ہیں۔ کوئی بھی ہاتھ میں قرآن شریف اٹھا کر دیکھ لیں تو یقین کی Definition یہی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہ ہو یعنی وہ چیز مشاہدے میں آجائے تو یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت کا ذریعہ ہے۔ جن لوگوں کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے اور جب کوئی آدمی اس کتاب سے ہدایت حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کے یقین میں، اس کے عقیدے میں، اس کے تجربات میں یہ بات شامل ہو جاتی ہے کہ وہ اس بات کو محسوس کر لیتا ہے اور یہ بات یقین بن کر

www.ksars.org

اس کے علم میں اتر جاتی ہے کہ زندگی میں جو وسائل میں استعمال کر رہا ہوں وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور یہ کتاب اس بات کی ہدایت فراہم کرتی ہے کہ فرشتے بھی ہیں، اور یہ کتاب آخری کتاب قرآن ہے۔ اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں اور اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہے۔ وہ دنیا بھی ان کے یقین اور مشاہدہ میں ہوگی۔ یعنی وہ مرنے کے بعد کی زندگی کو اس دنیا میں دیکھ لیتے ہیں اولٰئک ہم المفلحون... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے فلاح پالی اور ہدایت حاصل کر لی۔ بات بہت آسان اور سیدھی سی ہے کہ کتاب میں شک نہیں ہے۔ جس انسان کے اندر شک ہوگا۔ وہ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو آدمی متقی نہیں ہوگا۔ وہ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جس آدمی کے مشاہدے میں غیب نہیں ہوگا۔ وہ متقی نہیں ہوگا اور جو متقی ہوگا جس کا مشاہدہ غیب بن جائے گا۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور ربط قائم ہو جائے گا اور جب اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط اور تعلق قائم ہو جائے گا تو اس کے اوپر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ میری حیات و ممات کا سارا سلسلہ اللہ کے یہاں ہے۔ اللہ نے مجھے پیدا کیا یعنی میرے لئے وسائل بنائے، اللہ ہی نے مجھے اس دنیا میں رکھا اور اللہ ہی مجھے اس دنیا سے لے جائے گا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں بہت زیادہ دماغ لگانے کی ضرورت ہو، پریشان ہونے کی ضرورت ہو، اب ان آیات کو پڑھ کر اس کے معنی اور مفہوم پر غور کرتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یہ چیزیں کیا ہمیں حاصل ہے یا ہمیں ان کو حاصل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کریں گے وہ اللہ کے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پیدائش کے مرحلے آپ غور فرمائیں تو جب ماں کے پیٹ میں بچہ آگیا۔ تو بچے کی نشوونما کے لئے جو وسائل فراہم کئے ہیں۔ وہ سب کے سب اللہ نے بنائے۔ ماں بھی اللہ نے بنائی اور نو مہینے تک اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں پرورش کا جو انتظام کیا۔ اس میں کسی بھی طرح اس بچے کا کوئی بھی عمل دخل نہیں ہے، تو جب آدمی پیدا ہوا اس دنیا میں ظاہر ہوا اور جب ظاہر ہوا تو اس بچے نے اپنے لئے کوئی ایک نئی چیز نہیں بنائی۔ جب پیدا ہوا تو زمین تھی، جب پیدا ہوا تو ہوا بھی تھی، آسمان بھی تھا اور اسکی غذا ماں کے سینے میں محفوظ رکھی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ ان کا یقین بن جاتا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کے اپنے یقین میں شک کی دراڑیں ڈال دی ہیں۔ اس لئے اس کے ذہن سے یہ بات اوجھل ہو جاتی ہے کہ حیات و ممات کا مالک اللہ ہے۔ اور میں ایک ایسی تخلیق ہوں جو ہر ہر قدم پر محتاج ہو۔ قرآن پاک کو پندرہ سو سال ہو گئے نازل ہوئے۔ لوگ پڑھ رہے ہیں۔ تفسیریں کر رہے ہیں ہر زبان میں ترجمے ہو گئے ہیں۔ لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ قرآن کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو ذخیرہ محفوظ فرمایا ہے عرفان نفس، عرفان الٰہی، عرفان کائنات کا اس سے لوگ بے خبر ہیں۔ کیوں بے خبر ہیں؟ اس لئے بے خبر ہیں کہ انسان سارا کا سارا شک کا بنا ہوا ہے۔ قرآن نے اس کی تکمیل کر دی ہے کہ جس آدمی میں شک ہوگا وہ قرآن سے استفادہ نہیں ہو سکتا۔ ذالک الکتاب لاریب فی اس کتاب میں شک اور شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ جس بندے کے اندر شک اور شبہ نہیں ہوگا اس کے اندر یقین کی طاقتیں پیدا ہوں گی۔ اور جب یقین کی طاقت پیدا ہو گئی تو سب سے پہلے غیب سے مشاہدے میں آئے گا اور جب غیب مشاہدے میں آجائے گا اس کا تعلق اللہ سے ہو جائے گا اس کو اس بات کا یقین بھی حاصل ہو جائے گا کہ میری زندگی کا دارومدار، میری پیدائش، میری نشوونما، میری جوانی، میرا بوڑھاپا سب اللہ نے دیئے، اللہ ہی چاہتا ہے تو انسان دنیا میں آتے ہیں۔ اب یہ زمین ہے اب دیکھئے اب زلزلہ آیا تھا۔ یہ دہشت ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے یہ زمین کو رکھنا، تو بارش

www.ksars.org

برس جائے طوفانی بارش تو ساری دنیا ختم ہو جائے گی طوفانی ہوا آجائے تو ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ سورج نہ نکلے، چاند نہ نکلے اس گلوب سے آکسیجن ختم ہو جائے تو انسان کا وجود کیا ہے؟ تو قرآن کا فائدہ ہمیں اس لئے نہیں پہنچ رہا ہے۔ ہمارے اندر وہ یقین کا pattern نہیں بنا جو یقین pattern میں مشاہدہ بھی کرتا ہو اور قیامت تک بھی اگر انسان قرآن کی ہدایت کے خلاف عمل کرتا رہا تو قیامت تک اسے قرآن کی ہدایت نہیں ملے گی۔ قرآن کی ہدایت کا فارمولا ہی یہ ہے سب سے پہلے انسان کے اندر شک شبہ نہ ہو، انسان کے اندر مشاہدہ اس نظر کا جاگ اٹھے جو غیب میں بھی دیکھتا ہوں اللہ کا تعلق، غیب میں بھی دیکھتا ہے اور ساتھ ساتھ غیب میں دیکھنے کے ساتھ ساتھ اسکا اللہ کے ساتھ تعلق بھی قائم ہے۔ یہ غیبی دنیا میں بھلے وہ آسمان دیکھتا ہو اور اللہ سے تعلق قائم نہ ہو تو غیب کی definition پوری نہیں ہو یقین اور غیب کی definition ہی یہی ہے کہ غیب میں اس کی نظر کام کرتی ہو اور وہ اللہ کو دیکھے، اس کی قربت حاصل ہو اور ایک تعلق قائم ہو قلبی، اللہ کے ساتھ اور اس بات کو قرآن پاک میں کئی جگہ فرمایا ہے: کہ میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں۔ تم ایک خلاء سے بنا ہوا پتلا تھے۔ میں نے تمہیں خلاء سے بنایا پتلا بنایا میں نے اس کے اندر اپنی جان ڈال دی اپنی روح ڈال دی، تخلیق کے وقت میں نے اپنی جان میں سے جان ڈال دی۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں: کہ میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اگر قلب کے ساتھ کیا جائے تو قلب متحرک ہو جاتا ہے اس کی دنیا روشن ہو جاتی ہے تو یہ تو یقین کی صورت حال ہے اس کو بیدار کرنا، متحرک کرنا ہی روحانیت اور تصوف ہے۔ دنیا کا کوئی بھی علم آپ کے اندر مشاہدے کی نظر ہے۔ وہ بیدار نہ ہو تو دنیا کو کوئی بھی علم یقین کا آپ کے اندر وہ pattern نہیں بناتا وہ pattern جو زمین سے باہر بھی دیکھتا ہے، زمین کے اوپر بھی دیکھتا ہے، زمین کے اندر بھی دیکھتا ہے۔ روحانیت ایک ایسا علم ہے کہ جب آدمی اس کو پڑھتا ہے اور اس کی تحصیل کرتا ہے تو سب سے پہلے انسان کے اوپر سے شکوک وشبہات کی تہہ کرش ہو جاتی ہے۔ تو اس کے اندر یقین کا pattern ہے اور جب یقین کا pattern بنتا ہے تو ظاہر ہے اس یقین سے وہ فرشتے بھی دیکھتا ہے، عرش بھی دیکھتا ہے، کرسی بھی دیکھتا ہے اور انتہا یہ کہ وہ اللہ کو بھی دیکھتا ہے...واقیموا الصلوٰۃ...اس کا اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے۔ اگر یقین کی دنیا روشن نہ ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ختم اللہ علیٰ قلوبھم... کہ جب انسان شک کا پرستار ہو جاتا ہے اور شک اس کا احاطہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے تب اس کے قلب، دل پر مہر لگ جاتی ہے کانوں پر اس کے مہر لگ جاتی ہے، آنکھوں پر اس کے دبیز پردے ڈال دیئے جاتے ہیں تاکہ اب وہ غیب کی دنیا کا مشاہدہ نہ کر سکے۔ تو آج کے دور میں اگر ماحول دیکھا جائے تو جو مسلمانوں کی حالت زار ہے ایسا لگتا ہے کہ مسلمان گئے ختم اللہ علیٰ قلوبھم......روحانیت کا اصل اصول یہ ہے کہ اگر آدمی کے اندر شک ہو گا۔ تو کبھی وہ غیب کی دنیا میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شک سے مراد یہ نہیں ہے کہ معاف کیجئے گا کہ اگر آپ میرے گھر میں چوری ہو جائے گی تو مجھے احتیاط کے لئے سپاہی رکھ لوں یا تالا لگا دوں یا کنڈی لگا دوں۔ یہ شک نہیں ہے اس کو احتیاط کہتے ہیں۔ احتیاط بالکل الگ چیز ہے اور شک بالکل الگ چیز ہے۔ قرآنی فارمولے کے مطابق کوئی آدمی اس وقت تک روحانی نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے اندر شک ہو۔ اب ماشا اللہ ہم یہاں اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر آدمی اپنے آپ کو ٹٹولے کہ اس کے اندر یقین کتنا ہے؟ شک کتنا ہے؟ دیکھے ذرا غور کریں ایک منٹ کے لئے، شک کے علاوہ یقین کا کوئی اشارہ ہی نہیں ہے۔ ہر آدمی شک کی زندگی گزارتا ہے۔ مستقبل کا خوف

www.ksars.org

کیا ہے یہ بھی شک ہے، نقصان کا خوف یہ بھی شک ہے، بہت امیدیں یہ بھی شک ہے یہ بات طے ہو گئی۔ آپ لوگوں کہ سمجھ میں آ گئی کہ یقین کیا ہے جس آدمی کے اندر شک ہو گا۔ وہ روحانیت حاصل نہیں کر سکتا۔ کیوں بھئی یہ بات سمجھ میں آ گئی یا اور وضاحت کریں۔ جی سب بولیں ایک ساتھ بات یہ سمجھ میں آ گئی کہ شک جس آدمی کے اندر ہو گا۔ وہ روحانی آدمی نہیں بنے گا۔ دنیا کا کوئی بھی آدمی بن جائے۔ عالم فاضل بن جائے، phd بن جائے۔ کچھ بھی بن جائے بہر حال وہ روحانی نہیں بنے گا۔ تمام انبیاء جتنے تشریف لائے انہوں نے اسی بات کی تلقین کی ہے کہ انسان کے اندر اگر یقین نکل جائے۔ یقین نکل جائے تو وہ اللہ کے عرفان سے محروم ہے اور جس انسان کے اندر یقین شامل ہو جاتا ہے اس کی زندگی میں تو وہ اللہ کی صفات کا عارف بن جاتا ہے۔ اب اس مسئلے کو کیسے حل کریں کہ شک سے نکل کے یقین کے pattern میں داخل ہو جائے۔ ہماری زندگی کا یہ مشاہدہ ہے کہ جب ہم کھاتے ہیں، پیتے ہیں، چلتے ہیں، پھرتے ہیں ہماری اولاد ہمیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ یہ سارے کام بجز جسمانی وجود کے نہیں ہیں؟۔ جسمانی وجود ایک طرح سے ایک medium کا کام کرتا ہے۔ اس کی مثال دیکھئے کئی بار آپ کو بتا چکا ہوں کہ دنیا کی تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی مردہ ماں نے بچہ جنم دیا ہوا، پوری تاریخ انسانی میں ایک مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی مردہ آدمی نے کھانا کھایا ہو، پوری تاریخ انسانی میں کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ کسی مردہ جسم نے سوچا ہو، کچھ لکھا ہو، کوئی تقریر کی ہو، پوری انسانی تاریخ میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کے وہ مردہ آدمی نے کار چلائی ہو، جہاز چلایا ہو، پیدل چلا ہو یعنی زندگی کے جتنی بھی حرکات و سکنات ہیں۔ جب آپ ان کے اوپر غور کریں گے تو آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ جسمانی وجود کی کوئی اپنی ذاتی حرکت نہیں ہے۔ روح جب چاہتی ہے جسم حرکت کرتا ہے۔ روح نہیں چاہتی تو جسم حرکت نہیں کرتا۔ اب یہ ایسی بات ہے کہ اگر ہم اپنی زندگی کا موازنہ کریں۔ پیدائش سے لیکر مرنے تک کی زندگی کا محاسبہ کریں، اپنا محاسبہ کریں، احتساب کریں تو ہمارے یقین میں یہ بات شامل ہو جائے گی کہ یہ جسمانی وجود کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حیثیت کس کی ہے؟ روح کی حیثیت ہے۔ جب آپ کے ذہن میں جسمانی وجود کی حیثیت ختم ہو جائے گی اور روحانی وجود کی حیثیت قائم ہو گی۔ تو روح آپ کے سامنے آ جائے گی۔ روح نور کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور روح غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب مثلاً ہم یہاں اتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو جب ہم یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں تو ہم اس بات کو دوہرا رہے ہیں کہ ہمارے اندر جو روح ہے۔ جو غیب ہے۔ اس غیب نے ہمیں زندہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ روح تو ہمیں نظر نہیں آتی اور جب وہ غیب اس جسم سے رشتہ توڑ لیتا ہے تو اس جسم کی کوئی اپنی حیثیت بر قرار نہیں رہتی۔ اب اس بات کو آپ لوگ غور سے سنیں کہ زندگی میں کوئی ایک حرکت آپ نے لاکھوں لاکھوں حرکتیں کیں ہیں۔ کوئی ایک حرکت ایسی تلاش کریں۔ جو حرکت آپ نے روح کے بغیر کی ہو۔ جیسے کہ سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، کاروبار کرنا، سوچنا، عقل مند ہونا، بیوقوف ہونا، پاگل ہونا کوئی بات ایسی نکلتی ہے۔ بھئی جتنے لوگ سمجھ گئے۔ وہ ہاں یا نہ کریں تو (دو آدمی نہیں، انکار)۔۔ نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات آپ کو بات سمجھ میں آ رہی ہیں۔ آج تقریر کرنے کا میرا mood نہیں تھا طبیعت میری خراب ہے تو میں یہ چاہ رہا ہوں بات پر بات کریں ہم آج آپ ایک دوسرے سے باتیں کریں اور باتوں میں سے کچھ نکالیں۔ آپ یہ بتائیں پوری زندگی میں ایک کروڑ حرکات و سکنات ہیں کسی بندے نے اس ایک کروڑ حرکات و سکنات میں ایک حرکت روح کے بغیر کی ہے؟ سیدھی سی بات ہے یہ جو جسمانی وجود جو ہے اس کی حیثیت انسان ہے اصل زندگی

www.ksars.org

،اصل لائف،اصل حیات،اصل توانائی،انرجی اس کا کچھ بھی نام رکھے وہ روح ہے صرف روح ہے۔جب آپ روح کو تلاش کر لیں گے توروح غیب ہے۔اس لئے کہ ہمیں نظر نہیں آرہی ایسا غیب ہے۔جس کو اگر تلاش کیا جائے تو وہ نظر آجاتا ہے،تو جب کوئی بندہ اپنی روح سے واقف ہو گیا تو کس چیز سے واقف ہو گیا؟اللہ کی جان سے واقف ہو گیا۔جب اللہ کی جان سے واقف ہو گیا۔تو اللہ سے واقف ہو گیا۔یہ جتنے اولیاء اکرام تشریف لائے۔اس دنیا میں جتنے انبیاء تشریف لائے۔اس دنیا میں ان کا جو فرمان ہے،ارشاد ہے، تحقیق ہے، مشن ہے،وہ یہی ہے کہ جسم مادی جسم جو ہے وہ روح کے ساتھ وقف ہے روح مادی جسم سے وقف نہیں ہے۔یہ بات طے ہو گئی اب یہ سوچنا ہے جب بچہ پیدا ہوا اس وقت تو مادی وجود سے وہ واقف نہیں تھا۔اسے پتا ہی کچھ نہیں تھا کہ میں کیا ہوں؟ آہستہ آہستہ وہ مادی وجود سے واقف ہوتا چلا گیا۔جب بچہ اس دنیا میں آیا تو بلینک تھا۔سب کہتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو نہ اس کے دماغ میں نہ کوئی صورت ہوتی ہے نہ کوئی نقش ہوتا ہے نہ کوئی تحریر ہوتی ہے نہ کوئی لباس ہوتا ہے بلینک ہوتا ہے۔حضور ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو خالص پیدا ہوتا ہے اور والدین اسے ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ کر دیتے ہیں تو بچہ بلینک ہوتا ہے ۔اب اس بلینک یا دماغ کے اس حصے کو اگر آپ شعور کا نام دیں۔تو اس کا مطلب ہے کہ بچے کے اندر شعور ہوتا ہی نہیں ہے۔کہ جب وہ بچہ پیدا ہوتا ہے جب وہ بچہ آواز سنتا ہے،جب وہ آنکھ کھول کے اس ماحول کو دیکھتا ہے،جب وہ اپنے عزیزوں کو پہچانتا ہے۔اس وقت اس کے اندر شعور کی طاقتیں بن جاتی ہے۔اس مرتبہ روحانی ڈائجسٹ میں جو صدائے جرس لکھا گیا ہے ضرور آپ لوگ پڑھیں۔اس میں اس کی بڑی تفصیل ہے۔شعور لاشعور کی کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے سب سے پہلے اپنی ماں کا احساس ہوتا ہے۔ خوشبو کے ذریعے یعنی ماں کی خوشبو جو ہے۔بچے کی شعور کی پہلی کڑی ہے۔اس کے بعد آذان ہوتی ہے بچے کے کان میں تکبیر ہوتی ہے یا جو بھی طریقہ کوئی گھنٹیاں بجا دیتے ہیں وہ شعور کے لئے تو دوسری کڑی ہے۔جب بچہ بڑا ہو تا رہتا ہے اسی مناسبت سے شعور بڑھتا رہتا ہے۔شعور کے اوپر نقوش گہرے ہوتے رہتے ہیں۔لیکن وہ جو شعور ہے۔پیدائش سے پہلے کا عالم ارواح کا وہ آہستہ آہستہ مدھم اور کم ہو جاتا ہے۔بارہ سال کی عمر میں انسان اس شعور سے واقف ہو جاتا ہے۔جس کو دنیاوی شعور کہا جاتا ہے اور جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی ہے۔اس کا شعور بڑھتا رہتا ہے۔اور لاشعور گھٹتا رہتا ہے۔تو جب انسان باشعور ہو جاتا ہے۔تو شعور کی عمر ناپی جاتی ہے۔چالیس سال یعنی اس چالیس سال میں انسان جو ہے۔وہ بالغ ہو جاتا ہے اور جو دنیا کا شعور ہے وہ غالب ہو جاتا ہے۔اب اگر ہمیں شعور کو بالغ شعور، لاشعور سے مغلوب کرنا ہے۔تو ہمیں ان تمام مراحل سے گزرنا ہو گا۔جس طرح ہم نے شعور کو غالب کر کے لاشعور کو گھٹایا ہے۔اب اس کا ایک ہی طریقہ ہے طریقہ یہ ہے کہ آپ شعور کو مغلوب کریں۔جیسے جیسے آپ شعور کو مغلوب کریں گے۔لاشعور غالب ہوتا چلا جائے گا۔شعور کی بنیادی بات جو ہے وہ شک ہے لاشعور میں شک نہیں ہوتا۔روح میں شک نہیں ہوتا۔روح تو غیب کو بھی دیکھتی ہے اور ظاہر کو بھی دیکھتی ہے۔ظاہر کو جب روح دیکھتی ہے تو اس جسم کو میڈیم بنالیتی ہے۔اور جب غیب کو دیکھتی ہے تو براہ راست اور اس کی جو پریکٹس ہے مسلسل اور متواتر ہے۔ہر انسان اس سے گزرتا ہے۔ مثلاً ہم سو جاتے ہیں سونے کے بعد ہماری آنکھیں بھی بند ہوتی ہے،ہمارا جسم بھی ساکت ہوتا ہے۔لیکن ہم اپنے قالب سے نکلتے ہیں مکے پہنچ گئے یا مدینے پہنچ گئے، کبھی لندن پہنچ گئے، کبھی کہیں پہنچ گئے، کبھی آسمان پر پہنچ گئے اور یہ پہنچنا وہاں کے جو اعمال واشکال جو ہم کرتے ہیں ایسا نہیں ہے۔کہ وہ ایسی بے

www.ksars.org

کار بات ہے اس کا مضبوط تاثر ہوتا ہے۔ روحانی علوم کا منشاء صرف اتنا ہے کہ انسان جس طرح پیدا ہونے کے بعد آہستہ آہستہ شعور کو غالب کر لیتا ہے اور لاشعور کو مغلوب کر لیتا ہے اسی طرح پلٹ کر وہ اپنے ماضی میں جائے اور شعور کو مغلوب کرے اور لاشعور کو غالب کر لیں۔ شعور کو مغلوب کرنے کا منشاء یہ ہر گز نہیں ہے کہ وہ دنیا سے اس کی توجہ ہٹ جائے۔ توجہ نہیں ہٹے گی۔ اس لئے کہ لا شعور کے تقاضے ہی تو شعور کے اندر منتقل ہو کر شعور بن رہے ہیں۔ پتا ہے پھر وہی بات ہے کے آپ کھانا کھائے۔ اگر آپ کے اندر روح نہ ہو تو آپ کھانا کھا سکتے ہیں؟ آپ کپڑے پہنتے ہیں اگر آپ کے اندر روح نہ تو کیا آپ کپڑے پہن سکتے ہیں؟ تو روح کے تقاضے کی تکمیل کر رہا ہے شعور، لیکن وہ اس طرح تکمیل کر رہا ہے کہ وہ روح کو نہیں دیکھ رہا۔ لیکن آواز تو وہ سن رہا ہے لیکن اس بات کا علم نہیں کہ آواز آ کہاں سے رہی ہے۔ یہ مراقبے کے ذریعے، ریاضت کے ذریعے انسان کے اندر اتنی سکت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کچھ عرصے کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کا شعور مغلوب ہو جاتا ہے اور لاشعور غالب ہو جاتا ہے۔ جب لاشعور غالب ہو جاتا ہے کیونکہ لا شعور روح ہے تو اس کے لئے غیب کی دنیا میں دیکھنا اور غیب کی دنیا سے مانوس ہونا، غیب کی دنیا سے تعلق قائم کرنا۔ نہایت آسان عمل بن جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ کار اللہ کے پیغمبروں نے بتایا ہے تفکر ہے، سوچ و بچار ہے اور یکسوئی کے ساتھ کسی ایک نقطے پر ذہن کو مرکوز کرنا ہے۔ بہت آسان عمل ہے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے۔ آج کل ذرا میری طبیعت ایسی ہو رہی ہے۔ دل تو میرا بہت چاہتا ہے لیکن میں تھک بھی جاتا ہوں میرا خیال ہے آج کی مجلس میں دیر بھی بہت ہو گئی ہے۔ بارہ بج گئے ہیں۔ اس مجلس کو اختتام کرتے ہیں اور یہ بات آپ کے ذہن میں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ آپ جسم کا اور روح کا رشتہ ضرور تلاش کریں اور یہ تلاش کریں کہ جسمانی وجود کا کوئی عمل اپنے جسم کا ذاتی ہے۔ تو اگر ایک کروڑ عمل بھی آپ ڈھونڈے گے تلاش کریں گے تو آپ کو نہیں ملے گا کہ ایک بھی حرکت ایسی ہے جو جسمانی وجود جو ہے کر کے دیکھا سکے۔ روح کو تلاش کرنا جیسے میں نے بتایا ہے مراقبہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور قلندر بابا اولیاء کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلائے۔ ہماری خطاؤں کو ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو سعادت مند بنائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے حضور کا عرفان نصیب فرمائے۔ شکریہ

www.ksars.org

”کائنات کی بنیاد اللہ کا ذہن ہے“

بسم اللہ الرحمٰن

الحمدللہ رب العالمین...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ اخلاص...

معزز خواتین وحضرات ، محترم بزرگوں ،دوستوں ،پیارے بچوں اور بچیوں میں مرکزی مراقبہ ہال کراچی پاکستان سے آپ سب حضرات سے مخاطب ہوں ،میری طرف سے آپ سب کو اسلام وعلیکم...حاضرین مجلس آج کی اس تقریب میں جو تقریب حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے عرس کے سلسلے میں منعقد کی گئی ہے آپ سب حضرات خلوص نیت سے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اور اللہ کے ولی حضور قلندر بابا اولیاءؒ کو اخراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس حاضری کو قبول فرمائے اور ہمیں دین ودنیا کی تمام نعمتیں عطا فرمائے۔حاضرین مجلس ابھی میں نے آپ حضرات کے سامنے سورۃ اخلاص کی تلاوت کی ہے قرآن پاک میں یہ سورۃ اتنی مبارک سورۃ ہے کہ فرمایا گیا ہے کہ اگر اس سورۃ کو تین دفعہ پڑھ لیا جائے تو ایک قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے ۔اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف کرایا ہے۔اس کا ترجمہ بہت آسان ہے اور یہ سورۃ تقریباً ہر مسلمان مرد عورت کو یاد ہوتی ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے قل ھواللہ احد...اے پیغمبر ﷺ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔اللہ صمد...اللہ بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے لم یلد...نہ اللہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اللہ کسی کا باپ ہے۔جیسے دنیا میں باپ اور بیٹے ہوتے ہیں ولم یا قل اللہ کفون احد...اور اللہ کا کوئی خاندان نہیں ہے۔اس سورۃ میں پانچ باتیں بیان کی گئیں ہیں۔پہلی بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔دوسری بات ہے کہ اللہ محتاج نہیں ہے کسی چیز کا، تیسری بات یہ وہ کسی کا بیٹا نہیں ہے اور چوتھی بات یہ وہ کسی کا باپ نہیں ہے اور پانچویں بات یہ ہے کہ اس کی کوئی برادری، کنبہ، خاندان نہیں ہے۔جیسے مخلوق کا ہوتا ہے وہ اس سے ماوراء ہے ان پانچ باتوں پر یا پانچ اوصاف پر یا پانچ ایجنسیوں پر غور کیا جائے تو اس میں اللہ اور مخلوق کے رشتے کے بارے میں بڑا ہی انکشاف ہوتا ہے بہت پتے کی بات معلوم ہوتی ہے ۔اب ہمیں قرآن پاک میں اللہ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں اس کا بحیثیت خالق، اللہ کے اور بحیثیت مخلوق، بندوں کے تجزیہ کرتے ہیں تو اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں روحانی نقطہ نظر سے اللہ ایک ہے، مخلوق ایک نہیں ہو سکتی مخلوق کا مطلب ہے یہ ہے کہ وہ کثرت ہو ،ایک سے زیادہ ہو، اربوں کھربوں سنکھوں افراد پر مشتمل ہو۔لیکن اللہ ایک ہے۔یعنی مخلوق کسی بھی طرح اللہ کی صفت احدیت میں شامل نہیں ہو سکتی مخلوق ہمیشہ کثرت ہی رہے گی۔جب کہ اللہ ہمیشہ احد ہے توحید ہے یکتا ہے اور ایک ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اللہ صمد اللہ کسی بھی شئے کا محتاج نہیں ہے اللہ کو کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور اللہ ہر قسم کی احتیاج سے ماوراء ہے۔جبکہ ہم مخلوق کے

www.ksars.org

بارے میں تفکر کرتے ہیں۔ مخلوق کے بارے میں سوچتے ہیں۔ تو ہمیں یہ نظر آتا ہے مخلوق محتاجی کے علاوہ کچھ نہیں، کوئی مخلوق ماں باپ کے علاوہ پیدا نہیں ہوتی، کوئی مخلوق ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہتی، کوئی مخلوق پانی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی، کوئی مخلوق وسائل کے بغیر نہیں رہ سکتی، مخلوق کے لئے ضروری ہے کہ زمین ہو، زمین کے اندر کھیتی باڑی ہو پھل فروٹ ہو،، زمین کے اندر پہاڑ ہو، زمین کے اندر لوہا ہو، زمین کے اندر ہر قسم کی وہ ضروریات ہے جن ضروریات کی مخلوق محتاج ہے۔ مخلوق چاند کی بھی محتاج ہے، مخلوق دھوپ کی بھی محتاج ہے، مخلوق سورج کی بھی محتاج ہے، مخلوق کے اندر وہ خون دوڑ رہا ہے جس خون کو آکسیجن رواں دواں رکھے ہوئے مخلوق اس کا بھی محتاج ہے، ہائیڈروجن زیادہ نہ ہو جائے، آدمی مر جائے گا خون زیادہ گاڑھا ہو جائے جب بھی آدمی مر جائے گا، دماغ کی رگ پھٹ جائے گی آدمی مر جائے گا۔ بلڈ پریشر انتاہائی ہو جائے گا تو ہو سکتا ہے آدمی ایک سیکنڈ بھی زندہ نہ رہے۔ آکسیجن ختم ہو جائے مخلوق بھی ختم ہو جائے گی۔ ماں باپ کا سلسلہ ختم ہو جائے ماں باپ کی پیدائش ہی ختم ہو جائے گی تو جتنا آپ مخلوق کے بارے میں تفکر کریں گے سوچ وبچار کریں گے اتنا ہی آپ کے اوپر یہ انکشاف ہوتا چلا جائے گا اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ مخلوق وسائل کی محتاج ہے اور وسائل کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتی بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ وسائل پیدا کرنے والی کوئی ہستی ہے تو وسائل بنیں گے۔ اب زمین اللہ نے بنائی، پانی اللہ نے بنایا، آکسیجن اللہ نے بنائی، دھوپ اللہ نے بنائی زمین کے اندر نشوونما دینے کی صلاحیت اور قوت ہے وہ اللہ نے بنائی زمین کے اوپر جو کچھ ہو رہا ہے مثلاً گیہوں ہماری غذا ہے، چاول ہماری غذا ہے، دالیں ہماری غذا ہے آپ یہ دیکھئے اگر اللہ تعالیٰ کسی بھی زمانے میں لاکھوں کروڑوں سال پہلے دال کا دانا پیدا نہ کرتے، زمین کا بیج پیدا نہ کرتے کسی پھل کا درخت نہ اگاتے تو نہ ہم پھل کھا سکتے تھے نہ ہم گندم سے روٹی کھاتے اور نہ ہی ہم زندہ رہ سکتے تھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہے۔ مخلوق کی تیسری مجبوری یہ ہے لازم وہ کسی کا بیٹا یا بیٹی ہوتی ہے۔ آدم سے لیکر اب تک ساڑھے تین ارب سال زمین کی عمر بتاتے ہیں سائنس کے لوگ، عمر جتنی بھی ہوں لیکن سائنسدانوں کا یہ قول تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے تو یہ بات ہمارے سامنے آئی ساڑھے تین ارب سال میں زمین کے اوپر جتنے بھی انسان پیدا ہوئے وہ کسی کے بیٹے ہوئے یا کسی کی بیٹی ہوئے۔ اسی صورت سے جب انسان کسی کا بیٹا ہے اور بیٹی تو کسی کا باپ بن جاتا ہے کسی کی ماں بن جاتی ہے تو اب انسان کی ایک مجبوری یہ ہے کہ وہ باپ اور بیٹا دونوں اس کو بننا ہے۔ پانچویں ایجنسی یہ ہے کہ انسان بغیر خاندان اور برادری کے نہیں رہتا۔ اب دیکھئے بندروں کا ایک خاندان ہے، طوطوں کا ایک خاندان ہے، بکری بھیڑ کا ایک خاندان ہے، گائے بھینس کا ایک خاندان ہے، ہاتھی چوہے کا ایک خاندان ہے، اسی طرح نسانوں کا بھی ایک خاندان ہے، چیونٹوں کا ایک خاندان ہے، شہد کی مکھیوں کا ایک الگ خاندان ہے، تو اب یہ مخلوق جو ہے خاندان کے بغیر اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہو تا مخلوق کا خاندان ہو گا، مخلوق ہو گی اور مخلوق ہو گی تو خاندان بھی ہو گا۔ تو اب آپ دیکھئے ہم نے آپ کے سامنے جو قرآن پاک کی روحانی تشریح کی ہے سورہ اخلاص کی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں اور وہ پانچ صفات ایسی ہیں اگر ہم تلاش کریں تو پانچ میں سے چار صفات تو ایسی ہیں کہ ہم کسی بھی طرح اللہ سے رشتہ قائم نہیں کر سکتے مثلاً ہم بحیثیت انسان کے واحد نہیں ہو سکتے یعنی ہم بحیثیت انسان کے کثرت سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ہم محتاج جو ہیں وہ محتاجی ختم نہیں کر سکتے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کسی کا بیٹا ہو یا بیٹی ہو ہم باپ ہو اور ہمارے لئے ضروری ہے بحیثیت مخلوق کا کوئی خاندان ہو۔ اب ان پانچ صفات میں سے ایک صفت کا

www.ksars.org

اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ بے نیاز ہے۔اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے۔منشاء یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اپنی تمام ضروریات کو احتیاج کا کفیل اللہ کو سمجھ لے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اپنا رشتہ جوڑ لیتا ہے۔اور یہ باقی کوئی ایسی بات بھی نہیں سامنے کی بات ہے کہ انسان جو بھی کچھ استعمال کرتا ہے۔کھاتا ہے پیتا ہے سوتا ہے جاگتا ہے اس میں دوروبست اللہ ہی طرف سے اس کو وسائل فراہم کئے گئے نیند بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے نیند کے بعد بیدار ہونا وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ رات نہ بناتے ہیں دن نہ بناتے ہیں تو نیند اور بیداری کا تصور ہی ختم ہو جاتا۔کھانا پینا بھی اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ اگر بھوک نہ لگاتے تو آدمی کھانا نہیں کھا سکتا تھا اللہ تعالیٰ اگر گندم پیدا نہیں کرتے تو آدمی کو بھوک نہیں لگ سکتی تھی۔اگر آدمی کو پیاس نہ لگتی تو آدمی پانی نہیں پی سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ پانی کی تخلیق نہ کرتے انسان کو پیاس ہی نہ لگتی تو یہ اب بہت غور طلب بات ہے اس پر توجہ فرمائیں آپ سب حضرات کہ اللہ تعالیٰ کے سورہ اخلاص میں بیان کردہ پانچ صفت ایک صفت کہ اللہ بے نیاز ہے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ سکتا ہے۔وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان دروبست اپنا تعلق اسطرح قائم کرلے اپنی ضروریات کا کفیل اللہ کو تسلیم کرے اور جب یہ صورت واقع ہو جاتی ہے تو اس کا شمار اولیاء اللہ میں ہونے لگتا ہے اور ایسا بندہ اولیا اللہ کی صفت میں جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے والراسخون فی العلم ...کہ جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی مل جاتی ہے وہ لوگ انبیاء اکرام علیہ اسلام اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کو اپنا کر ثابت قدمی کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انہیں ایک ایسا علم حاصل ہو جاتا ہے جس علم میں یقین وہ رکھتے ہیں اتنا ان کو استحکام حاصل ہو جاتا ہے۔یقین ان کا اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ یقولون...وہ کہتے ہیں آمنا بہ ہم اس بات پر یقین لائے کل من عند ربنا...کہ کائنات میں،زمین میں آسمان میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہو رہا ہے۔اللہ کا حکم جاری وساری ہے۔اللہ نے کن کہا کائنات بن گئی جب تک اللہ نے کن نہیں کہا کائنات بنی ہی نہیں۔۔اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ...سورہ یسین کی یہ آیت ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں جب اس نے ارادہ کیا کائنات بنانے کا تو کہا "کن" ہو جا تو کائنات تخلیق ہو گئی تو کائنات کی جو بنیاد ہے وہ اصل میں کن ہے۔اللہ نے کہا ہو جا کائنات بن گئی تو اب ہو جا کیا چیز ہو جا یعنی اللہ تعالیٰ کے ذہن میں مخلوق اور مخلوق سے بھری ہوئی پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے ذہن میں پہلے سے موجود تھی اس موجود کائنات میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہو جا جس طریقے سے کائنات کا پروگرام تھا اس طریقے سے کائنات تخلیق ہو گئی۔کائنات بن گئی اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کی بنیاد کائنات کی اصل اللہ تعالیٰ کا ذہن ہے یعنی کن کہنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ذہن میں یہ بات موجود تھی اور جب اللہ تعالیٰ نے کن کہا اللہ تعالیٰ کی ذہن سے نکل کر وہ کائنات جو ہے تخلیق ہو گئی اس کا مشاہدہ ہے۔تو ہم یوں کہیں گے کہ کائنات کن سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود تھی اور کن کہنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود ہے۔تو جو اللہ تعالیٰ کے ذہن میں کن سے پہلے بھی موجود تھی کن کے بعد بھی موجود ہے تو اب اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کہی جاسکتی کائنات اللہ تعالیٰ کے ذہن کے علاوہ کچھ نہیں جب کائنات اللہ تعالیٰ کے ذہن کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو ظاہر ہے کائنات اللہ تعالیٰ سے اس طرح ہم رشتہ ہے کہ کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ حرکت کر سکتی ہے،نہ ہل سکتی ہے،نہ بند ہو سکتی ہے،نہ ٹوٹ سکتی ہے،نہ حیات اللہ تعالیٰ سے باہر ہے،نہ موت اللہ تعالیٰ سے باہر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں زندگی کا بھی میں مالک

www.ksars.org

ہوں، موت کا بھی مالک ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری نظر سے تم دیکھتے ہو، میری سماعت سے تم سنتے ہو، میں نے تمہیں قوت گویائی دی میری قوت گویائی سے تم بولتے ہو، میں نے فہم وادراک دیا تم میرے فہم وادراک سے میری عقل سے سوچتے ہو، میں نے ماں کے پیٹ میں ایک تصویر تمہاری بنائی اس تصویر کو الٹ پلٹ کر کے نشو ونما دی، نشو ونما دینے کے بعد اس کے اندر روح ڈال دی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ھوالذی یصورکم... دیکھو وہ تمہارا اللہ کتنا خوبصورت ہے، کتنا صاحب جلال، کتنا صاحب عظمت، کتنا صاحب قدرت ہے کہ اس نے ماں کے پیٹ میں طرح طرح کی تصویریں بنادیں۔ ابھی اس وقت دنیا میں چھ ارب کی آبادی بتائی جاتی ہے کہ دنیا میں چھ ارب آدمی موجود ہے غور فرمایئے کہ چھ ارب انسان ایک ہی طرح پیدا ہوئے۔ چھ ارب انسان ماں کے پیٹ میں نشو ونما پا کر اس دنیا میں آئے لیکن چھ ارب انسان اس کے باوجود ہر انسان کا باپ بھی ایک ہے ماں بھی ایک ہے لیکن چھ ارب انسان کی صورتیں بھی الگ ہیں ۔ چھ ارب انسان کی ہاتھ کے نقوش الگ ہیں، چھ ارب انسان کے قد بھی الگ ہیں چھ ارب انسانوں کی جسمانی ساخت بھی الگ ہے، کیسا اللہ ہے والذی یصورکم... کیسا اللہ ہے، کیسی تصویر بنا کر بھیجی طرح طرح کی تصویر اب کیسی عجیب بات ہے کہ پیدائش کا پروسیس ایک ہے نطفہ ایک ہے ماں باپ مرد اور عورت ہیں، پیٹ ایک ہے، کھانا پینا ماں باپ کا ایک ہے، پانی سب ایک پیتے ہیں، ہوا ایک ہے، سورج ایک ہے چاند ایک ہے، روشنی ایک ہے، ماں کے تصورات اور خیالات تقریباً ایک ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جو چھ ارب آبادی جو ماں باپ سے پیدا ہوتی ہے سب کے نقوش الگ ہو جاتے ہیں۔ سب کی سوچ الگ ہے سب کی طرز فکر الگ ہے۔ سب کی ناک الگ ہے، سب کے کان الگ ہیں، سب کی آنکھ الگ ہے انتہاء یہ ہے کہ انگوٹھے کے نشان بھی الگ الگ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی صناعی ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ کتنا بڑا خالق ہے اس نے انسان کو بہترین تخلیق کے ساتھ زمین پر بھیج دیا اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں ثم رددنہ اسفل سافلین... انسان بت پرستی میں ذلت میں اور اسفل سافلین میں پڑا ہوا ہے۔ اب یہ بھی بہت غور طلب نقطہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہترین صناعی یعنی کائنات میں انسان سب سے زیادہ خوبصورت اللہ کی صناعی ہے لیکن وہ اسفل سافلین میں پڑا ہوا ہے۔ اسفل سافلین کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس صناعی کو اس طرح سمجھا کے انسان کے اندر دل ہے، پھیپھڑے ہیں، انسان کے اند آنتیں ہیں، انسان کے اندر معدہ ہے، تِلی ہے، گردہ ہے، پتہ ہے وغیرہ وغیرہ لیکن انسان نے یہ نہیں سوچا کہ جس ہستی نے انسان کو بنایا وہ ہستی کیا ہے۔ وہ ہستی کتنی خوبصورت ہوگی۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دماغ دیا تو بتایا جاتا ہے کہ دو کھرب سیل دماغ کے اندر کام کرتے ہیں اب دو کھرب کے تحت ٹشوز کام کر رہے ہیں باڈی میں تو اس کو بھی اگر سیل سمجھ لیا جائے تو بارہ کھرب ٹشوز یا سیل انسان کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ اب بارہ کھرب سیل کے بارے میں اب تک دماغی صلاحیت کے اعتبار سے جتنی انسان نے ترقی کی ہے۔ وہ پانچ فیصد ہوئی ہے یعنی انسان کا ۹۵ فیصد جو دماغ ہے وہ سو رہا ہے یا رکا ہوا ہے جس سے ابھی تک کام نہیں لیا گیا لیکن جب ہم پیغمبران الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرتے ہیں ان کی تعلیمات پر غور کرتے ہیں قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ قرآن پاک سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہاں ہمیں اس بات کا انکشاف ہوتا ہے یہ حقیقت ہمارے سامنے کھل کر آجاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ مبارک میں جتنے سیل ہیں وہ پورے کے پورے چارج ہیں وہ پورے کے پورے کھلے ہوئے ہیں۔ اور یہ سیل کا کھلنا۔ معراج شریف کا واقعہ پڑھیں تو معراج شریف میں رسول اللہ کہاں تک سفر کر آئے۔ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر آئے۔ اللہ

www.ksars.org

تعالیٰ نے فرمایا وکان... کہ میرا بندہ کا دو کمانوں کے درمیان فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم... عربی آیت... وہاں اپنے بندے سے راز و نیاز کیا اپنے بندے کو اپنے خواص بتائے... عربی آیت... اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ خواب خیال کی بات نہیں ہے... عربی آیت... جو کچھ دیکھا جو بھی ہے اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے سیل دماغی اعتبار سے سب Active ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے سارے سمندر روشنائی بن جائیں، تمہارے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر کی روشنائی بھی ختم ہو جائے گی، سارا پانی ختم ہو جائے گا پورے درخت ہیں ان کے قلم بھی ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ کی باتیں پھر بھی باقی رہے گیں۔یعنی اللہ کی باتوں کو ہم موجودہ سائنسی نقطہ نظر سے اللہ کی ایک بات کو ایک سیل کہہ لیں تو اس کی کوئی تعداد ہی شمار نہیں ہے کسی کمپیوٹر کے ذریعے یا کسی بھی ذریعے سے آپ اس کو شمار کر سکیں اس لئے کہ آپ دیکھئے ایک بڑا درخت لے لیں اور اس کا قلم بنائے تو ایک درخت میں کم از کم پچاس لاکھ قلم بنیں گے۔ یہ بہت بڑے درخت جو ہیں بڑے بڑے تو اب کتنے درخت ہیں یہاں زمین پر تو درختوں کا کوئی شمار قطار ہی نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جتنے درخت ہیں، درخت کے تنے ہیں، درخت پر شاخیں ہیں، درخت کی جڑیں ہیں ان سب کو قلم بنالیں زمین پر اور جتنے سمندر ہیں ان سارے سمندروں سے کوئی ایسی ترکیب کرو کہ روشنائی بنا کر دوات میں لے لیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سمندر بھی ختم ہو جائیں گے۔ درخت بھی سارے ختم ہو جائیں گے ختم ہو نے کا کیا مطلب ہے کہ آپ نے ایک قلم بنایا اس سے لکھا پھر وہ گھس گیا پھر آپ نے دوبارہ بنایا پھر وہ گھس گیا پھر آپ نے دوبارہ بنایا پھر وہ گھس گیا یعنی ایک قلم آپ چار انچ کا بھی رکھ لیں تو چار انچ قلم لکھنے سے اس کے گھسنے تک اور گھسنے سے دوبارہ یہی طریقے سے بنانے تک ایک قلم سے آپ لکھنا چاہئے اور مسلسل لکھتے رہے چوبیس گھنٹے تو ایک قلم پورے دن میں ختم نہیں ہو گا آپ بار بار بنانے میں پانچ چھ دن ضرور لگ جائیں گے۔ تو اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کی بات پر غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین پر جتنے بھی درخت ہیں ان سب کے تم قلم بنالو یعنی درخت کو کاٹ کر پھر چھوٹے چھوٹے قلم بناؤ اور سمندر کی روشنائی سے اللہ تعالیٰ کی باتیں، اللہ تعالیٰ کی صفات، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اگر آپ لکھنا شروع کر دیں تو درخت بھی ختم ہو جائیں گے سمندر بھی ختم ہو جائیں گے ۔تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنے عظیم ہیں کہ ان کی صفات کا کسی بھی طرح احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے ۔رسول اللہ ﷺ کا جب ہم ذکر کرتے ہیں تو بلا شبہ یہ ہماری بہت بڑی سعادت ہے ہم بہت زیادہ خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا ہم جیسے بھی ہیں گنہگار ہیں، گندگی اور تعفن میں لپٹے ہوئے ہیں ہمارا باطن اور ظاہر الگ الگ ہے۔ بہت دفعہ ہم سے منافقت بھی ہو جاتی ہے ہم گناہ بھی کرتے ہیں لیکن الحمد للہ ہمیں یہ سعادت حاصل ہے کہ اللہ کے محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الیوم اکملت لکم دینکم... آج کے دن میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ آج کے دن میں نے تمہارے اوپر دین کی تکمیل کر دی۔ جس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے، جس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی صفات ہمارے سامنے آتی ہیں، جس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہمارے سامنے آتی ہے، دین ایک تکمیل ہے جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ تکمیل ہے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ پر فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمہارے اوپر دین کی تکمیل کر دی اور میں راضی ہو گیا تمہارے اسلام

www.ksars.org

سے اور تم سے اور ایک یہ بھی فرماتے ہیں اتممت علیکم...اب دیکھئے آپ غور فرمائیں ایک طرف اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میری باتیں شمار نہیں ہوتی سارے قلم درخت بن جائیں سارے سمندر روشنائی بن جائیں لیکن اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اتممت علیکم نعمتی...کہ میں نے تمہارے اوپر اپنی تمام نعمتیں پوری کردی یعنی رسول اللہ ﷺ اتنی قابل قدر اور گرامی ہستی ہیں ایسی محترم ہستی ہیں کہ جن کے اوپر اللہ تعالیٰ اپنی تمام نعمتیں پوری کردی مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اگر تعریف میں کوئی آدمی تفکر کرے ان کے زندگی کا گہرائی میں مطالعہ کرے اور اس زندگی میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر نعمتیں نازل فرمائیں ہیں۔ان کو لکھے تو بھی یہی صورت ہوگی سارے سمندر ختم ہوجائیں گے اور سارے درخت ختم ہوجائیں گے۔اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اتممت علیکم نعمتی...کہ میرے علاوہ جو کرامات جو ہیں جتنے بھی تھے میں نے آپ کو دے دیئے۔اب ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں لہٰذا جب ہمیں رسول اللہ کی نسبت حاصل ہوئی تو قدرتی طور پر ہمیں بھی ایک عظیم صلاحیت منتقل ہوئی۔جس صلاحیت کی بنیاد پر ہم اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کو زیادہ سے زیادہ،زیادہ سے زیادہ دیکھ سکتے ہیں سمجھ سکتے ہیں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں تو بحیثیت مسلمان کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ پر کیوں کہ نعمتیں پوری ہوچکی ہیں اب جو بندہ بھی رسول اللہ کی تعلیمات پر عمل کرے گا اس بندے کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں منتقل ہوجائیں گیں۔لیکن یہ کب ہوگی جب انسان رسول اللہ کی طرف اللہ سے ہم رشتہ ہوگا۔رسول اللہ کی طرح اللہ سے اس کی دوستی ہوگی۔رسول اللہ کی طرح بندہ اللہ سے محبت کرے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لایحب ھم اللہ...کہ جو بندے اللہ سے اللہ کے رسول سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کئی زیادہ ان بندوں سے محبت کرتا ہے جتنا بندہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔اب اس امید کے بعد آپ یہ غور فرمائیں کہ انسان اور اللہ تعالیٰ کی جو قربت ہے انسان کا اور اللہ تعالیٰ کا جو رشتہ ہے اس رشتے جو تلاش کرنا انتہائی درجے آسان ہے اور وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو اپنی پانچ صفات بیان کی ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اللہ تعالیٰ دو نہیں ہے تین نہیں ہے ہزار نہیں ہے کروڑ نہیں ہے بس اللہ ہے۔اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اللہ کسی کے بیٹے نہیں ہیں۔اللہ کا کوئی خاندان نہیں ہے اب یہ چار جو ایجنسیاں ہیں کہ اللہ ایک ہے مخلوق کبھی ایک نہیں ہوسکتی۔اللہ کسی کا بیٹا نہیں مخلوق کی مجبوری ہے مخلوق کسی کا بیٹا ہو،اللہ کوئی باپ نہیں مخلوق کی مجبوری ہے کہ اس کا باپ ہونا ضروری ہے بغیر باپ کے مخلوق ہوتی ہی نہیں ہے۔اللہ کوئی خاندان نہیں ہے مخلوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے اس کا کوئی خاندان ہو وقبیلہ...اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ہم نے قبیلے بنائے اور یہ قبیلے ان کی پہچان کا ذریعہ ہے۔اب ایک اللہ تعالیٰ کی صفت رہ گئی اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے انسان اگر اپنی تمام احتیاج چھوڑ کر مخلوق سے توقع قائم نہ کرے اور صرف اللہ سے توقعات قائم کرے تو اس کا براہ راست اللہ کے ساتھ ایک تعلق قائم ہوجاتا ہے ۔حضور قلندر بابا اولیاءؒ جن کا عرس ہے آپ حضرات اس تقریب میں شریک ہوئے ہیں تو انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا یہ مخلوق عجیب ہے،انسان عجیب ہے اپنے جیسے مجبور لوگوں سے توقعات قائم کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ذات اقدس ہے مکرم ہے اللہ تعالیٰ سے روزانہ آپ ایک لاکھ خواہشات کریں اللہ تعالیٰ سے ایک لاکھ روزانہ توقع قائم کریں تو اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ وہ آپ کی ایک لاکھ توقع کو پورا کردے۔لیکن آپ خود غور کریں آپ کی ماں،آپ کا باپ،آپ کا بھائی،آپ کا شوہر،آپ کی بیوی،آپ کی بہن آپ کتنی توقع کو پوری کرسکتے ہیں۔اگر بچہ آپ سے دن میں دس دفعہ ٹافی کے لئے پیسے مانگے تو آپ ناراض ہوجاتے

www.ksars.org

ہیں اس کو ڈانٹ دیتے ہیں کیا تم نے یہ کیا رٹ لگا رکھی ہے ابھی آکر کھڑے ہو جاتے ہو ایک ڈالر دو مجھے ٹافی لینی ہے ایک ڈالر دو مجھے ٹافی دینی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ ایک لاکھ خواہشات اللہ تعالیٰ سے کریں ایک لاکھ توقع آپ اللہ تعالیٰ سے قائم کیجئے اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے، نہیں پوری کر رہا ہے بھئی... آپ دیکھئے آکسیجن سانس کے ذریعے اندر جاتی ہے وہاں جا کر کاربن ڈائی آکسائیڈ بن جاتی ہے لیکن کیا انسان ساری زندگی میں روز روز سانس نہیں لے لیتا وہ تو یہ کرروڑ دو کروڑ سانس جو انسان نے لئے ہیں اور سانس کے ذریعے جو آکسیجن جاری ہے اس کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ رہنے کی جو توقع ہے وہ اللہ تعالیٰ پوری کر رہا ہے۔ ہمیں پیاس لگتی ہے اگر پانی نہ ہو تو ہماری تو ساری اندر کی مشین جل جائے گی آگ لگ جائے گی۔ ڈی ہائیڈریشن ہو جائے گا بلڈ پریشر ہو جائے گا۔ خون کھول جائے گا جسم کے اندر اللہ تعالیٰ مسلسل پانی بنا رہے ہیں ہمیں پتا نہیں ہے پانی کس طرح بن رہا ہے کہاں سے کبھی بارش میں پانی آجاتا ہے۔ کبھی زمین کے اندر سے پانی آجاتا ہے۔ کبھی برف پگھل کر پانی بن جاتا ہے۔ تو اس کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان کی ایک کروڑ مرتبہ کی یہ خواہش کے میں پانی پیوں اللہ تعالیٰ ہمہ وقت رکھے۔ ایسی صورت سے کھانا ہے بھوک لگتی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھے بغیر کتنی نعمتیں زمین پر پیدا کر دیں پھل پیدا کر دے، اناج پیدا کر دیئے، گوشت پیدا کر دیا ،طرح طرح کے کھانے بنا دیئے تو اس کا کیا مطلب بھئی ایک بچہ جو ۸۰، ۹۰ یا ۱۰۰ سال تک زندہ رہتا ہے اس زندگی میں وہ جتنا بھی کچھ کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اگر اس کے لئے فروٹ نہ بنائے، ساری زمین سمندر ہو جائے، ساری زمین پتھر ہو جائے، یا ساری زمین چلیے برف بن جائے کچھ بھی نہیں اُگے گا انسان کو کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ملے گا، سمندر میں چلیں جائیں وہاں غذا کا انتظام ہے، ریگستان میں چلیں جائیں وہاں غذا کا انتظام ہے، ذرا زمین کے نیچے جائیں وہاں غذا کا انتظام ہے، آسمانوں میں چلیں جائیں وہاں غذا کا انتظام اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں سے بارش برساتا ہے۔ بارش نہ برسے گی کچھ بھی نہیں ہو گا اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان اگر ایک لاکھ مرتبہ کھانے پینے سے متعلق اللہ تعالیٰ سے توقع قائم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ پوری کرتا ہے۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نے حلق بنایا، حلق میں کھانے کی نالی بنائی، سانس کی نالی بنائی، اب میں کھانا کھاتا ہوں اب وہ بجائے کھانے کی نالی کے سانس کی نالی میں چلا جائے تو میرے زندہ رہنے کی توقع ٹوٹ جائے گی میں مر جاؤں گا لیکن اللہ تعالیٰ کا ایسا نظام ہے انسان ۸۰، ۹۰ سال تک کھانا کھاتا رہتا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ سانس کی نالی میں لقمہ چلا جائے اور سانس کی نالی بند ہو جائے اور آدمی کا دم گھٹ کر آدمی مر جائے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ ہمارے کھانے پینے کی توقعات کو پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد دیتا ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ماں باپ میں کسی قسم کا نقص نہیں ہوتا اولاد نہیں ہوتی ڈاکٹر کہتے ہیں نقص تو کوئی نہیں ہے پتا نہیں کیوں نہیں ہوئی کیا یہ اولاد جو ہماری ہوتی ہے یہ ہم اللہ تعالیٰ سے توقع قائم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد دے۔ یہ توقعات اللہ ہی پوری کرتا ہے پھر یہ کیا اولاد ہماری سعادت مند اولاد کو اللہ تعالیٰ نے دماغ دیا اگر خدانخواستہ کسی کا بچہ دماغی طور پر ریٹائر ہو جائے ہنڈی کیمپ ہو جائے کوئی بندہ کیا کر سکتا ہے۔ اب جتنی ہماری اولادیں ہیں صحت مند اولادیں ہیں اس میں آپ اس کو اس طرح نہیں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ توقع پوری کی کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ توقع پوری کی کے اللہ تعالیٰ نے ہماری اولاد کو باصلاحیت بنایا، اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ توقع پوری کی کے اللہ تعالیٰ نے ہماری اولاد کو اچھا ذہن اچھا دماغ دیا پھر وہ ہماری اولاد جوان ہوتی ہے تو وہ جوانی آپ

www.ksars.org

جوان کر دیتے ہیں۔ماں کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے ابھی دنیا میں نہیں آتا اللہ تعالیٰ ماں کے سینے کو دودھ سے بھر دیتا ہے۔بتایئے دنیا کی کون ماں ایسی ہے جس کے اندر اتنی خواہش نہیں ابھرتی کے میرے بچے کی نشوونما اچھی ہو میرے بچے کو فوڑا چھا ملے میں اپنے بچے کو دودھ پلاؤں۔اگر اللہ تعالیٰ ماں کے سینے میں دودھ پیدا نہ کرے تو بچے دودھ کہاں سے پیئے گے اگر آپ کہتے ہیں جی بوتل کا دودھ پی لیں گے بھئی بوتل کا دودھ پی لے گے اگر اللہ تعالیٰ گائے بھینسوں میں دودھ پیدا نہ کرے تو آپ کی اولاد کو کیسے غذا فراہم ہو گی۔آپ کی اولاد کیسے جوان ہو گی توان اس کے بارے میں ہم یہی کہیں گے کہ بحیثیت والدین کے ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ ہماری اولاد کو صحیح غذا ملے اور اسکی صحیح نشوونما ہو۔اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہماری یہ توقعات پوری کر رہے ہیں اور تا قیامت تک توقعات پوری ہوتی رہیں گی۔تو اب اس کا نتیجہ ہوا کہ انسان مانے یا نہ مانے،چاہے یا نہ چاہے وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔اللہ تعالیٰ بحیثیت رب کے اس کو وسائل فراہم کرتے ہیں اور انسان ان وسائل کے تحت کسی بھی طرح نہیں رہ سکتا بس بات اتنی سی ہے کہ محتاج ہونا اس کی مجبوری تو ہے لیکن اسی مجبوری کو ہم مجبوری نہ سمجھیں بلکہ اپنی خوشی سے،اپنے ارادے سے،اپنے عمل سے،اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا ذہن لگالیں۔دنیا سے توقعات توڑلیں اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ توقعات قائم کریں۔اس سے یہ ہو گا کہ مخلوق کا خالق سے ایسا رشتہ جوڑ جائے گا کہ مخلوق کسی بھی حال میں خالق کو بھلا نہیں سکے گی۔اور جب مخلوق خالق کو نہیں بھلا سکے گی تو اللہ تعالیٰ اتنا رحیم کریم ہے،ستار العیوب ہے،غفار الذنوب ہے،لوگوں کے کام کرتے ہیں،لوگوں کے عیب چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو مہربان ہے اور مہربان ہی رہے گا ۔تو آج کی اس مجلس میں حضور قلندر بابا اولیاء کا عرس ہو رہا ہے یہ اسلئے بزرگوں کے عرس ہوتے ہیں یہ بزرگ جو ہیں اصل میں اللہ کے ہاتھ ہیں،اللہ کے پیر ہیں،اللہ کی نشانیاں ہیں،رسول اللہ ﷺ کی وارث ہیں،یہ لوگ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے روحانی مشن میں رسول اللہ ﷺ کی ان نعمتوں کو جو اللہ نے رسول اللہ پر پوری فرمادی ہیں لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اے انسان تیری حیثیت اللہ کی محتاجی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔اللہ چاہتا ہے تم پیدا ہو جاؤ تو پیدا ہو گئے،اللہ چاہتا ہے تم جوان ہو جاؤ تو جوان ہو جاؤ گے،اللہ چاہتا ہے تم روانہ ہو جاؤ تو تم روانہ ہو جاؤ گے،اور جب تک اللہ تمہیں اس دنیا میں زندہ رکھنا چاہتا ہے مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ ...اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا سے اٹھالینا چاہتا ہے تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس دنیا میں نہیں رہ سکتا۔معزز خواتین وحضرات میں نے آپ حضرات کے سامنے معروضات پیش کیں اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔میری دعا ہے میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور آپ کے اندر اس کو قبول کرنے کی جو صلاحیت ہے اس صلاحیت کو بیدار اور متحرک فرمائے۔آج کا دن بڑا مبارک دن ہے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا اصل تعارف یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں بہت سارے عہدے ہوتے ہیں ڈائریکٹر،ڈپٹی ڈائریکٹر،سیکریٹری،انڈرسیکریٹری،وزیر،وزیر اعلیٰ،وزیر اعظم اسی طرح اللہ کا ایک نظام ہے جس کو تکوینی نظام کہا جاتا ہے وہاں وہ پورا کا پورا سسٹم ہے اور اصل یہ ہے کہ وہاں کا عکس جو ہے وہ زمین پر قائم ہے اور اس سلسلے میں یہ جو تکوینی عہدے ہوتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے براہ راست ماتحت کہا جاتے ہیں کیونکہ اب جیسے اس کے شعبے ہیں ابرار، ،اخیار،اوتار،مقیبات،مجابۂ،صاحب خدمت،مخدوم شاہ ولات،غوث،قطب،ولی،قطب الاکبار،قطب ارشاد،قطب تقویم،قطب تفہیم،قطب تعلیم،ابدال،کوچک ابدال...الحمد اللہ ہم حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی اولاد نہایت خوش بخت ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے

www.ksars.org

حکم سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور بحیثیت وارث رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قلندر بابا اولیاءؒ تکوینی اعتبار سے سب سے بڑے عہدے پر فائض ہیں اور یہ ہماری بڑی نصیب کی بات ہے کہ ہم نے بہت بڑے عالم و فاضل کی اولاد ہیں۔ سلسلے کی حیثیت سے وہ اپنے باپ کی اولاد ہی ہوتی ہے تو ہمارے اوپر یہ فرض ہے کہ ہم اپنے باپ کے ورثے کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں کوشش کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ارکان اسلام کی پابندی کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ مراقبہ کریں، مراقبہ ایک ایسا عمل ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غار حرا میں سات سال تک کیا ہے۔ مراقبہ کا مطلب یہ ہے غور و فکر کرنا اگر ایک آدمی یہ غور و فکر کرتا ہے جیسے میں نے آپ سے عرض کیا کہ سارے سمندر روشنائی بن جائیں سارے درخت قلم بن جائیں اب اس میں جتنے بھی گہرائی میں تفکر ہو رہا ہے۔ یہ سب کا سب مراقبہ ہے۔ آپ چاند پر غور کریں کہ چاند کی روشنی کہاں سے آرہی ہے یہ بھی مراقبہ ہے۔ مراقبے کا مطلب ہے غور و فکر کرنا concentration کسی چیز پر concentrate کرنا جو ہے وہ مراقبہ ہے۔ تو اب یہ جو سلسلہ عظیمیہ ہے اس میں آپ کو بتایا جاتا ہے کہ آپ مراقبہ کریں اور مراقبے کے سلسلے میں قواعد و ضوابط یاد کریں الحمد اللہ... اللہ تعالیٰ ان کے دل کو منور کیا ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا اکرم ہے کہ ان کے اوپر حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا منشاء ہے اللہ تعالیٰ ان کے دماغ میں روشنی بھر دی ہیں۔ آپ سب حضرات ان کے ساتھ مل کر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی مشن کو آگے بڑھائیں اور جو بات آپ کی سمجھ میں آئے آپ کے آنے والے بھائیوں بہنوں کو بتائیں اور جو بات سمجھ میں نہ آئے آپ اس کو ڈسکس کریں، بیٹھیں تقریبات کریں میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں خواتین کو اکٹھا کریں۔ اپنے بھائیوں کو اکٹھا کریں اور وہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وارث عظیم برخیاء حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات پر توجہ فرمائیں انشا اللہ... اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے گا۔ اور ہمیں دین و دنیا کی بے شمار نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ ہاں بھئی ...اعوذ باللہ... بسم اللہ... قل یا ایھا الکفرون... قل واللہ احد... بسم اللہ... قل ھو اللہ احد... بسم اللہ... قل ھو اللہ احد... بسم اللہ... قل اعوذ ابرب الفلق... بسم اللہ... قل عوذ بارب الناس... الحمد اللہ رب العالمین... بسم اللہ... انا اللہ و ملائکتہ یصلون... والحمد للہ رب العالمین... یا اللہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اس کا ثواب آقا فیضان مدینہ خاتم النبیاء محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ اقدس میں قبول فرمایا اللہ اس کا ثواب اہل بیت، صحابہ اکرام، خلفائے راشدین، اولیاء اللہ کی خدمت میں اس کا ثواب ہو۔ یا اللہ ان تمام بزرگوں کے طفیل میں ہمارے والدین کو ہمارے عزیز اقارب جو اس دنیا میں نہیں ہیں ان کو بھی اس کا ثواب پہنچائے اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کریں اور ان کی مغفرت کرے، یا اللہ... اس مجلس میں جتنی بھی خواتین و حضرات اور بچے شریک ہوئے ہیں یا اللہ ان کی شرکت کو قبول فرما، یا اللہ... ہم نے جو کچھ سنا ہے اس پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہمیں توفیق دے کے ہم اپنی تمام توقعات صرف اور صرف آپ کے ساتھ وابستہ کریں اور مخلوق کو مخلوق کی طرح سمجھیں، یا اللہ ہمیں اپنے والدین کے حقوق پورے کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ان بڑوں کو بزرگوں کو اولاد پر چھوٹوں پر مشفق بنانا، یا اللہ ہماری اولاد کو سعادت مند بنا دے، یا اللہ ہماری اولاد کے روزگار کے جو مسائل ہیں ان میں برکت عطا فرما، یا اللہ بچوں کی شادی کے مسائل اس میں درپیش ہیں ان میں ہمیں آسانی عطا فرما اور ہمارے بچوں کے بچیوں کے مستقبل روشن فرما، یا اللہ ہماری اولاد کو علم و ہنر سے آراستہ فرما، یا اللہ ہمیں انسان بنا دے، یا اللہ ہماری بہت سی صلاحیتیں بیدار ہیں ، یا اللہ ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ ہمیں اپنے حبیب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و عشق عطا فرما، یا اللہ ہر

www.ksars.org

مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف فرما، یا اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم وہ سارے کام کریں جو آپ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں، یا اللہ ہمیں تمام کاموں سے محفوظ فرما جن سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا، یا اللہ ہمیں شیطانی وسوسے سے محفوظ فرما، اے اللہ ہمارے اندر یقین کی دنیا کو روشن کر دے، یا اللہ ہمیں روحانی صلاحیتوں سے بیدار کرنے کی مراقبہ کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ جو لوگ یہاں موجود ہیں ان کے مسائل مشکلات در پیش ہیں، یا اللہ اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے وارث اولیاء اللہ کے طفیل سے ہمارے لئے مسائل آسان کر دے، یا اللہ جو بے روزگار ہیں انہیں روزگار عطا فرما، یا اللہ جب بندوں کو آپ نے اپنی رحمت سے روزگار عطا فرمایا ہے جن کے پاس کاروبار ہو یا اللہ ان کے کاروباری مشکلات دور فرما، یا اللہ ان کے کاروبار میں برکت عطا فرما، یا اللہ جس گھر میں یہ مجلس منعقد ہوئی صاحب کو اور ان سے متعلق جتنے بھی لوگ ہیں اس مجلس میں نامی گرامی قدر تعاون کیا ہے، مدد کی ہے یا اللہ ان سب کے تعاون کو مدد کو اپنے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کے توسط سے قبول فرما، یا اللہ ہمیں وہ زندگی عطا فرما جو آپ کو پسند ہو، ہمیں وہ زندگی عطا فرما جو تیرے محبوب محمد ﷺ کی ہے، یا اللہ ہمارے چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ ہمارے غلطی کو معاف فرما، یا اللہ دانستہ، غیر دانستہ جو بھی ہم سے خطائیں ہوئیں ہیں یا اللہ اوپر سے تقاضے بھی ہوتے ہیں یا اللہ ہم بہت کمزور ہیں، لاچار ہیں یا اللہ ہماری غلطیوں کو معاف فرما اور ہماری کمزوری سامنے رکھ کر اپنی نعمتیں ہمارے اوپر نازل فرما۔۔حاضرین مجلس میں طرف سے السلام وعلیکم اور میری دعائیں آپ سب کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین آپ سب حضرات سے درخواست ہے خاص کہ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری آخرت اچھی فرمائے اور جس مشن کو لیکر چلا ہوں اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے اور مرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دربار میں جب میری حاضری ہو تو اللہ تعالیٰ وہاں سرخرو فرمائے۔ آپ سب حضرات کی تشریف آوری کا بہت بہت شکریہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے۔ آپکا مستقبل روشن ہو، آپ کی اولاد کو صحت تندوستی علم ہنر عطا فرمائے، میاں بیوی میں ذہنی ہم آہنگی ہو، میاں بیوی ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ رہیں۔ محبت یہ ساری کائنات محبت کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔ اختتام

www.ksars.org

مراقبہ کیوں ضروری ہے

تلاوت سورہ الرحمن...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین...

آپ اور ہم سب یہ بات جانتے ہیں کہ جو بھی بندہ اس دنیا میں پیدا ہوا کل نفس ذائقتہ الموت...وہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے کہاں چلا جاتا ہے یہ بھی ایک سوال ہے اب ظاہر ہے ہم قبر میں ڈال کر آجاتے ہیں لیکن یہ کوئی شہادت نہیں ہے کہ وہ بندہ کہاں چلا گیا اس لئے کہ قبر میں جو بندہ لیٹا ہوا ہے یہاں سو رہا ہے کچھ عرصے کے بعد جب ہم قبر کھودتے ہیں تو وہاں اس کا نام ونشان نہیں ہوتا آدمی مرنے کے بعد کہاں چلا گیا اس کا بھی علم نہیں ہے پیدا ہونے سے پہلے کہاں ہے اس کا علم نہیں ہے، میں نے جوان ہونا ہے یا نہیں ہونا اس کا علم نہیں ہے، میں نے بوڑھا ہونا یا نہیں ہونا اس کا علم نہیں ہے، مرنا ہے اس کا علم ہے لیکن مرنے کے بعد کہاں جانا ہے اس کا علم نہیں ہے۔ تو انسانی زندگی غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ انسان کی زندگی جو ہے وہ خوف وشبہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے کسی کو کچھ پتا نہیں۔ اب یہ بات بہت لمبی ہوگئی اب آپ کو اس کا بھی علم نہیں ہے اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ لازماً ہو اب ہم سو رہے ہیں تو لازماً صبح کو ہم ضرور اٹھ جائیں گے ہو سکتا ہے اٹھ جائیں ہو سکتا ہے اٹھے ہی نہیں، ہو سکتا بھوک ہمیں لگے یا نہ لگے۔ آج تک گرمی ہمیں لگتی ہے گرمی کا احساس ہمارے جسم میں ہوتا ہے لیکن گرمی کیا چیز ہے؟ اب ایک درخت ہے ہم نے دیکھا تنا ہوتا ہے شاخیں ہوتی ہیں شاخوں میں سے شاخیں ہوتی ہیں پتے ہوتے ہیں پھول ہوتے ہیں پھل ہوتے ہیں اس طرح کی کوئی بات ہم اپنے ذہنوں میں نہیں کہہ سکتے وہاں ہم ایک اندھے لوگوں کی طرح ہیں لیکن ایک بات ہم جانتے ہیں نادیدہ شے جب تک ہمارے جسم میں ہے ہم ہیں ہم حرکت کرتے ہیں، ہمیں بھوک پیاس کا احساس ہوتا ہے، گرمی سردی کا احساس ہوتا ہے۔ جب یہ نادیدہ شے ہمارے جسم سے رشتہ توڑ لیتی ہے ہمیں کوئی احساس نہیں ہوتا اب آدمی مر جاتا ہے آپ اسے جلا دیتے ہیں کبھی چھوٹے ٹکڑے کر کے لیکن جب تک وہ نادیدہ شے ہمارے اندر ہے تو ہمیں سوئی چبھنے کا بھی احساس ہوگا مچھر کے کاٹنے کا بھی احساس ہوگا گرمی سردی کا بھی احساس ہوگا بھوک پیاس کا جو تقاضہ ہوتا ہے اور اسلام میں رسول اللہ ﷺ تمام پیغمبر ان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نادیدہ شے کا نام روح رکھا ہے اور جب تک جسم میں روح ہے، جسم میں حرکت بھی ہے تصورات وخیالات بھی ہیں اور جب روح جسم سے نکل جاتی ہے اب نہ کوئی تصور ہے نہ کوئی احساس ہے۔ نہ کوئی اب اس کو اپنا کہتا ہے، آپ جسم بھی نہیں کہتے اس کو آپ Dead body کہتے ہیں انبیاء اکرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ ذہن اور فہم رکھنے والا انسان ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے میں اس دنیا میں کہاں سے آیا اور کہاں چلا جاتا ہوں، اس کے باوجود یہاں سے نہیں جانا چاہتا میں کہاں چلا جاتا ہوں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس حقیقت سے نوع انسانی کا کوئی فرد کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے انسان کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ کہیں سے آکے اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہیں چلا جاتا ہے جو

www.ksars.org

لوگ صاحب عقل و شعور ہیں وہ اس بات کو تلاش کرتے ہیں کہ ہم کون ہیں کیا ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کیوں آئے ہیں؟ کہاں ہمیں جانا ہے؟۔ اسی بات کو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنی ذات کو، اپنی روح، اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس نے اپنے خالق کو پہچان لیا جس خالق نے آپ کو تخلیق کیا، سلسلہ عظیمیہ کے پروگرام کا مقصد صرف یہ ہے انسان کو اس کے اصل سے روشناس کر دیا گیا ہے اس لئے اصل ہی اس کی عقل ہے اصل ہی اس کا علم ہے اصل ہی اس کا فہم ہے اور اصل ہی اس کی روح ہے آپ نے نہیں دیکھا ہو گا کہ کوئی پیدا ہونے والا بچہ بچپن میں فوت ہو گیا وہ بڑا ہو جائے آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہو گا اگر بارہ سال کا بچہ اس دنیا میں فوت ہو گیا تو اس نے کسی اسکول میں جا کر تعلیم حاصل کی ہو کالج میں جا کر تعلیم حاصل کی ہو، انجینئر بنا ہو، ڈاکٹر بنا ہو، استاد بنا ہو، مستری بنا ہو، استاد ہونا اسٹوڈنٹ ہونا شاگرد ہونا اسی وقت ممکن ہے جب آپ کے اندر آپ کی اصل روح موجود ہے اور جیسے ہی روح اس جسم سے رشتہ توڑ لیتی ہے انسان کی ساری صلاحیتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں سوچنا فکر کرنا فیصلے کرنا تو بڑی بات ہے وہ بول بھی نہیں سکتا اس میں قوت مدافعت بھی نہیں ہو سکتی... لیکن اگر کسی زندہ آدمی کو وہ چتا پر رکھ دیں گے تو وہ اٹھ جائے اب سب مسلمان احترام انسانیت میں اس کو دفن کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی نہیں سُنا ہو گا کہ ماں نے کبھی کہا کہ بیٹا میں نے تمہیں نو مہینے پیٹ میں رکھا سوا دو سال میں نے دودھ پلایا، بارہ سال تک تیری حفاظت کی نہلایا دھلایا پاک صاف رکھا اب تو اتنا ہو گیا مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے بند قبر میں سوچتا بھی نہیں ہے، میں تیری ماں ہوں۔ اب باپ نے کہا ہو، بیٹا ساری زندگی تیرے لئے تجھے پڑھایا لکھایا تیری شادی کی اپنی عاقبت خراب کی تیرے لئے تجھے اتنا بھی احساس نہیں ہے تو میرے لئے قبر میں ذرا سا سوراخ ہی کھول کر چلے جائے کہ ہوا آجائے آکسیجن ملے جب ہمارے ماں باپ نے کوئی احتجاج نہیں کیا آج ہم ماں باپ ہیں ہماری اولاد بھی ہمیں دفنا کے آجائے گی کیوں اس لئے کہ یہ جو فزیکل باڈی ہے یہ جو مادی جسم ہے اس کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے سوائے فکشن کے سوائے مفہوم کے کچھ بھی نہیں ہے۔ روح ہے تو جسم کی حیثیت ہے روح اگر نہیں ہے تو جسم کی حیثیت نہیں ہے آپ غور کر کے بتائیں اگر سائنٹسٹ کے اندر روح نہ ہو تو کیا وہ کوئی چیز ایجاد کر سکتا ہے سائنٹسٹ کو بھی موت آتی ہے وہ بھی مر جاتا ہے ساری ترقیاں رکھی رہے جاتی ہیں۔ ایک سائنٹسٹ کی اتنی قدر و منزلت ہوتی ہے کہ گورنمنٹ سائنٹسٹ کو اتنی زیادہ تنخواہ دیتی ہے کہ اس کو آسائش و آرام مہیا ہوتے ہیں تاکہ یہ آرام و آسائش میں رہتے ہوئے پریشانیوں سے بچ کر نئی نئی ایجادات کرتے ہیں نئے نئے علوم پیدا کرتے ہیں۔ لیکن جب اس میں سے روح نکل جائے تو بیکار ہو جاتا ہے۔ اس میں اور عام آدمی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ یعنی اس کی اصل تو اس کی روح ہے۔ جتنا بھی آپ غور فرمائیں گے ایک ہی جواب آپ کو ملے گا جسم روح کے تابع ہے، روح فزیکل باڈی کے تابع نہیں ہے جب روح فزیکل باڈی کے تابع نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے ہماری اصل جو ہے وہ روح ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے اس بات کو دیکھنے کے لئے مشاہدہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ ان پیغمبروں میں سے کچھ نے بیان کر کے، مراقبے کر کے اپنی امت کو بتایا سب انسان اپنی اصل میں جھانکنے کی کوشش کریں اپنی اصل کو ڈھونڈنے کے لئے جدوجہد کریں۔ فزیکل باڈی سے عارضی طور پر حواس منقطع کر کے اصل میں اپنے اصل حواس کو تلاش کریں اور اصل کا مطالعہ کریں اب جب ہم روح کو دیکھتے ہیں وہ روح جو غیب میں ہے اس کو ماضی کا مشاہدہ ہوتا ہے مستقبل کا بھی۔ وہ یہ بات بھی جان لیتا ہے میں پیدا ہونے سے پہلے کہاں تھا اور اسے

www.ksars.org

اس بات کا بھی علم ہو جاتا ہے کہ میں مرنے کے بعد کہاں جاؤنگا۔ آپ حضرات سوال کر سکتے ہیں کہ اس کا فائدہ کیا ہے پہلی بات تو یہ ہے بات فائدے نقصان کی نہیں ہے بات یہ ہے کہ زمین کے اوپر جو مخلوقات آباد ہیں ان مخلوقات میں انسان حیوانات جمادات نباتات ہیں یہ الگ بات ہے کہ انسان بھی خوش ہوتا ہے حیوانات بھی خوش ہوتے ہیں انسان اور حیوانات کے درمیان اگر کوئی چیز ہے تو وہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصل کے علم سے واقف ہوتا ہے حیوانات اپنی اصل کے علم سے واقف نہیں ہوتے۔

www.ksars.org

خصوصی علم کا حصول ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواتین و حضرات آپ سب لوگ اللہ کے لئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے، اللہ کے محبوب بندے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہ منتظمین حامد صاحب کی کوشش ہے، جو انچارج ہیں ان صاحب کی۔ اور ہم پر بڑی سعادت ہے کہ اللہ نے ہمیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی میرے دوستوں یہ دنیا ہے، اس دنیا میں آدمی پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے رزق مقرر ہو گیا ہے اور اس کے بعد وہاں اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو وہ جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تب بھی بغیر کپڑوں کے چلا جاتا ہے اگر پیدا ہونے کے بعد رشتہ دار والدین بچوں کو کپڑے نہ پہنائیں تو اس کے لئے لباس نہیں ہوتا اسی طرح مرنے کے بعد اگر عزیز، رشتہ دار، اولاد، باپ کو یا ماں کو کفن نہ ڈالیں تب بھی وہ بغیر کپڑوں کے ہی ننگا چلا جاتا ہے تو یہ جو مسافرت ہے وہ ساٹھ سال کی ہو یا ستر سال کی، یہ ساٹھ سال اور ستر سال کی مسافرت میں وہ کچھ بھی یہاں جمع کرلے تو اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لے جاتا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے اور اللہ نے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں پیغمبروں کے بعد اولیاء اللہ کا ایک سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہوا ہے ان سب نے نوع انسانی کو یہ بتایا کہ آدمی کپڑے تو بیشک نہیں لیجاتا لیکن اس کے اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں اعمال کی صورت یہ ہے کہ ہر انسان جب پیدا ہوتا ہے پہلے دن کا بچہ تو اللہ تعالیٰ اس کے دونوں کندھوں پر دو ویڈیو کیمرے لگا دیتا ہے جس کو کراماً کاتبین فرشتوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن موجودہ سائنسی ترقی کو سامنے رکھتے ہوئے اگر اس کو ویڈیو کیمرے سے مثال دی جائے تو ہمیں بڑی آسانی کے ساتھ بات سمجھ میں آجاتی ہے وہ دو کیمرے دراصل اچھائی اور برائی کو ریکارڈ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لگائے ہیں تو ان ویڈیو کیمروں کی سیٹنگ اس طرح ہوتی ہے کہ انسان اگر پلک جھپکتا ہے وہ اس کی بھی تصویر بنتی ہے انسان چلتا پھرتا ہے اس کی بھی تصویر بنتی ہے انسان نیک اعمال کرتا ہے، خیرات کرتا ہے، سخاوت کرتا ہے لوگوں کی مدد کرتا ہے، لوگوں کے کام آتا ہے خود بھی اچھا بنتا ہے اور لوگوں کو اچھائی کا درس دیتا ہے، اس کی بھی تصویر بنتی ہے لوگوں کی دل آزاری کرتا ہے، چوری کرتا ہے یا وہ کام کرتا ہے جو اللہ نے اللہ کے رسول ﷺ نے پسند کئے ہیں یا نہ پسند کئے ہیں ہر عمل کی ویڈیو کیمرے تصویر کھینچ رہے ہیں۔ اب اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ ان تصویروں کے پیچھے انسان کی نیت، کوئی انسان اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ جب وہ اچھا کام کرتا ہے اسے خوشی ہوتی ہے جب وہ برا کام میں مصروف ہو جاتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے یہ خوشی اور ناخوشی کا جو پیمانہ ہے انسان کے اندر ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ضمیر کہا ہے ہر انسان کے اندر ضمیر ہے وہ اچھی بات کا اچھا اثر قبول کرتا ہے اور آدمی کو خوشی ہوتی ہے اور ہر برے کام کا اثر برا ہوتا ہے اور ضمیر اس کو ملامت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ تو اب ہم یہ کہیں گے، اگر ایک آدمی نے کسی کے تھپڑ مارا ہے نفرت کے ساتھ تو جب اس کی فلم بنے گی تو یہ بنے گی اس کے اندر نفرت کے جذبات ابھرے اور اس نفرت سے اس نے دوسرے آدمی کو تھپڑ مار دیا۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کا ضمیر اسے ملامت کرے گا یہ تھپڑ جو مارا ہے یہ دل آزاری ہوئی ہے یہ کام غلط ہوا ہے تو اس تھپڑ

www.ksars.org

مارنے کے ساتھ ساتھ یہ دل آزاری کا جو تصور ہے اور ضمیر نے جو ملامت کی ہے اس کی بھی تصویر بن جائے گی اور انسان جب مرتا ہے تو مرنے کے بعد یہ دونوں ویڈیو کیمرے الٹے ہو جاتے ہیں مرنے کے بعد آدمی نے زندگی میں جو بھی کچھ اس نے کیا ہے اس کی فلم دیکھتا رہتا ہے اگر اس کی فلم اچھی ہے تو وہ مرنے کے بعد کی زندگی میں خوش رہتا ہے اور اگر اس کی فلم صحیح نہیں ہے پریشانی ہے اس فلم میں تو وہ اس فلم کو دیکھ کر پریشان ہوتا ہے اور رنجیدہ ہوتا رہتا ہے تو یہ مسافر خانہ جو ہے اس مسافر خانے میں مسافرت جو ہے وہ زیر بحث آتی ہے کہ بس مسافرت میں جو آپ نے کام کئے چاہے وہ ملامت والے کام تھے شرمندہ ہونے والے کام تھے اپنے آپ سے نفرت کرنے والے کام تھے یا ان کاموں میں اچھائی تھی بھلائی تھی اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا اصول تھا یہ بات جو ہے یہ دونوں کیمرے ہر وقت آپ کی فلم بناتے رہتے ہیں تو یہ جو اچھائی اور برائی کا تصور ہے یہ پیغمبروں سے ہمیں ملا ہے کہ اس طرح کرو گے اچھا ہو گا اور اس طرح کرو گے برا ہو گا تو یہ پیغمبروں نے جو اچھائی اور برائی کا تصور دیا ہے اس تصور کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان کیا، توریت میں بیان کیا، انجیل میں بیان کیا اور جتنی آسمانی کتابیں ہیں ان سب کا تفصیل کے ساتھ پیغمبروں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا اس طرح فرمایا پیغمبروں کے بعد ان کے جو صحابی تھے انہوں نے پیغمبروں کی باتوں کو ریکارڈ کیا کتابیں بنیں، اس کی تشریحات ہوئیں، تفصیل بیان ہوئیں اور وہ نوع انسانی کو انبیاء کا جو پیغام ہے وہ کتابی صورت میں منتقل ہوتا رہا۔ یہی صورت سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جو ہمارے نبی اور آخری پیغمبر ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کے تصورات کی دستاویز کائناتی تسخیری فارمولوں دستاویز اور زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہدایت پر مشتمل کتاب قرآن اللہ نے نازل فرمائی اور اس کتاب کی تشریحات اولیاء اللہ نے بیان کیں۔ ان ہی اولیاء اللہ میں ایک ولی ابدال ہمارے حضور قلندر بابا اولیاءؒ ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے قرآن کی تفسیر تشریح اور وضاحت بیان کی ہم نے، ان کے غلاموں نے ان کے پیروکاروں نے اس کو کتابی شکل میں جمع کیا جو لائبریری میں ہم نے رکھوائی اور لائبریری ہم نے اس لئے قائم کی یہ ساری۔۔۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب بندے قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات کا دستاویزی ذخیرہ جو کتابی صورت میں ہم نے جمع کیا ہے اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ وہ لوگوں تک پہنچے لوگ اسے پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اچھائی اور برائی کے تصور سے انہیں آگاہی حاصل ہو جائے اور وہ اس بات کو سمجھ لیں یہ دنیا ایک مسافر خانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے بادشاہ یہاں آیا وہ بھی بغیر کپڑوں کے چلا گیا اگر بادشاہ یہاں پیدا ہوا وہ بھی بغیر کپڑوں کے پیدا ہوا کوئی غریب آدمی پیدا ہوا وہ بھی کپڑے کے بغیر پیدا ہوا۔ اس لائبریری کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو ایسی جگہ فراہم کر دی جائے جہاں لوگ اپنی فرصت کے اوقات میں جمع ہو کر اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے کتابیں پڑھیں اور مطالعہ کریں۔ آپ کے شہر میں بھی الحمد اللہ طاہر رشید اور ان کے تمام دوستوں کے تعاون سے لائبریری کا قیام عمل میں آیا ہے اور یہ جو آج کا۔۔۔ جو اجلاس ہے یہ بھی اسی سلسلے میں منعقد کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو علم کے حصول کی طرف متوجہ کیا جائے۔ میرے دوستوں اور میرے عزیزوں یہ بات یاد رکھو جن قوموں میں علم نہیں ہے وہ قومیں ذلیل وخوار ہوتی ہیں جن قوموں میں علم ہوتا ہے وہ قومیں ہمیشہ عروج حاصل کرتی ہیں۔ آج کے دور میں امریکہ کی مثال آپ کے سامنے ہے امریکہ کا عروج اس لئے ہے وہاں علوم کا ذخیرہ ہے اور انہوں نے علم کو اپنی بنیاد بنایا ہے۔ یہ چودہ سو سال پہلے یا بارہ سو سال پہلے یہی صورت حال مسلمانوں کی تھی مسلمانوں میں علوم تھے

www.ksars.org

غور و فکر تھا ریسرچ تھی، تفکر تھا، سائنسی ایجادات تھیں جب مسلمانوں کے پاس علم تھے اس وقت مسلمان ساری دنیا میں حکمراں تھے آج مسلمان کے پاس علوم نہیں رہے مسلمانوں کے اندر سے تفکر نکل گیا اور تفکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اندر انتشار پیدا ہو گیا تو مسلمان ذلیل و خوار قوم بن گئی اگر ہمیں عروج حاصل کرنا ہے تو اس کی واحد صورت یہ ہے کہ جس قدر ہمارے بزرگوں نے ہمارے اسلاف نے علوم سیکھے تھے علوم پھیلائے تھے، فلسفے ایجاد کئے تھے ہم بھی اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق علوم حاصل کریں تو انشا اللہ ہمیں بھی عروج حاصل ہو گا اور اگر ہم نے علوم حاصل نہیں کئے تو ہم جتنی آج ذلت میں ہیں اور زیادہ ذلت و خواری کے سمندر میں مل کر دفن ہو جائیں گے اور ہمارا کوئی نام و نشان نہیں رہے گا۔ اس سلسلے میں سلسلہ عظیمیہ نے جہاں اور بہت ساری کوشش کیں ہیں یہ بھی کوشش کی ہے کہ شہر شہر لائبریوں کا قیام عمل میں آئے عظیمیہ روحانی لائبریری کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان اپنے اسلاف کے ورثے کو یعنی اپنے اسلاف کے علوم کو سیکھے، سمجھے، تفکر کرے اور اپنی قوم کے اندر سے جو ذلت اور خواری کا جو لیبل لگ گیا ہے داغ لگ گیا ہے اس داغ کو مٹا دے۔ آپ سب حضرات تشریف لائے آپ سب حضرات کا بہت بہت شکریہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے آپس میں تفرقوں سے نجات دے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ (اللہ کی رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو) یہ تفرقے بازیاں دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی نہ معلوم کیا کیا چیزیں ہیں یہ اصل میں غیر مسلم لوگوں کی سازشیں ہیں جنہوں نے ہمارے اندر گھس کر اللہ کے خلاف ایک بغاوت کا علم بند کر دیا ہے بلند کر دیا ہے یہی جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے، آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور مسلمان آپس میں تفرقہ ڈالتے ہیں تو یہ سب ہی اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت ہے اور بغاوت کی سزا سب کو پتا ہے اس کے لئے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو تفرقوں سے نجات حاصل کرنی چاہئے۔ توحید کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا چاہئے اور توحید کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دینے والوں میں بہت سارے لوگ ہیں تو اس میں ایک سلسلہ عظیمیہ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق دے کہ ہم تفرقہ بازوں سے نجات حاصل کر کے توحید کے پلٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور سول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے فروغ کا ذریعہ بنیں آمین۔ یارب العالمین۔ آپ سب حضرات کا بہت بہت شکریہ۔ خدا حافظ (مظفر آباد میں لائبریری کے ٹرینگ پروگرام میں خطاب)

www.ksars.org

سیرت رسول اللہ ﷺ

اعوذ باللہ...(راولپنڈی میں ٹیلی فون پر خطاب)

بسم اللہ الرحمٰن

لو انزلنہ ھذا...یا تفکرون...

ھو الذی لا اللہ الا ھو... ثم یشکرون...

مہمانانِ گرامی جناب میاں انوار اسلام صاحب ممبر قومی اسمبلی پارلیمانی سیکریٹری اور جناب سرور منیر راؤ صاحب، جنرل مینجر جناب سردار محمد اسلم صاحب، ایڈوکیٹ سپریم کوٹ، عزیزی جناب پروفیسر اقبال بخت صاحب، علامہ اقبال یونیورسٹی، خواتین و حضرات ، دوستوں، بہنوں، بھائیوں، بزرگوں اسلام و علیکم؛ تقریب رونمائی کتاب محمد رسول اللہ ﷺ کی پر نور اس تقریب میں دل و جان سے حاضر ہونا چاہتا تھا مگر طبیعت کی ناسازی اور ڈاکٹروں کے مشورے بلکہ شدید دباؤ کے تحت اس مبارک اور سعید محفل میں جسمانی طور پر عدم شرکت کا مجھے انتہائی درجے افسوس ہے بلا شبہ آپ کو مبارک ہو اور سعید ہیں کہ اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی کتاب کی رہنمائی کی اس تقریب میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے شریک ہونے کی توفیق دی۔ آپ نے معزز مہمانان گرامی کی تقاریر سنیں جو انہوں نے کتاب کے اوصاف آپ کے سامنے پیش کئے اس کی جتنی تقاریر آپ نے سنیں وہ بھی اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی جو ان کے اندر محبت ہے اس کے تحت انہوں نے تیاری کی اور آپ کے سامنے اپنی معروضات پیش کیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے محبوب رسول اللہ ﷺ سے جو جتنی بھی محبت کرتا ہے ۔میں اس سے کئی گناہ زیادہ محبت کرتا ہوں۔ دوسری بات قرآن پاک میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اور میرے فرشتے رسول اللہ ﷺ کے اوپر درود بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانوں تم بھی درود و سلام بھیجو۔ مختصر یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو جب بنایا اور تخلیق کیا تو اللہ تعالیٰ کا ایک مقصد تھا اور تخلیق کے پیچھے جو مقصد تھا وہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی کی زبان میں اس طرح بیان فرمایا ہے کنت کنزہ مخفیا... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے مخلوق کو محبت کے ساتھ اس لئے تخلیق کیا تا کہ مخلوق مجھے پہچانے۔ اس پہچان کے لئے اللہ تعالیٰ نے پروگرام بنایا اور اس پروگرام میں جو بنیادی بات سامنے آئی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بحیثیت خالق کے مخلوق سے یہ چاہتے ہیں کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کو جان لے پہچان لے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب مخلوق کو اپنے مخلوق ہونے کا ادراک حاصل ہو۔ مخلوق میں اللہ تعالیٰ نے فرشتے بنائے۔ جنات بنائے اور آخر میں آدم علیہ السلام کی تخلیق عمل میں آئی آدم علیہ السلام جب جنت سے اس دنیا میں تشریف لائے آدم علیہ السلام کا جو مشن تھا وہ یہی تھا کہ انہوں نے خالق اور مخلوق کے درمیان جو رشتہ مخفی ہے اس کو ظاہر فرمایا مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے جب توبہ استغفار کی تو سب سے پہلے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق

www.ksars.org

فرمایا ربنا، ظلمنا، انفسنا، والم تغفرلنا...اے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے آپ سے معافی کے حق دار ہیں۔ اگر آپ نے ہمیں معاف نہیں کیا تو ہمارے لئے حقارت کے علاوہ دوسری کوئی شئے باقی نہیں ہے۔ اس آیات مبارکہ میں غور کرنے سے واضح طور پر اس بات کا ثبوت فراہم ہو جاتا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربوبیت اور بندگی کا رشتہ قائم کیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ بحیثیت مخلوق کے آدمی کو اللہ تعالیٰ کا بھی دیدار فرمایا۔ آدم علیہ السلام کے بعد بیشمار پیغمبر آئے سب کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں جو نمایاں سلسلہ ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو پیغمبروں کا جو سلسلہ شروع ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام گرامی ہمارے سامنے ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داوؑدؑ اور تقریباً پچیس پیغمبروں کا تذکرہ ملتا ہے ۔ان پیغمبروں کی تعلیمات پر اگر غور کیا جائے تو ہر پیغمبر نے یہی اعلان کیا ہے کہ اللہ ایک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کر کے تمہارے لئے زندگی کے وسائل فراہم کئے۔ اور وہ وسائل کس طرح فراہم کئے ہیں کے اس میں کوئی تمہارا ذاتی عمل دخل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بس چونکہ تمہیں زندگی گزارنی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر ذمہ داری لے لی ہے کہ تمہارے لئے وسائل عطا فرمائے ہیں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا اللہ...پیغمبروں کا یہ سلسلہ چلتا رہا پیغمبر آتے رہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بھی فرمایا ہے کہ زمین کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہادی نہ بھیجے ہوں کہ جنہوں نے یہ نہ بتایا ہو کہ واحد ذات اللہ کی ہے اور باقی ہر شئے اللہ کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سورہ اخلاص میں بھی فرمایا قل ھو اللہ احد...اللہ صمد...احد کہ اللہ ایک ہے آپ غور فرمائیں مخلوق ایک نہیں ہوتی مخلوق ہمیشہ کثرت ہوتی ہے۔ اللہ صمد...اللہ محتاج نہیں ہے کسی چیز کا مخلوق کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ پیدائش کی محتاج، کھانے پینے کی محتاج، جوانی کی محتاج، بوڑھاپے کی محتاج، پیدائش کی محتاج، موت کی محتاج اسی طرح لم یلد ولم یولد...اب مخلوق کے لئے یہ بھی ضروری ہے وہ کسی کی اولاد ہو، کسی کی باپ ہو، ولم یکن لہ... مخلوق کا کوئی خاندان بھی ہوتا ہے جب کہ اللہ کا کوئی خاندان نہیں یعنی اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے یہ بات بتائی ہے کہ خالق ایک ایسی ہستی ہے کہ جو مخلوق سے بہر حال ہر طرح ماوراء ہے یعنی مخلوق اور خالق کے رشتے میں یہ بات مخفی ہے کہ خالق کی تمام صفات مخلوق کی صفات کے برعکس ہے۔ خالق کی کوئی احتیاج نہیں ہے مخلوق احتیاج کے بغیر پوری ہوتی ہی نہیں ہے۔ خالق نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا ہے۔ مخلوق کے لئے ماں بیٹے کے علاوہ مخلوق کا تذکرہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ ایک ہے مخلوق کبھی ایک ہوتی ہی نہیں ہے دیکھیں کبوتر ہے، پرندے ہیں، چرندے ہیں، درندے ہیں، درخت ہیں، پھول ہیں، نباتات ہیں، جمادات ہیں بندے کی مخلوق ہے تو مخلوق کا جب یہ تذکرہ ہوتا ہے تو آپ اس کو کثرت سے باہر کبھی نہیں کر سکتے۔ اس آیت مبارکہ کا پوری سورۃ کا یہی مفہوم ہے کہ پیغمبروں نے یہ بتایا ہے کہ مخلوق اور خالق کے رشتے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مخلوق جو ہے وہ ہمیشہ محتاج ہوتی ہے۔ کسی نہ کسی کی محتاج ہوتی ہے اور وہ بھی کسی کا محتاج ہے اور نتیجہ اس بات پر ختم ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ یہاں کوئی نہیں ہے جو حکمرانی کے قابل ہو اور جس کی بزرگی اور برتری اتنی ہو کہ اس نے پوری کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہو۔ یہی بات تمام پیغمبروں نے ہمیں بتائی اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ

www.ksars.org

والسلام نے کہا، اللہ نے ہم کو اپنی صفت پر پیدا کیا ہے آپ نے ایک شعر سنا ہو گا حسن یوسف دم عیسیٰ...اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن عیسیٰ علیہ السلام کے دم جس سے وہ مردے زندہ کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا مشہور ہے کہ بھئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو بغل میں ہاتھ ڈالتے تھے اور بعد میں جب وہ لوگوں کے سامنے کرتے تھے۔ تو وہ سورج کی طرح روشن ہو جا ہوتا ہے۔ تو جتنے بھی پیغمبران علیہ السلام دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے تشریف لائے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ ان تمام کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر مخفی کر دیں اور آپ کو عطا فرما دیں اس کی قرآن پاک یہ تصدیق کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ...الیوم اکملت دینکم... کہ آج کے دن دین کی تکمیل ہو گئی اور میں تم سے یعنی تمہارے اللہ سے راضی ہو گیا۔ یہ کسی بھی پیغمبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا...الیوم اکملت دینکم...اس بنیاد پر کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے اعلان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بحیثیت اعلان کے منانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ اور جب ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعلیمات سے نوع انسانی کا شعور آشنا ہو گیا اور نوع انسانی کے شعور میں اتنی سکت پیدا ہو گئی کہ وہ دین کی تکمیل کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ کتاب محمد رسول اللہ کی دو جلدیں ابھی تک لکھی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت انعام و اکرام ہے اس نے مجھ حقیر فقیر کو یہ سعادت عطا کی کہ میں نے سیرت طیبہ کے اوپر بڑی سوچ و بچار کے بعد بہت زیادہ احتیاط کے بعد علمی اور انکساری کی، بے انتہاء شوق کے ساتھ قلم اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت مجھے حاصل رہی میں نے اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ دو کتابیں لکھی ہیں۔ جلد اول محمد رسول اللہ ﷺ۔ اس میں اس بات پر میں نے زور دیا ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دین کی تبلیغ کے لئے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے کتنی کتنی مصیبتیں اور پریشانیاں برداشت فرمائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ نبوت سے پہلے کا ہے چالیس سال تک اور ایک حصہ نبوت کے بعد کا ہے تیئس سال کا ان چالیس اور تیئس سالوں کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ہی بات نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے توحید کا پرچار کرنے کے لئے کسی بھی قسم کی تکلیف پریشانی سے مصیبت سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کی مقابلہ کیا، صبر کیا، عفو درگزر سے کام لیا اور اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ کتاب محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے لاکھوں کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں بڑے بڑے لوگوں نے، عالم دین نے اس کے اوپر، حضور ﷺ کے اوپر بہت کچھ لکھا ہے مسلمان ہونے کے رشتے سے جس طرح ہر مسلمان رسول اللہ ﷺ سے محبت عقیدت اور عشق ہے، میں بھی کیوں کہ ایک مسلمان ہوں، مجھے بھی حضور پاک ﷺ سے ایک تعلق ہے ایک محبت ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کی مزید محبت اور عشق عطا فرمائے۔ میں نے یہ دیکھا کہ اس موضوع کے اوپر کسی صاحب علم نے قلم نہیں اٹھایا۔ کیوں نہیں اٹھایا یہ پتا نہیں ہے کیوں نہیں اٹھایا۔ ایک محرومی ہے کمی ہے خلاء ہے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس عنوان پر حضور پاک ﷺ سے جو معجزات سرزد ہوئے ہیں۔ کوشش کی ہے کہ موجودہ سائنسی علمی دور میں بالغ شعور لوگوں کے سامنے تشریح اس طرح پیش کی جائے کہ ان کے ذہن نشین ہو جائے، کہ جو معجزات رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوئے ہیں ان کے پیچھے بھی اللہ کی ایک حکمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات مکمل ایمان

www.ksars.org

ہے۔ قرآن پاک کی ہر بات مکمل حکمت ہے اس حکمت کا شعور ہمیں اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب ہم قرآن پاک کی آیت کی تلاوت پڑھ کر تفکر کریں اور رسول اللہ ﷺ کے ہر پہلو میں غوروفکر کریں غوروفکر کے نتیجے میں اللہ سے، اللہ کے رسول سے، قرآن سے اور حدیث سے رہنمائی حاصل کریں اس صورت میں ہمارے اوپر دنیا کے بہت سے مشاہدات ہونگے، ہمارے علم میں ترقی ہو گی، ہمارے دین میں استحکام پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قالو...یہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں ولم... لیکن ابھی انکے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ حاضرین اکرام یہ بہت غور طلب بات ہے سب کے لئے کہ ہم مسلمان تو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہمارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ ایمان سے مراد اللہ پر یقین سے۔۔ اگر آپ دیکھیں وہ یہ ہے کہ ایمان سے آدمی کے اندر یقین پیدا ہوتا ہے اور یقین سے آدمی کے اندر مشاہدے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ آج کے مسلمان میں جو کمی ہے وہ یہی ہے ہمارے اندر مشاہداتی جو قوت ہے وہ نہ صرف یہ کہ کمزور پڑھ رہی ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ معدوم ہو گئی ہے۔ آپ غور فرمائیں رسول اللہ ﷺ نے جو نمازیں ہمیں عطا فرمائیں ان نمازوں میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں قرآن عطا فرمایا اس کے زیر زبر حروف نقطے کسی میں کوئی فرق نہیں آیا، رسول اللہ ﷺ کی جو صحیح احادیث جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں کوئی رد عمل نہیں ہوا۔ حج میں ردوبدل نہیں ہوا پھر کیا وجہ ہے کہ آج کے دور میں سب سے زیادہ بدنام اگر ہے کسی قوم میں تو مسلمان قوم بدنام ہے۔ اس کی بنیادی وجہ میری سمجھ کے مطابق یہ ہے کہ ہم نے ایمان کی طرف توجہ دینا بند کر دیا ہے اور ہمارے اندر سے ایمان اور لاشعور کی جو طاقت ہے وہ نکل گئی ہے۔ میں اکثر اپنے دوستوں سے عرض کرتا ہوں آپ کی خدمت میں یہ عرض گزار ہوں کہ ہم لوگ جو نمازیں پڑھتے ہیں نماز میں جو سورتیں پڑھتے ہیں پانچ، چھ، سات، آٹھ الحمد اللہ...ہر نمازی کو یاد ہے لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ انگریزی کی لغات ہمیں یاد ہے لیکن یہ چار پانچ سورتیں جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں اس کے ہمیں ترجمہ یاد نہیں ہیں۔ وہ سورتیں جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ہمیں حفظ ہیں یاد ہیں ان کا ترجمہ ہمیں یاد ہو اور نماز پڑھتے وقت ان کے ترجمہ پر غور کریں تو یقیناً ہماری نمازوں میں یکسوئی پیدا ہو گی۔ ہماری نمازوں میں حضور قلب پیدا ہو گا۔ ہمیں حضور قلب حاصل ہو گا۔ اطمینان قلب حاصل ہو گا اور رسول اللہ ﷺ نے جو قرآن ہمارے لئے چھوڑا ہے، ان علوم کے بارے میں فرمایا ہے کہ اپنے بعد اپنے پیچھے جو مسلمانوں کے لئے ورثہ چھوڑ کے جارہا ہوں ایک کتاب ہے اور ایک اہل بیت ہے۔ اب کتاب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عربی کی ایک کتاب آپکے پاس رکھی ہوئی ہے آپ نے اس کو پڑھ لیا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جب آپ نے اس کو پڑھ لیا کتنی بڑی سعادت آپ کو حاصل ہو گئی اگر اس کا ترجمہ بھی پڑھ لیا جائے اور اس پر غوروفکر بھی کیا جائے اور ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ ہر کام کرنے سے پہلے ہمارے ذہن میں یہ بات آجائے کہ رسول اللہ ﷺ نے کون سا کام پسند کیا ہے اور کون سا کام نہ پسند کیا ہے تو ہماری زندگی سدھر جائے گی۔ اور مسلمانوں کی زبوحالی بھی ختم ہو جائے گی۔ اور ہماری جو یہ ذلت اور رسوائی ہے انشا اللہ ہم اس سے بھی نجات حاصل کر لیں گے۔ آپ حضرات یہاں اس مجلس میں تشریف لائے۔ بڑے سعید ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی شرکت کو قبول فرمائے اور آپ سب حضرات کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرکے ان کے کردار پر عمل کرنے کی کوشش عطا فرمائے میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفقت سے محبت سے نسبت سے مالامال فرمائے ایک بار پھر آپ سب حضرات کا بہت

www.ksars.org

بہت شکریہ میں اپنی تقریر کو مختصر کرتاہوں کیونکہ اب میرا سانس جو ہے اجازت نہیں دے رہاہے۔ کہ میں مزید کچھ بولوں اس لئے میں آپ سے معذرت کے ساتھ رخصت ہو رہاہوں آپ سب حضرات کا بہت بہت شکریہ۔ خدا حافظ

www.ksars.org

”کسی سلسلے میں شمولیت کا مقصد“

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی مخلوق پیدا کرنا چاہی جو اللہ تعالیٰ کو، ان کی عظمت اور جلال کے ساتھ، بڑائی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمی کے ساتھ، صفت ربوبیت اور خالقیت کے ساتھ، پہچانے اور اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا شرف حاصل کرے۔ اس دنیا کو اور اس جیسی اربوں کھربوں سنکھوں دنیاؤں کو تخلیق ہوئے اربوں سال گزر گئے ہیں۔ دنیا کے نظام کو دیکھتے ہوئے اللہ کی عظمت کا، اللہ کی حکمرانی کا اور اللہ کی ربوبیت کا کھلے دل سے اعتراف کرنا پڑتا ہے اس لئے کے کائنات کا جو نظام ہے اس نظام پر کسی ہستی کا کنٹرول ہے اور وہ ہستی اللہ ہے۔ اتنا زبردست کنٹرول ہے کہ کائناتی سسٹم میں کسی قسم کا لاکھوں کروڑوں سال میں کوئی رخنہ در نہیں آیا، کوئی تبدیلی نہیں آئی، کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی کہ جس سے آدمی اس بات کا اندازہ کر لے کہ جس خالق اور اللہ کا کنٹرول ہے اس کائنات پر اس کنٹرول میں کہیں لچک پیدا ہو گئی ہے۔ سورج، چاند، ستارے، زمین، پانی، ہوا، انسانی اور دوسری مخلوقات کی ضرورت کی کفالت، وسائل کی فراہمی، پیدائش کا لامتناہی سلسلہ نوعی اعتبار سے افراد کی تخلیق۔ اگر نوع بیل ہے تو اسکے یہاں نوع گائے پیدا نہیں ہوتی ہے، نوع طوطے ہیں تو اس کے یہاں طوطے کے علاوہ چڑیا پیدا نہیں ہوتی ہے۔ ادھر نوع انسان ہے تو انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق پیدا نہیں ہوتی۔ بھوک پیاس کا نظام دنیا میں جتنی بھی مخلوقات ہیں سب کو پیاس لگتی ہے، سب کو بھوک لگتی ہے، بھوک کی تشنگی اور پیاس کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے وسائل کی تقسیم اس بنیاد پر ہے کہ لاکھوں سال گزرنے کے بعد ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آتا کہ کسی بھی نوع کو اللہ کی مخلوق کو وسائل فراہم نہ ہوئے ہوں اگر کبھی وسائل میں کمی پیشی ہوئی لوگوں کو پریشانی لاحق ہوئی تو وہ بھی اللہ کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ لوگوں کی بدنیتی کی بنیاد پر، ذخیرہ کرنے کی بنیاد پر، دنیا پرستی لالچ اور ہوس کی بنیاد پر لوگوں کو پریشانیاں ہوئیں۔ لیکن وہ پریشانی ہمیشہ عارضی ہی ہوئی اللہ نے اس کا بھی انتظام کر دیا ہے کہ مخلوق کا رزق فراہم ہوتا رہا۔ یہ اتنا بڑا انظام اور سسٹم ہے جس کو دیکھنے کے بعد اس بات کا یقین مستحکم ہوتا ہے کہ حکمران اللہ ہے اور اللہ ہی کا سارا نظام چلا رہا ہے۔ اللہ نے اس پوری کائنات میں اپنے لئے کچھ دوستوں کا انتخاب کیا۔ اپنی صنعت اور اپنی کاری گری دکھانے کے لئے ایک گروہ کے اندر صلاحیتیں پیدا کیں۔ ساری کائنات میں اس گروہ کو احسن تقویم کہا، اپنی بہترین صناعی کہا اور وہ نوع انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دستر خوان پر ضروریات کی کفالت سب کے لئے ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، سب اللہ کا کنبہ ہیں، سب اللہ کی اولاد ہیں، سب اللہ کی مخلوق ہیں، لیکن اس مخلوق میں خصوصیت انسان کو ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس خصوصیت کو خود ہی انسان کو ودیت کیا ہے خود ہی انسان کے اندر ایسی صلاحیت پیدا کر دیں ہیں کہ وہ کوشش کر کے، جدوجہد کر کے اللہ سے قربت حاصل کر سکتا ہے۔ تقریباً سلاسل دو سو کے قریب سلسلے دنیا میں رائج ہیں ان سب کی تعلیمات، سب کی دعوت ایک ہی ہے کہ انسانی گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سے قریب ہونے کے لئے، اپنی دوستی کا شرف بخشنے کے لئے جو صلاحیت عطا کی ہیں اس صلاحیت سے فائدہ اٹھایا جائے اس صلاحیت کو بیدار

www.ksars.org

اور متحرک کیا جائے۔ اس صلاحیت کو بیدار اور متحرک کرنے کے لئے سلسلوں کے ذمہ داروں نے، بڑوں نے، بزرگوں نے قاعدے بنائے ضابطے بنائے اسباق مرتب کئے۔ اس میں سے ایک سلسلہ ہمارا آپ کا سلسلہ عظیمیہ ہے جو حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے، ان کی مرضی سے قائم کیا ہے اس سلسلے میں کوئی نئی بات نہیں کی گئی جو پہلے کہا وہی حضور قلندر بابا اولیاءؒ بھی فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر مخلوق پر شرف عطا کیا ہے اور وہ شرف کی بنیاد صرف یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحتیں ودیعت کر دی ہیں کہ ان صلاحیتوں کے استعمال کے بعد انسان اللہ کا دوست بن جاتا ہے یہ جتنی بھی جدوجہد ہے، کوشش ہے، علوم کا سکھانا ہے ذکر اذکار ہے، مراقبہ ہے، یہ سب کوشش ہے جدوجہد ہے، اس راستے پر چلنے کے لئے جس راستے پر چل کر انسان صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کے جتنے بھی افراد ہیں خواتین ہیں نوجوان ہیں، بزرگ ہیں بوڑھے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات پوری طرح راسخ ہو جانی چاہئے کہ ہم سلسلہ عظیمیہ میں اس لئے شامل ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دوست بننا ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ انسان کو وہ شرف حاصل ہو جائے جس شرف کی بنیاد پر انسان اللہ کا دوست ہے۔ اللہ کا نائب خلیفہ ہے جس شرف کی بنیاد پر نوع انسانی میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کا انتخاب کیا ہے، جس شرف کی بنیاد پر پوری نوع انسانی پر اللہ تعالیٰ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا محبوب فرمایا اور اپنے محبوب پر اپنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور دین کی تکمیل فرما دی سلسلہ عظیمیہ کے افراد اس وجہ سے بھی نہایت خوش قسمت ہیں کہ ایک طرف وہ آدم کی اولاد کے حوالے سے نوع انسانی کے افراد ہیں اور دوسری طرف اللہ کے بندے محبوب خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ تو جتنے بھی عظیمی بھائی ہیں، بچے ہیں ان کے سلسلے میں داخلے کا مطلب صرف اور صرف یہ ہونا چاہئے کہ ہمیں اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے ان صلاحیتوں کو بیدار اور متحرک کرنے کے لئے جو طریقے، جو اسباق متعین فرمائے ہیں ان پر ثابت قدمی کے ساتھ چل کر اللہ کی دوستی کا شرف حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم جس لگن سے، جس مقصد سے، جس محبت سے، جس خلوص وایثار سے اللہ کی تلاش میں، اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کی تلاش میں سلسلے میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ثابت قدمی کے ساتھ توفیق عطا فرمائے کہ ہم پوری لگن کے ساتھ دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ والدین کے، بچوں کے، پڑوسیوں کے، حقوق پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرف توجہ رہے کہ ہمارے اندر جو روحانی صلاحیت ہے ہم انہیں بیدار کریں گے اور ان صلاحیت کی بیداری کے بعد ہم اپنے سلسلہ عظیمیہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی خوشنودی کے لئے ان کے مشن کے لئے، سلسلے کے افراد اغراض ومقاصد پر عمل کریں گے اور انشا اللہ ہماری منزل یہ ہے کہ ہمیں ہر حال میں اللہ کی دوستی کا شرف حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی چھوٹی بڑی خطاؤں کو معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر روحانی علوم سیکھنے کی تڑپ اور کوشش جدوجہد اور جذبہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے بتائے ہوئے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی تعمیر میں ہمارے اندر ہمت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت عطا فرمائے، ہمیں اپنی ذات کا عرفان عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی دوستی کے شرف سے مشرف فرمائے، اللھم ربنا...رب جعلنی مقم الصلاۃ...ربنا الغفرلی...ربنا اتنا...ربنا اتنا...ربنا اتنا...بسم اللہ... قل ھو اللہ احد...بسم اللہ... قل اللہ احد...بسم اللہ... قل ھو اللہ احد

www.ksars.org

...الحمد اللہ رب العالمین...انا اللہ وملائکتہ یصلون...رب العالمین...یا اللہ ہم نے ٹوٹی پھوٹی جو عبادت آج رات کی ہے یا اللہ اسکو قبول فرما، یا اللہ ہم نے جو کچھ پڑھا ہے درود شریف اسم الٰہی کا ورد کیا ہے ابھی سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص پڑھی ہے یا اللہ اس کا ثواب تاجدار علم نبوت، خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اقدس میں پیش ہو۔یا اللہ اس کا ثواب اہل بیت، صحابہ اکرام، خلفائے راشدین، تمام اولیاء خصوصاً حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی روح کو اس کا ثواب پہنچے اور بزرگوں کے طفیل میں ہماری دنیاوی اور آخرت کی زندگی کو اچھا بنا، ہماری روحانی صلاحیتوں کو بیدار فرما، یا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی دوستی کے شرف سے مشرف فرما، وصلی اللہ تعلی علیٰ حبیبہ محمد وسلم...اختتام

www.ksars.org

ہر کنبے کا سربراہ اللہ تعالیٰ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ فاتحہ...

معزز حاضرین، محترم خواتین، عزیز دوستوں السلام وعلیکم۔۔ ابھی میں نے قرآن پاک کی سورۃ فاتحہ کی تلاوت کیقرآن پاک میں سے، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جسے نماز یاد نہ ہو اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جیسے سورہ فاتحہ یاد نہ ہو نماز میں۔ وہ فرض نماز ہو، سنت ہو ، نفلیں ہوں، لازم ہے کہ ہر رکعت کی شروع میں اس سورۃ کو پڑھا جاتا ہے۔ صدیوں سے مسلمان اس سورۃ کو پڑھ رہے ہیں۔ اس سورۃ کے فضائل اور برکات سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مشکلات اور پریشانی کے عالم میں اس سورۃ کو بطور وظیفہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسانیاں فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی الحمد للہ رب العالمین... اس کی جو پہلی آیت ہے الحمد للہ... سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جو عالمین کا رب ہے۔ ان آیتوں پر تفکر کیا جائے تو سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ جو ہے رب ہے۔ عالمین کا رب ہے۔ یعنی ایک عالم نہیں ہے بے شمار عالمین ہیں۔ اب جب عالمین کے اوپر غور کیا جائے گا تو غور کے ساتھ ساتھ ہمارے اوپر علم کے دروازے کھلنا شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے ہم ایک عالم سے واقف ہیں مثلاً یہ دنیا ہے اس دنیا کو عالم سے نہیں لیکن بہر حال ہم اس کو ایک عالم کی حیثیت سے جانتے ہیں، عالم کی حیثیت سے اس سے واقف ہیں اور جو ہم عالمین کا لفظ کہیں گے جب کائنات بنائی تو اس کائنات میں ایک عالم نہیں ہوتا ہے کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کا جب ہم رب کی حیثیت سے تذکرہ کرتے ہیں تو یا اللہ تعالیٰ اپنا رب کی حیثیت میں تعارف کرواتے ہیں تو یہ پتا چلتا ہے اللہ تعالیٰ رب جو ہیں وہ ایک عالم یعنی یہ دنیا ہماری ہے اس دنیا کے صرف اللہ تعالیٰ رب نہیں ہیں بلکہ اس دنیا کی طرح اور بھی بے شمار اربوں کھربوں دنیائیں ہیں اس کے اللہ تعالیٰ رب ہیں۔ دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ اس دنیا کے علاوہ اور بھی بے شمار عالم ہیں تو آدمی کا ذہن جو تفکر کرتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور دیا ہے۔ اس کا ذہن اتنا ضرور جانتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ اگر اور عالمین ہیں تو ان کی کیا حیثیت ہے اور وہ کس طرح قائم ہے۔ کیا وہ دنیا کی طرح قائم ہے یا ان عالمین میں کوئی اور نظام قائم ہے۔ تو سوچنا چاہئے اس عالم کی طرح دوسرے عالمین کیا ہیں۔ یہاں سے علم کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ تو جب ہم علم حاصل کریں گے تو ہمیں دوسرے عالمین کا پتا چلے گا اور اگر ہم علم حاصل نہیں کریں گے تو کوئیں بھی مینڈک کی طرح یہی سمجھیں گے کہ صاحب یہی بس دنیا ہیں جو دنیا میں ہم پیدا ہوئے اور اسی دنیا میں مر کر زمین میں دفن ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے الست بربکم رب کہا، رب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمام مخلوق کا، عالمین میں جتنی بھی مخلوق ہے اس کا کفیل ہوں، اس کو پیدا کرتا ہوں، اس کو جوان کرتا ہوں، اس کے لئے وسائل فراہم کرتا ہوں، اس کو زندہ رکھتا ہوں، اور زندہ رکھنے کے بعد اس کو دوسری دنیا میں پھر لیجاتا ہوں یہاں وہ مر جاتا ہے دوسری دنیا میں زندہ ہو جاتا ہے اور یہ بھی ایک ایسا تصور ہے کہ آدمی پیدا کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیوں کیا؟ اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کر کے کیوں قائم کیا؟۔ وہ جناب آدمی

www.ksars.org

کے لئے وسائل بھی پیدا کر رہے ہیں، آدمی کو جوان بھی کر رہے ہیں، آدمی کی نشوونما بھی ہو رہی ہے، آدمی اس دنیا میں رونق کا سبب بھی بن رہا ہے اور جب اس کا کام ختم ہو جاتا ہے وہ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو یہ سمجھنا آدمی پیدا کیوں ہوا آدمی کے اندر عقل وشعور کہاں سے آیا، آدمی کے تابع جو اللہ تعالیٰ نے وسائل عطا کر دیئے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے اس کو بھی سمجھنے کے لئے ہمیں علم کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ مثلاً آپ دیکھئے انسان پیدا ہوا۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بچے کی ضروریات سے متعلق تمام وسائل پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ زمین بھی موجود ہوتی ہے، ہوا بھی موجود، پانی بھی موجود، سورج بھی موجود، چاند بھی موجود، والدین کی شفقت اور ممتا بھی موجود، عزیز رشتہ داروں کا تعلق بھی موجود، بھوک پیاس کا جو نظام ہے اس کے لئے وسائل بھی موجود ، مثلاً ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اب اس کے لئے پانی ہی نہ ہو تو بچہ زندہ رہے گا؟، بچہ پیدا ہوا اللہ تعالیٰ ماں کے سینے کو دودھ سے نہ بھرے تو بچہ تب بھی مر جائے گا، بچے کے لئے ماں باپ کے دل میں شفقت اور ممتا نہ ہو اور والدین سے گرمی اور سردی کا تحفظ فراہم نہ ہو بچہ تب بھی مر جائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو پیدا بعد میں کیا وسائل پہلے سے فراہم کر دیئے۔ کیوں وسائل فراہم کر دیئے؟۔ اس کو سمجھنے کی بھی علم کی ضرورت ہے۔ اب جس زمین پر بچہ پیدا ہوا وہ زمین کیا ہے؟ اس زمین کی ساخت کیا ہے؟ اس زمین کے عناصر کیا ہیں؟ اس زمین کے اندر کھیتی باڑی اُگانے کی صلاحیت کہاں سے پیدا ہو گی؟ اس زمین پر درخت اُگتے ہیں اس زمین سے ہمیں کھانے کی تمام ضروریات مہیا ہوتی ہیں تو اب یہ سمجھیں کہ زمین کیا ہے اور زمین کی صلاحیت کیا ہے؟ اس کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے۔ اب دیکھئے سامنے کی بات ہے ایک زمین کے ٹکڑے میں آپ دو تین قسم کے بیج ڈال دیں۔ بھنڈی اگر آپ نے ڈال دی تو وہاں سے بھنڈی اُگ رہی ہے۔ اس کے قریب ہی آپ کھیرے کے بیج ڈال دیں تو وہاں کھیرا آپ کو مل جائے گا۔ اس کے قریب ہی آم لگا دیں تو آپ کو آم مل جائیں گے۔ صورت حال یہ ہے کہ زمین ایک ہے، پانی ایک ہے، دھوپ ایک ہے، ماحول ایک ہے، لیکن وہ زمین کے ایک ٹکڑے میں آپ کو مختلف نوع کی چیزیں مل رہی ہیں۔ جو آپ کے لئے ضروری ہے۔ جو آپ کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس زمین کی جو صلاحیت ہے کہ ایک درخت نکلتا ہے اس میں لال پھول ہوتے ہیں۔ دوسرے درخت میں پیلے پھول ہوتے ہیں۔ تیسرے درخت میں اور رنگ کا پھول سفید رنگ کا پھول ہوتا ہے۔ اور اب جب خوشبو پر آجائیں گے تو اسی طرح ایک ٹکڑے میں جتنے پھول ہیں ان کی خوشبو بھی الگ الگ ہیں تو یہ زمین کے اندر کیا ہے؟ کس طرح ہے، کیا ہے، کہ ایک دوسرے کے قریب درخت لگے ہوئے ہیں، مختلف پھل لگتے ہیں، مختلف ان کا رنگ ہوتا ہے، مختلف ان کا ذائقہ ہوتا ہے اور مختلف ان کی خاصیت ہوتی ہے۔ کوئی پھل گرم خاصیت کا ہوتا ہے کوئی پھل سرد خاصیت کا ہوتا ہے۔ کوئی پھل کھٹا ہوتا ہے، کوئی پھل میٹھا ہوتا ہے، کوئی پھل پیلا ہوتا ہے، کوئی پھل لال ہوتا ہے، کوئی پھل گلابی ہوتا ہے، اب مثلاً انار لے لیا اب انار کی تخلیق پر غور کریں ایک تو یہ وہ انار الٹا لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ تو اس کے اوپر کتنی ہی بارش پڑے انار کے اندر کوئی قطرہ نہیں جائے گا سارا انار کے اوپر سے قطرہ ڈھل کر نکل جائے گا۔ انار کے اوپر جو چھلکا ہے وہ اتنا دبیز ہے۔ اس کا اگر سخت چھلکا ہو گا تو اندر کے دانے خراب ہو سکتے ہیں۔ جب آپ انار کھولتے ہیں تو یہ پتا چلتا ہے انار پردہ در پردہ، پردوں میں کس نے پردے دیئے انتہاء یہ ہے کہ جہاں انار کا دانا ہے وہاں اس پردے میں باقاعدہ نشانات ہیں اس دانے کی مناسبت سے اب وہ دانے اس کا ایک الگ رنگ ہے۔ کہیں سفید رنگ ہے، کہیں کالا رنگ ہے، کہیں لال رنگ ہے، ذائقہ الگ ہے۔ اس

www.ksars.org

پردے کے جس پردے پر وہ دانے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان ایک باقاعدہ ایک پیکنگ ہے تاکہ ایک دانہ دوسرے دانے سے مل کر خراب نہ ہو جائے۔ تو جب آپ انار کو دیکھیں گے تو اس انار میں ایسی صناعی آپ کو نظر آئے گی کہ ہزاروں سائنٹسٹ ایک انار قدرتی انار کی طرح نہیں بنا سکتا ہے نہ اس میں دانے پیدا کر سکتے ہیں نہ اس میں وہ رنگ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ وہ کلی کے جس سے وہ انار بنا، بنالیں ان کے بس کی بات نہیں تو یہ جو زمین کے اندر صلاحیت ہے۔ انار کا دانہ بنانے سے پہلے وہ کلی ہوتی ہے۔ ایسی خوبصورت کلی پھر وہ پھول بنتی ہے پھر جب پھول پکتے ہیں گرتے رہتے ہیں جس سے انار بڑھتا رہتا ہے۔ اس کی شاخوں میں سے پانی کے ساتھ ساتھ پریشر بھی آرہا ہے جو اس کو پھولا رہا ہے غبارے کی طرح تو اب ہم انار کے اوپر غور کریں گے تو سارے سائنسدان کے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے غور کرنے کے لئے کہ پہلے ہمارے اندر علم ہو، ہمارے اندر علم کو جاننے کی، علم کو پرکھنے کی اور اللہ تعالیٰ کی صناعی کو مشاہدہ کرنے کی ایک بھی صلاحیت موجود ہے۔ اب پھر پڑھیں۔ الحمد للہ... سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو عالمین کا رب ہے ۔ اللہ تعالیٰ انار کا بھی ذکر کرتے ہیں اس کے انار کے قریب آپ دیکھئے شریفہ لگا ہوا ہے۔ اس کی حیثیت مختلف ہے۔ رنگ بھی مختلف ہے معلوم ہوا جیسے پھانکیں پھانکیں جیسی نکل رہی ہیں۔ اب اس کو آپ توڑ کر اس کے اندر سے گودا نکال لیں۔ سفید رنگ کا دودھیا رنگ کا گودا اور اس کا ذائقہ بھی بالکل مختلف ہے۔ شریفے کے بالکل برابر آپ دیکھئے شہتوت لگا ہوا ہے اس کی بالکل حیثیت ہی بدل گئی انار اور شریفے سے بظاہر کوئی تعلق ہی نظر نہیں آتا۔ مثلاً آپ یہ کہتے ہیں نہ اس کے اندر بھی ذائقہ ہے، اس کے اندر بھی خوشبو ہے تو یہ ساری باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں جو رب ہے عالمین کا، اس رب کا جو علم ہے وہ علم ظاہر ہو رہا ہے کہیں وہ علم انار بن جاتا ہے ، کہیں وہ علم امرود بن جاتا ہے، کہیں وہ علم آم بن جاتا ہے، کہیں وہ علم شہتوت بن جاتا ہے، کہیں وہ علم کیلا بن جاتا ہے، دوسری بات پر آپ غور کریں یہ بھی علم کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی۔ کیلا ہے اس کے اندر پانی ہی پانی ہوتا ہے کیلا کا درخت نکالیں۔ اس میں آپ کو پانی کے علاوہ کچھ ملے گا؟ اس میں لکڑی ہوتی ہی نہیں ہے اب کیلے کی جو حیثیت ہے ایسا لگتا ہے جیسے اللہ میاں ہمارے لیے قلفیاں بنا کر لٹکاتے ہیں۔ اب اس کو آپ کھولیں اس کی شکل وصورت بھی الگ ہے۔ اس کا ذائقہ بھی الگ ہے۔ تو پھر آپ غور کرتے چلیں جائیں گے اللہ کی نشانیاں آپ کے اوپر کھلتی چلی جائیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کے آپ کے اندر علم کی تلاش ہو اور آپ کے اندر علم کا تسلسل ہو اور آپ غور کریں ساری دنیا جانتی ہے پانی کی خاصیت ہے کہ پانی نیچے کی طرف میں بہتا ہے اور جب ہم پانی اور درخت کا موازنہ کر یں تو پانی اپنی فطرت تبدیل کر کے اوپر کی طرف جاتا ہے آپ نے ناریل دیکھے ہونگے ساٹھ ساٹھ فٹ اونچا ہوتا ہے۔ ساٹھ فٹ اونچا ناریل لٹکا ہوا ہے۔ آپ وہاں سے توڑتے ہیں کھولتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے پیالے بھرے ہوئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے اب یہ کون سا فارمولا بنا کہ پانی نشیب میں بہنے کے بجائے جو اس کی فطرت ہے اپنی فطرت سے ہٹ کر وہ اوپر کی طرف گیا اور اوپر جا کر پانی ایک ڈال میں ذخیرہ ہو گیا مگر یہ بھی ہے صحت کے لئے بھی اچھا ہے۔ اس کے اندر ایک ذائقہ بھی ہے۔ تو یہ کون سا فارمولا بنا پانی بغیر کسی مشین کے بغیر کسی پمپ کے، بغیر کسی موٹر کے کتنا اوپر چلا گیا اور جاتا ہوا نظر بھی نہیں آیا اور پیالوں میں جمع بھی ہو گیا۔ وہ پیالے ناریل کے وہ پیالے اللہ کی مخلوق کی خدمت بھی کر رہے ہیں اور ظاہر ہے وہ ناریل اللہ نے انسانوں کے لئے ہی بنایا ہے۔ انسان اسے کھاتے ہیں۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب آپ کے اندر علم سیکھنے کا تقاضہ ہو گا۔ جب آپ جہالت سے نکل کر علم کی روشنی میں داخل

www.ksars.org

ہونگے۔ سورج کو آپ دیکھیں روز نکلتا ہے۔ مشرق سے مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔ اب بے وقوفی کی بات تو یہ ہو گی سورج نکلتا ہے۔ ڈوب جاتا ہے۔ دیکھئے جو باصلاحیت لوگ ہیں۔ جو صاحب فہم ہیں جو صاحب عقل و شعور ہیں۔ وہ ضرور سوچتے ہیں کہ کون سا نظام ہے جو روز سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں چھپتا ہے۔ مغرب کیا ہے؟ مشرق کیا ہے؟ کیوں نکلتا ہے؟ کیوں چھپ جاتا ہے؟ دھوپ جو سورج کے اندر ہے اس کا فائدہ کیا ہے؟ چاند کو آپ دیکھ لیجئے اس کی روشنی آپ دیکھئے ایسا لگتا ہے کہ اللہ میاں نے اپنی ٹیوب لائٹ لگا رکھی ہے آسمان میں کہیں بھی چلے جایئے، امریکہ میں چلے جائیں، لندن میں چلے جائیں، پاکستان میں آجائیں، ہندوستان میں آجائیں، مکے چلے جائیں، مدینے چلے جائیں ہر جگہ اللہ میاں کی ٹیوب جل رہی ہے۔ ہر جگہ ایک ہی ٹیوب ہوتی ہے نہ بظاہر اس میں کوئی تار ہوتا ہے، نہ اس میں کوئی تیل جلتا ہوا نظر آتا ہے، نہ کوئی پٹرول جلتا ہوا نظر آتا ہے، نہ کوئی بجلی کا کنکشن ہے تو صاحب عقل و فہم اس طرف ضرور متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ کیا نظام ہے یہ روشنی کا، یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے اگر سورج سے چاند کو روشنی مل رہی ہے۔ تو وہ کیسے مل رہی ہے کوئی تار تو نہیں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی کھمبا بھی نہیں ہے آدمی اپنی پیدائش پر غور کرے اب دیکھئے وہ عجیب معاملہ اب وہ ناقابل تذکرہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ناقابل تذکرہ ایک قطرہ ہوتا ہے اس ایک قطرے سے اتنا خوبصورت آدمی بن جاتا ہے پیدائش دیکھ لیجئے دو بالشت کا بچہ ہوتا ہے۔ لیکن وہی دو بالشت کا بچہ چھ فٹ کا سات فٹ کا آدمی بن جاتا ہے۔ اب دیکھئے ماں کتنی چھوٹی اور بچہ اس سے ماشاءاللہ چھ فٹ کا ہے۔ اگر ماں کو خالی ترازو میں ایک طرف بچے کو بٹھالیں اور ایک طرف پانچ مائیں بیٹھ جائیں پھر بھی بچہ بھاری ہو گا۔ کیسے بچہ اتنی نشوونما پا کر بھاری ہو گا۔ اپنے اندرونی جسم کو آپ دیکھیں آپ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ کو ہضم کرنے کے لئے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی کھانا ہضم ہو رہا ہے، خون بڑھ رہا ہے، خون دوڑ رہا ہے۔ پھیپھڑے اپنا کام کر رہے ہیں خون کو صاف کر کے دل کو ترسیل کر رہے ہیں، دل اپنا کام کر رہا ہے پمپنگ کر کے تمام وریدوں اور شریانوں کو وہ خون دے رہا ہے اور وہ خون دوڑ رہا ہے آپ چل رہے ہیں تب خون دوڑ رہا ہے، آپ بیٹھے ہیں تب خون دوڑ رہا ہے، آپ بھاگ رہے ہیں تب خون دوڑ رہا ہے، آپ کچھ بھی نہیں کرتے دوران خون کے لئے کوئی بندہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ لیکن خون ہے کہ پورے جسم میں دوڑ رہا ہے اور پورے جسم میں خون سے انرجی حاصل ہو رہی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ یہ کیسے خون دوڑ رہا ہے اگر آپ کے اندر علم سیکھنے کا جذبہ نہیں ہو گا تو آپ کبھی بھی اللہ کی ان نشانیوں پر غور نہیں کریں گے۔ آپ کے اندر علم سیکھنے کا جذبہ ہو گا۔ آپ کے اندر علم سیکھنے کا شوق ہو گا۔ آپ کے اندر علم سیکھنے کا تجسس ہو گا۔ تب آپ اللہ کی نشانیوں پر غور کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ـــــ "کہ جو لوگ صاحب عقل ہیں، صاحب شعور ہیں وہ اللہ کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں"۔ اس کا مطلب یہ ہوا جو لوگ صاحب عقل نہیں ہیں بیوقوف ہیں پاگل ہیں۔ ان کے اندر عقل ابھی نہیں آئی وہ اللہ کی آیتوں پر غور نہیں کرتے۔ آپ کے یہاں بیٹا پیدا ہوا۔ سب سے پہلے آپ اس کے کان میں اذان دلواتے ہیں۔ کیوں بھئی اذان آپ کیوں دلواتے ہیں اذان آپ اس لئے دلواتے ہیں کہ جو بچہ میرے یہاں پیدا ہوا اس کا پہلا علم یہ بنے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ موحد ہے۔ مسلمان ہے آدمی مشرک نہیں ہے۔ پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے اذان کا کام یہ کہنا کہ تکبیر کا پڑھنا کیا منشاء ہے اس کے علاوہ کیا منشاء ہے کہ آپ اپنے بچے کے شعور کی سطح پر پہلا نقطہ علم کا یہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس بچے کے علم میں یہ بات ڈالنا چاہتے ہیں کہ یہ مسلمان کا بچہ ہے۔ جس طرف بھی آپ رُخ کریں، جس طرف بھی آپ غور و فکر کریں ایک ہی بات آپ کو نظر آئے

www.ksars.org

گی کہ انسان میں اور حیوان میں انسان میں اور فرشتوں میں بنیادی امتیاز یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے علم سیکھنے کی صلاحیت عطا کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم ناقابل تذکرہ شئے تھے ہم نے تمہیں بجنی اور کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔ عجیب بات ہے ہم تو کتنے ہاتھ مارتے ہیں نہ بجنی ہے نہ کھنکھاتی مٹی ہے اور اللہ فرماتے ہیں کھنکھاتی مٹی بجنی سے تمہیں پیدا کیا۔ تم کچھ بھی نہیں تھے ہم نے تمہارے اندر اپنی روح ڈال دی، اپنی جان ڈال دی۔ اب دیکھئے آپ کے اندر میرے اندر ذراسی بھی عقل ہوتی، ذراسی بھی حیوانیت سے ہٹ کر ذراسی بھی انسانیت ہے تو ہم یہ ضرور سوچیں گے بھئی اللہ تعالیٰ جو کہہ رہے ہیں، میں نے انسان کے اندر اپنی جان ڈال دی ونفخت فی الروحی... کہ میں نے اپنی جان ڈال دی انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی جان پڑی ہوئی ہے۔ یہاں اپنی جان نظر نہیں آرہی کیوں اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور ہی نہیں کیا۔ کبھی ہم نے اس بات کو علم بنا کر سوچنے کی تکلیف ہی گوارہ نہیں کی۔ اب سائنس کی طرف آجایئے موجودہ سائنس آپ جانتے ہیں۔ جس قوم میں علم ہوتا ہے۔ وہی قوم افضل اور برتر ہوتی ہے۔ جب تک مسلمانوں کے پاس علم رہا مسلمان ساری قوموں پر حاکم رہا۔ مسلمانوں کے اندر سے علم نکل گیا غیر مسلموں نے علم کو حاصل کر لیا اب صورت حال یہ ہے کہ مسلمان ان غیر مسلموں کے غلام ہے جو پہلے اس کے غلام تھے۔ وجہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے یہاں سے علم نکل گیا تفکر نکل گیا اب جتنی سائنسی ترقی ہے اس کا نام آپ علم کے علاوہ کیا رکھتے ہیں یہ ریڈیو، یہ ٹی وی، یہ سیٹلائٹ کے نظام، یہ ہوائی جہاز، ہتھیار، یہ جتنے بھی ہیں یہ بھی علم ہے، علم کو انہوں نے سیکھا علم سے انہوں نے استعفادہ کیا، نئی نئی ایجادات ہوئیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ تمام دنیا پر ان کی حکمرانی قائم کر لی گئی دیکھئے آج ہے۔ تو مسلمان غلام کیوں بنا؟ مسلمان غلام اس لئے بنا کہ اس کے آباؤاجداد کے پاس علم تھا، آباؤ اجداد نے اس علم کی بنیاد پر ساری دنیا پر حکمرانی قائم تھی وہ اس نے چھوڑ دیا اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ دوسری قوموں نے وہی علم جو مسلمانوں کے پاس تھا وہ حاصل کر لیا تھا اب علم کی بنیاد پر وہ حاکم ہو گئے۔ قرآن پاک کیا ہے قرآن پاک بھی علم ہے قرآن کی کتاب کو آپ علم کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ قرآن پاک آپ کو یہ علم دیتا ہے کہ آپ کس طرح زندگی گزاریں۔ قرآن پاک آپ کو یہ علم دیتا ہے کہ آپ کاروبار کس طرح کریں، قرآن پاک آپ کو یہ علم عطا کرتا ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق کیا ہیں، قرآن پاک آپ کو یہ علم منتقل کرتا ہے کہ والدین کے حقوق کیا ہیں،، قرآن پاک آپ کو یہ علم منتقل کرتا ہے کہ کائنات کے تخلیقی فارمولے کیا ہیں۔ جب تک مسلمان قوم کا قرآن کے ساتھ تعلق قائم رہا قرآن کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے یہ ہے کہ قرآن کے علوم کو سیکھا اور قرآن کے علوم میں جو حکمتیں ہیں ان سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے اب آج دیکھئے علم کا آج بھی چرچہ ہے کل بھی چرچہ تھا ہر ماں باپ کی خواہش یہ ہوتی ہے اس کا بچہ تعلیم حاصل کرے پڑھے۔ اب اسکولوں میں داخل کرتے ہیں۔ گھر میں ٹیوشن لگواتے ہیں، خود پڑھاتے ہیں کیوں اس لئے یہ پتا ہے جس کو علم حاصل ہے اس کی معاشرے میں عزت ہے۔ ماں علم حاصل کراتی ہے اور جو لوگ علم حاصل نہیں کرتے وہ گلیوں میں کھیلتے پھرتے مزدوریاں کرتے ہیں نہ اس کے اندر کوئی اخلاق ہوتا ہے نہ اس کے اندر کوئی احترام ہوتا ہے۔ نہ وہ معاشرے میں قابل احترام جانے جاتے ہیں۔ معاشرے میں قابل احترام وہی بندہ سمجھا جاتا ہے جس کے پاس علم ہو۔ قرآن سارا کا سارا علم ہے، قرآن پاک میں جو بھی کچھ بیان کیا تو اس کو کوئی بھی آدمی علم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ سیدنا حضور ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں غار حرا میں مراقبہ کرنے جایا کرتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام

www.ksars.org

تشریف لائے اقرا بسم ربک الذی...اب دیکھئے اقرا...پڑھ...پڑھنے سے مراد ہے علم سیکھ۔۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے علم منتقل کیا پھر جناب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے لئے کتاب چھوڑ دی جس میں ہر چیز موجود ہے۔ اس میں دنیاداری بھی موجود ہے ،اس میں معاشرت بھی موجود ہے کہ ہم کیسے رہیں اس میں وراثت کا مسئلہ بھی موجود ہے اور اس میں یہ بھی موجود ہے چاند کیا ہے ،سورج کیا ہے،،ستارے کیا ہیں،زمین کیا ہے۔ ایک ہی زمین ایک ہی پانی رنگ برنگ پھول کیسے نکال دیئے،ایک ہی زمین ایک ہی پانی رنگ برنگ پھل انگور کیسے نکال دیئے،ایک ہی زمین ایک ہی پانی سے مختلف ذائقے والے پھل مختلف ذائقے والی غذا آپ کو کیسے حاصل ہو گئی۔ اس کے فارمولے بھی قرآن پاک میں موجود ہیں تو اب بات یہ طے ہوئی کہ اس کا تعاون کرنے کے لئے دنیا پر حکمرانی قائم کرنے کے لئے، فرشتے میں سبقت حاصل کرنے کے لئے اب فرشتوں پر آدم کو سبقت کیسے حاصل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا فرشتوں سے میں آدم بنارہا ہوں، اپنا خلیفہ بناؤ نگا، فرشتوں نے کہا خون خرابہ کرے گا فساد برپا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا بھئی جو ہم نے اس کو سکھا دیا وہ تم سناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے جو علوم ظاہر کئے۔ آپ کو پتا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے وہ علوم ظاہر کئے جو فرشتوں کو نہیں آتے تھے جب فرشتوں نے وہ علوم سنے جن سے وہ واقف ہی نہیں تھے۔ جو کبھی ان کے کانوں میں منتقل ہی نہیں ہوئے اور اس طرح وہ علوم سن کر آدم کی فضلیت کا اقرار کیا اور آدم کو خلیفہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ سے اقرار کیا کہ آپ نے جتنا علم سکھا دیا ہمیں بس اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن آپ نے جتنا ہمیں سکھا دیا اُتنا ہی جانتے ہیں اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ فرشتے کی بھی فضلیت اس بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم سکھا دیئے۔ اب آدم کے پاس فرشتوں سے زیادہ علوم ہوئے۔ لہذا اب یہ فضلیت فرشتوں کے اوپر ثابت ہو گئی اور فرشتے آدم کے محکوم قرار پائے یہاں بھی علم زیر بحث آتا ہے۔ زندگی کے کسی بھی مرحلے میں آپ غور و فکر کریں۔ آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ پیدائش سے لیکر موت تک اور موت کے بعد سے حشر اور نشر تک جنت دوزخ تک اگر کوئی چیز قائم ہے۔ وہ علم کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ کھانا کھاتے ہیں۔ روٹی کھاتے ہیں یہ سب کیا ہے یہ بھی علم ہے۔ اب بھئی روٹی ہوتی ہے گیہوں۔۔ پہلے آپ کو گیہوں کا علم ہو گا پھر آپ نے گیہوں کو پیسا آٹے کا علم ہوا تو آپ نے آٹے کو گوندھا تو گوندھنے کا علم ہوا، پھر آپ نے توے کے اوپر روٹی ڈالی تو روٹی پکانے کا علم ہوا، جس آگ نے وہ روٹی پکائی اس آگ کا بھی علم ہوا، لکڑی کی آگ، کوئلے کی آگ، گیس کی آگ، مٹی کے چولھے کی آگ، پھر آپ نے روٹی کھائی یہ بات کا علم ہوا کہ ہم روٹی کھائیں گے تو ہمارے اندر طاقت پیدا ہو گی، ہم چل پھر سکیں گے اور ہم روٹی نہیں کھائیں گے، ہم کمزور ہو جائیں گے چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ لہذا گندم کے دانے سے روٹی کھانے تک جتنے بھی مراحل ہیں۔ وہ سب کے سب علم کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ سمجھتے ہیں پانی سے پیاس بجھتی ہے یہ بھی ایک علم ہے۔ پانی سے پیاس بجھتی ہے یہ کیا یہ علم نہیں ہے۔ تو جو بھی کچھ ہے اس کائنات میں وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنانا چاہا غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنانا چاہا کہا "کن " اور وہ ساری کائنات بن گئی، کیا مطلب ہے کہ۔۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں کائنات پہلے سے موجود تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو جو پہلے سے اللہ کے علم میں موجود تھی۔ جب کن کہا تو بن گئی تو ساری کائنات علم کے علاوہ کچھ نہیں آپ حضرات کو جو یہاں آنے کی زحمت ہوئی۔ آپ تشریف لائے اپنا وقت نکال کر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ جو مسلمانوں کی یہ جو بربادی ہے، بدحالی ہے، غلامی ہے، محکومی ہے، اس

www.ksars.org

کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر سے علم کا شوق نکل گیا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے اسلاف کا آباؤ اجداد کا وہ ورثہ جو علم سے متعلق ہے اس کو پس پشت ڈال دیا۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ میرے مرشد کریم ہیں۔ انہوں نے اس بات پر غور کیا کہ مسلمان کو اگر غلامی سے نکالا جائے مسلمان کو اگر سائنٹسٹ کے برابر لا کر کھڑا کیا جائے تو یہ تو سینکڑوں سال وہ آگے ہیں تو ہم جب کوشش کریں گے۔ وہ سینکڑوں سال اور آگے پہنچ جائیں گے لہذا ہم انہیں پکڑ نہیں سکتے یوں بھی نہیں پکڑ سکتے کہ مسلمانوں کے پاس جو علوم ہیں۔ وہ بھی بھیک میں خیرات میں جتنی بھی ہوتی آپ علم کے معاملے میں بھی اتنے مفلس ہو گئے ہیں کہ علم کے معاملے میں بھی غیر مسلم کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پاس اللہ کی دی ہوئی کتاب موجود ہے۔ تو حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کی مفلسی کیلئے مجھ سے فرمایا کہ اگر کسی طرح یہ سوئے ہوئی قوم جاگ کر علم حاصل کرنا شروع کر دے تو یہ پھر ممتاز ہو جائے گی اور اگر قرآن کا علم حاصل کرنا شروع کر دے تو اللہ کا انعام اس کے پاس موجود ہے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی وہ ان کے رسول ہیں، ان کے پیغمبر ہیں، ان کے پاس ماورائی علوم ہیں۔ تو جب قرآن کے اندر اس کا دل لگے گا اسی مناسبت سے یہ علم حاصل کرلے گی اور موجودہ سائنسی دور میں تھوڑی سی جدوجہد اور کوشش کے بعد یہ ممتاز مقامات آتے ہیں۔ لہذا میں نے۔۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی بیس سال میں۔۔ علم سے آبیاری شروع کی جتنا مجھے آتا تھا آپ جانتے ہیں جب کوئی آدمی کوشش جدوجہد خلوص کے ساتھ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس میں کامیابی عطا کرتا ہے۔ جب آپ زمین پر بیج ڈالتے ہیں اور تھوڑا پانی بھی دے دیتے ہیں تو زمین اس بیج کو ضائع نہیں کرتی۔ اس کے اندر نشوونما پہنچاتی ہے اور جب وہ نشوونما پہنچاتی ہے تو ایک دن وہ درخت بھی بن جاتا ہے تو اس کوشش اور جدوجہد میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ کامیابی ہوئی لوگ قریب آئے، لوگوں نے برا بھی کہا، لیکن زیادہ لوگ قریب آئے۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ایک آدمی جو ہے وہ ہر وقت سو دو سو پانچ سو ہزار آدمیوں کے ہجوم میں گھرے رہے۔ تو اس کی ترکیب یہ نکالی کہ سو دو سو پانچ سو آدمیوں کے ہجوم کو تقسیم کر کے ایسے یونٹ بنا دیے جائیں جہاں ان کی علم کی پیاس، جہاں ان کا علم کا تجسس اور شوق پورا ہو اس تجسس اور شوق پورا کرنے کے لئے ہم نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا اور نتیجہ یہ پایا کہ، جگہ جگہ اگر مطالعہ کے سنٹر قائم کر دیئے جائیں، ایسی جگہ فراہم کر دی جائے جہاں والدین حضرات و خواتین تشریف لائیں جہاں نونہال طلبہ اور طالبات تشریف لائیں اور انہیں پڑھنے کے لئے موضوع مل جائیں ان کے اندر علم حاصل کرنے کا ذوق پیدا ہو جائے۔ ان کے اندر مراقبہ کرنے کا شوق پیدا ہو جائے تو اس سے کامیابی کے امکانات زیادہ روشن ہو نگے۔ شروع میں ایک لائبریری بنی دو لائبریری بنیں اللہ کا بہت بڑا اکرم ہے کہ لوگوں نے ہماری اس کوشش اور جدوجہد میں ہمارے ساتھ برابر کا تعاون کیا کہ لوگوں نے ہماری اس کوشش اور جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دعائیں کی اور اللہ کا کرم ہے کہ کراچی شہر میں کئی لائبریریاں تقریباً بارہ لائبریریاں قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور منشاء ہمارا یہی ہے جہاں ہم یہ لائبریریاں قائم کرتے ہیں۔ اس محلے والوں کو اس حلقے کے لوگوں کو اس طرف راغب کریں، کسی طور پر کہ آپ وہ علم سیکھیں۔ آپ بزرگوں سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنے دوستوں کو چھوٹوں کو متوجہ کریں کہ وہ علم حاصل کریں۔ علم دو طرح کے ہوتے ہیں دنیاداری کا علم ہے وہ بھی ضروری ہے دنیاداری کے ساتھ ساتھ دین کا بھی علم سیکھنا بھی ضروری ہے دین کا آپ علم نہیں سیکھیں گے تو اللہ سے قربت حاصل

www.ksars.org

نہیں ہو گی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضہ پورا نہیں ہو تا۔ تو یہ عظیمیہ روحانی لائبریری آپ کے علاقے میں قائم ہوئی ہے اس کا منشاء یہ ہے جو مسلمان قوم علم سے بہرہ ور ہو گئی ہے اس کی وجوہات کچھ بھی ہو وہ اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے رسول کے مطابق علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوں، مجھے یقین ہے یہاں جو اتنے لوگ تشریف لائے ہیں ظاہر ہے ان کے اندر علم سیکھنے کا، علم کے بارے میں سننے کا شوق محسوس نہ ہو تا تو اتنی بڑی تعداد میں تشریف نہ لاتے اس سے پتا چلتا ہے کہ مسلمان قوم کے افراد ،مسلمان قوم کے بزرگ، مسلمان قوم کے نوجوان، طلبہ ،طالبات اس تلاش میں ہیں کہ انہیں علم ملے۔ سلسلہ عظیمیہ نے ایک علمی مشن کے تحت آپ حضرات کے لئے ایک ٹھکانہ پڑھنے کا فراہم کر دیا ہے۔ آپ اس جگہ تشریف لے آئیں، کتابیں پڑھیں مطالعہ کریں اور صورت حال یہ ہے کہ اس علم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں اس کی گہرائی میں جانا چاہیں اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہم دعویٰ تو نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی جتنا دیا بہر حال تھوڑا دیا ہے ہم انشااللہ وہ بھی آپ تک پہنچائیں گے اور آئندہ پہنچاتے رہیں گے۔ آپ حضرات سے میری التجاء ہے درخواست ہے کہ آپ کے علاقوں میں جدوجہد اور کوشش کے ساتھ لائبریری قائم کی ہے۔ اس لائبریری کو آپ چشمہ بنادیں اور تاکہ سے اس علاقے کے لوگ سیر اب ہوں، ہم تو مر جائیں گے بوڑھے ہو گئے ہماری نوجوان آنے والی جو نسلیں ہیں وہ محکومی اور غلامی کی زندگی نہ گزرایں بلکہ ایسی زندگی گزاریں جیسے ہمارے بزرگوں نے ہمارے اسلاف نے ساری دنیا پر حکمرانی قائم کر کے گزاری۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرما اور ہم سب کو علم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے آپ حضرات تشریف لائے آپ کا بہت شکریہ۔

www.ksars.org

اللہ کے دوست کو غم وخوف نہیں ہوتا

اعوذ باللہ...(لندن عرس میں خطاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلا اِن اَولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون...

معزز حضرات، محترم خواتین و حضرات، میرے دوستوں اور عظیمی بہن بھائیوں میں مرکزی مراقبہ ہال کراچی پاکستان سے آپ سے مخاطب ہوں اور آپ کی خدمت میں مودبانہ سلام عرض کرتا ہوں السلام وعلیکم، حاضرین مجلس آپ بلاشبہ بہت سعید اور خوش بخت ہیں جو آپ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے عرس کی تقریب میں شریک ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے بارے میں آپ سب حضرات اس بات سے واقف ہیں۔ کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے وراث ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے بارے میں فرمایا ہے اَلا اِن اَولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون... کہ اللہ کے دوستوں کو غم اور خوف نہیں ہوتا۔ اب آپ یہ دیکھئے کہ انسان کی زندگی میں وہ دو رخ ایسے ہیں جن کی بنیاد پر انسان بیمار بھی ہوتا ہے۔ انسان کی عمر کم بھی ہوتی ہے اور انسان کے اندر دشمنیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان کے اندر سے خوف اور غم نکال دیا جائے یا انسان اپنی جدوجہد اور کوشش سے خوف اور غم کی اس بات سے آزاد ہو جائے تو اس کی زندگی ساری کی ساری زندگی خوشی کے علاوہ کچھ نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی بیوی حوا کو کہا کہ تم جنت میں رہو تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے... جنت میں رہو اور وہاں سے خوش ہو کر کھاؤ پیو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت ایک ایسی جگہ ہے۔ ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں آدمی خوش ہو کر تو رہ سکتا ہے لیکن ناخوش آدمی کو جنت کسی بھی حال میں قبول نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا...لاتقرب ھذہ شجرۃ... کہ اس درخت کے قریب نہ جانا اگر تم نے نافرمانی کی اور اس درخت کے قریب جا کر اللہ کی خلاف ورزی کی تو تمہارا شمار ظالموں میں ہوگا۔ ظاہر ہے ظالم آدمی تو خوش ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن پاک میں فرمایا ہے... اَلا اِن اَولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے دوست کی شناخت یہ ہی ہے کہ اسے خوف اور غم نہیں ہوتا یہ جتنے بھی پیر فقیر اولیاء اللہ ابدال اس دنیا میں تشریف لائے۔ یہ سارے کے سارے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب جانتے ہیں سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے علوم کے وارث ہیں اب ہم یوں کہیں گے یہ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کا علم منتقل ہوا در اصل یہ اللہ تعالیٰ کے بھی وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان بندوں کی شان میں فرمایا ہے کہ زمین پر میرے بندے ایسے بھی ہیں جو میرے بھروسے پر کوئی بات کہہ دیتے ہیں تو میں ان کو پورا کرنا اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ زمین پر میرے بندے ایسے بھی ہیں جو چیز پکڑ لیتے ہیں تو در اصل میں ان کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جب وہ چلتے ہیں تو میرے پیروں سے چلتے ہیں اور جو وہ کچھ کہتے ہیں تو ان کی زبان پر میں بولتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس بات کی طرف واضح طور پر دلیل ہے کہ انبیاء کے وارث اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے

www.ksars.org

علوم کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علوم کی وارثت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرز فکر کیا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو کائنات بنائی ہے اس کائنات کے اندر جو تخلیقی فارمولے کام کررہے ہیں۔ ان سے واقفیت کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے واقفیت ہیں، اللہ تعالیٰ کے علم الاسماء سے واقفیت ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے کائنات کو جس بنیاد پر تخلیق کیا اس کائنات کی تخلیق سے واقف ہیں، اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جو ایڈمنسٹریشن قائم کیا ہے اس ایڈمنسٹریشن سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ چلانے والے ہیں اس لئے یہ سارے بندے، اولیاء اللہ کا یہ گروہ علم لدّنی کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں جب کوئی بندہ اولیاء اللہ کی طرز فکر کو حاصل کرلیتا ہے تو وہ بھی ولی ہو جاتا ہے۔ ولی کا مطلب ہے اللہ کا دوست اور اللہ نے اپنے دوستوں کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ ان کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔ اب جتنے بھی ہم عبادت کرتے ہیں یا جتنے بھی کام اللہ اور رسول سے منسوب کرکے ہم قائم کرتے ہیں اس کا صلہ یا یہ نتیجہ مرتب ہونا چاہئے اور ہوتا ہے کہ بندہ یہ ساری جدوجہد اور کوشش اس لئے کررہا ہے کہ وہ اللہ کا دوست بننا چاہتا ہے اور اللہ کے دوست کی تعریف یہ ہے کہ اسے خوف اور غم نہیں ہوتا۔ اب یہاں جتنے بھی اہل مجلس تشریف فرما ہیں۔ وہ سب اور میں تمام امت مسلمہ اس بات پر اگر تفکر کریں کہ اللہ کے ولی کی، اللہ کے دوست کی پہچان یہ ہے کہ اس کے اندر خوف اور غم نہیں ہوتا۔ لہٰذا میں جب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچتا ہوں کہ میرے اندر غم اور خوف ہے اور مجھے یہ جواب ملتا ہے۔ ساری زندگی غم اور خوف کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے میں کسی بھی طرح اللہ کا دوست نہیں ہوں۔ اگر میرے اندر غم اور خوف نہیں ہے۔ میرا رشتہ اللہ سے استوار ہے اللہ کے رسول محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت مجھے حاصل ہے تو اس کے نتیجے میں بڑی طرز فکر یہ ہوگی کہ مجھے کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے سارے وسائل میں استعمال کرونگا، چیزیں استعمال کروں گا، زندگی گزارنے کے لئے معاش کے ساتھ ساتھ خاندان میں رہوں گا، بیوی بچے بھی میرے ہونگے، لیکن پھر بھی وہی بات ہے ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے مجھے ان چیزوں کے ظاہر ہونے کا غم ہے یا مجھے خوف ہے کہ یہ ساری چیزیں مجھے چھوڑ جائیں گی تو میں کچھ بھی کروں کچھ بھی کروں اللہ کا دوست نہیں ہونگا اور جب اللہ کا دوست نہیں ہونگا میرے اوپر غم اور خوف مسلط رہے گا۔ تو جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں ولی جیسے میں نے ابھی عرض کیا کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ اللہ کے ولی ہیں جن کی پیروی کرنا ہم سب اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ جن کی تعلیمات پر عمل کرکے خوش ہوتے ہیں۔ جن کے روحانی مشن کو ہم پھیلا کر اپنے لئے عاقبت درست کرتے ہیں، جن کا ذکر جمیل کرکے ہمارے اندر خوشیوں کے فوارے ابلنے لگتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے دوست ہیں اور ان کے اندر خوف اور غم نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب ہم ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر تذکرہ کریں اجتماعی طور پر تذکرہ کریں، ان کے تعلیمات کا پرچار کریں، ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کریں، تو ہمارے اندر ایک خوشی کی ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ بہرحال آج یہ تجربہ آپ کرچکے ہیں اور آئندہ بھی آپ کو یہ تجربات ہوتے رہیں گے۔ آپ تجربہ کریں کہ چار بھائی عظیمی بھائی بہنیں بیٹھے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات کا تذکرہ کریں۔ حضور کی کرامات محفل کو سنائے۔ تو جتنی دیر آپ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے تذکرہ کرتے رہے گے اتنی دیر آپ میں نہیں کوئی وسوسہ آئے گا۔ نہ آپ کے اندر کوئی خوف پیدا ہوگا اور نہ آپ کے اندر کسی قسم کی کوئی لہر محسوس ہوگی۔ یہ تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمیں حضور قلندر بابا اولیائؒ کی نسبت حاصل ہے اور ہمارے لئے بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ایک بہت

www.ksars.org

بڑے ولی کی کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے۔ جو ہمارے لئے دنیاوی اوراخروی دونوں عالم میں اجر کا باعث اور سبب ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم لدّنی کے وارث ہیں اور علم لدّنی سے مراد وہ تمام علوم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے علم الاسماء پر مشتمل ہیں۔ یہ وہی علوم ہیں جن کی بنیاد پر آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور جب ابلیس نے سجدے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مردود قرار دے دیا۔ اس حوالے سے بھی کہ ہم آدم کی اولاد ہیں تو ہمارے اوپر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ آدم کی اولاد کا اصل ورثہ علم الاسماء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا فرشتوں سے کہ میں آدم کو زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے اعتراض کیا کہ یہ خون خرابہ اور فساد برپا کردے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سکھایا۔ وعلم آدم الاسماء کلھا...پہلے آدم کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء سکھائے ۔صفات کے علم سکھائے، تخلیق کے علوم سکھائے، اپنی پہچان کا جو ذریعہ بنتا ہے وہ علوم سکھائے، اور اس کے بعد آدم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ تمہیں سکھایا دیا ہے تم فرشتوں کے سامنے بیان کرو۔۔۔۔ ثم عرضھم علی الملائکۃ...اور آدم نے جب وہ علوم فرشتوں کے سامنے بیان کئے تو فرشتوں نے کہا یارب العالمین ہم یہ نہیں جانتے۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں، جتنے علوم آپ نے جو ہمیں سکھا دئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم کی فضلیت اس بنیاد پر نہیں ہے کہ وہ آدم کا بیٹا ہے۔ مادی اعتبار سے یا جسمانی اعتبار سے بلکہ آدم کی فضلیت یہ ہے کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھا دئے جو علوم کائنات میں کسی دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے نہیں سکھائے اور جب کوئی بندہ ان علوم کو سیکھ لیتا ہے اللہ کا نائب بن جاتا ہے تو اس کی حیثیت ولی کی ہوتی ہے۔ اللہ کے دوست کی ہوتی ہے اور اللہ کے دوست کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ کے دوست کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔ ان آیات کی روشنی میں ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے اور اپنا محاسبہ کرے کہ وہ اللہ کا دوست ہے یا نہیں یا اس بات پر غور کریں۔ کیا اللہ کا غیر دوست جنت میں جا سکتا ہے اس کا ایک ہی جواب ہوگا جنت میں وہی لوگ جائیں گے جو اللہ کے دوست ہوں گے۔ اور اللہ کے دوست کی تعریف یہ ہے کہ اس کو خوف اور غم نہیں ہوتا۔ یعنی جس بندے کے اندر خوف اور غم ہے وہ اللہ کا دوست نہیں ہے اور اللہ کا غیر دوست جنت میں نہیں جا سکتا۔ تو یہ بڑا المیہ ہے کہ ہم قرآن پاک کو پڑھتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک کی آیات میں جو حکمت ہے، اللہ تعالیٰ نے جو نوع انسانی کو پیغام دیا ہے۔ اس پر غور نہیں کرتے پھر اس بات پر آپ غور فرمائیں یہاں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں صاحب جنت میں کون جائے گا۔ خواتین و حضرات جنت میں کون جائے گا؟ تو آپ کا یہ جواب ہوگا اللہ کا دوست جنت میں جائے گا۔ جو اللہ کا دوست نہیں ہے وہ دوزخ میں جائے گا جنت میں نہیں جائے گا۔ پھر میں خواتین و حضرات آپ سے دوسرا سوال یہ کرتا ہوں کہ اللہ کے دوست کی تعریف کیا ہے؟ آپ کا جواب یہ ہوگا، اللہ کے ارشاد کے مطابق ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کا دوست وہ ہوتا ہے جس کے اندر خوف اور غم نہیں ہوتا۔ کسی چیز کے جانے کا غم نہیں ہوتا اور کسی چیز سے نقصان پہنچنے کا خوف نہیں ہوتا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ جب اللہ کے دوست کی یہ پہچان ہے کہ اسے خوف اور غم نہیں ہوتا۔ تو اللہ کے غیر دوست کی یہ پہچان ہوئی کہ وہ خوف اور غم سے آزاد نہیں ہوتا۔ جب ہم اپنے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے۔ کوئی بھی خوف اور غم سے آزاد نہیں ہے۔ تو جب ہم خوف اور غم سے آزاد نہیں تو اللہ کے دوست نہیں۔ یہ قرآن میں جب اللہ کے دوست نہیں ہیں تو جنت میں کیسے جائیں گے۔ یہ ولی اللہ، اولیاء اللہ جو ہیں۔ اللہ کے دوست وہ اصل میں اسی بات کا درس دیتے ہیں کہ اللہ سے دوستی کرو، جب

www.ksars.org

اللہ سے دوستی ہو جائے گی تو تمہارے اندر سے خوف اور غم نکل جائے گا اور جب خوف اور غم نکل جائے گا۔ تو جنت تمہاری میراث ہو جائے گی۔ جنت تمہارا وطن تمہیں واپس کر دیا جائے گا۔ اب ہم خوف اور غم کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے اللہ سے دوستی کی جائے اور اللہ سے دوستی کرنے کا آسان ترین طریقہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے جو بتایا ہے اپنے عظیمی بچوں کو، ساری توقعات دروبست اللہ کے ساتھ وابستہ کر دی جائیں۔ اپنے جیسے مجبور لوگوں سے توقعات قائم نہ کریں۔ میں توقع قائم کرتا ہوں کہ آج قائم کرتا ہوں وہاں لیاقت بھائی بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرا وہ کام کر دیں گے وہ کام کر دیں گے۔ تو لیاقت بھائی تو خود محتاج ہیں۔ وہ تو خود اللہ کے محتاج ہیں۔ اللہ اگر نہ چاہے تو ان کا بھی کام نہیں ہو گا۔ وہ میرا کام کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ اللہ کسی بندے کو کسی بندے کے لئے وسیلہ بنا دے اور اللہ تعالیٰ اس بندے کو بنا کر اس کا وسیلہ بنا دے اس بندے سے میرا کام کرا دے۔ لیکن کوئی آدمی کسی آدمی کی خدمت نہیں کرے گا جب تک کہ اللہ نہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک نظام بنا دیا ہے کہ کائنات کی اصل بادشاہت جو ہے دروبست اللہ کی ہے۔ کوئی آدمی اس کو مانے یا نہ مانے لیکن کوئی آدمی پانی نہیں بنا سکتا اگر آدمی پانی نہیں بنائے تو پیاس کیسے بجھے گی۔ دنیا کا بڑے سے بڑا سائنٹسٹ گیہوں کا دانہ نہیں بنا سکتا اگر زمین پر گیہوں کا دانہ موجود نہ ہو تو آدمی آٹا پیس کر روٹی نہیں کھا سکتا، زمین پر کوئی سائنٹسٹ ہوا نہیں بنا سکتا، کوئی سائنٹسٹ سورج اور چاند نہیں بنا سکتا اور سب سے بڑی بات جو سوچنے کی ہے وہ یہ ہے کہ چھ ارب انسانوں میں کوئی ایک انسان ایسا نہیں ہے کہ جو اپنی مرضی سے پیدا ہو گیا ہو، چھ ارب انسانوں میں کوئی ایک انسان ایسا نہیں ہے کہ جو اپنی مرضی سے زندہ رہا ہو، اور چھ ارب انسانوں میں کوئی ایک انسان ایسا نہیں ہے کہ جو پانی پیئے بغیر زندہ رہ جائے، کھانا کھائے بغیر زندہ رہ جائے، اور بنیادی بات یہ ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے زمین پر تو اس کے لئے وسائل پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ اس کو اپنے لئے ہوا نہیں بنانی پڑتی، پانی نہیں بنانا پڑتا، زمین نہیں بنانی پڑتی، ماں کے سینے میں دودھ بنانے کا کوئی فارمولا نہیں ہے بچوں کے پاس، یہ سارے حقائق نوع انسانی کو خصوصاً سلسلہ عظیمیہ کے افراد کو اس طرف غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ یہاں جو کچھ ہے سب اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ ہمیں بھی اللہ نے بنایا اور ہمارے لئے زندگی کے وسائل بھی مہیا کئے ہیں تو سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ ساری توقعات اللہ سے قائم کی جائیں۔ اپنے جیسے مجبور بندوں سے توقعات قائم نہ کی جائیں، اپنے جیسے بندوں کی خدمت کی جائے، اپنے جیسے بندوں سے محبت کی جائے، وہ بھی اس لئے کی جائے کہ ہمارا سرپرست اعلیٰ اور کنبہ کا سربراہ اعلیٰ اللہ ہے اور اللہ ہے۔ یہ حضور قلندر بابا اولیاؒ کی تعلیمات ہیں اور ان تعلیمات پر عمل کر کے ہم خوف اور غم سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ دیکھئے اب ہمیں یقین ہو جائے سب کچھ اللہ ہی نے کیا ہے اللہ ہی کر رہا ہے۔ تو ظاہر ہے اللہ کو سب قدرت ہے اور نہ ہمیں کسی چیز کے جانے کا غم ہو گا اور نہ کسی چیز کے چھن جانے کا خوف ہو گا۔ جیسے جیسے ہمارا یقین اللہ کے اوپر مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا۔ اسی مناسبت سے ہمارے اندر خوشی اور سکون کی لہریں دور کرنے لگے گی۔ معزز خواتین و حضرات مجھے الحمد للہ… آپ سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہوا میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں ہم ابھی عرس سے فارغ ہوئے ہیں۔ الحمد للہ میں نے آپ حضرات کے لئے بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جو آپ کی درخواست ہے آپ نے مجھ سے کہیں یا نہیں کہیں اور آپ کے لئے دعا کی، التجاء کی، حضور قلندر بابا اولیاءؒ کو آپ کی طرف سے ایصال و ثواب کا ہدیہ پیش کیا اور آپ کی سفارشات کی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور آپ کو سکون کی عافیت سے رکھے اور آپ کو

www.ksars.org

پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے۔اور بنیادی بات یہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا دوست بنائے تا کہ ہمارے اندر سے خوف اور غم ختم ہو جائے۔اور ہم جنت کے حق دار بنیں۔آپ حضرات کا بہت شکریہ۔دعا تو میں نے بہت ساری کرانی تھی۔یہاں جتنی بھی ماشااللہ جتنے بھی عظیمی بہن بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اس میں نجمہ بھی ہیں۔ان کو بہت بہت سلام عرض کر رہے ہیں کہ ہم عظیمی بہن بھائیوں کا عظیمی بچوں کو میری طرف سے سلام پہنچیں اور دعائیں پہنچیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو قبول فرمائے۔آپ نے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا عرس کیا اللہ تعالیٰ قبول کرے اور اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔آپ کی دین دنیا اچھی کرے۔انشا اللہ...اللہ نے چاہا تو پھر ملاقات ہو گی۔...شکریہ

www.ksars.org

روحانی علوم کیا ہیں؟

اعوذ باللہ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لو انزلنہ ھذا القرآن الا...

معزز سامعین خواتین و حضرات السلام و علیکم...ابھی آپ نے چند تقریریں سنی جن میں آپ کو یہ بتایا گیا یہ جو محفل سجی ہے اس وقت یہ گورنگی میں عظیمیہ روحانی لائبریری کا احاطہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و کرم سے علم کا ایک چشمہ کورنگی میں ابھرا ہے جس طرح کہیں بھی بے آب و گیا میدان میں چشمہ نکل آتا ہے اور اس چشمے سے نا صرف یہ کہ انسان فائدے اٹھاتے ہیں دوسری مخلوقات بھی اس چشمے سے فائدہ اٹھاتی ہیں ایک یہ بات بھی آپ نے سنی ہو گی جہاں چشمہ ایک بار ابھرتا ہے اس کے لئے کسی پبلیسٹی کی ضرورت نہیں پڑتی بتانا نہیں پڑتا ڈھنڈورا نہیں کرنا پڑتا چشمہ جو ہے وہ خود اپنی شناخت ہے اور چشمہ خود اس بات کی علامت ہے کہ لوگ وہاں جاتے ہیں اور اپنی پیاس بجھاتے ہیں علم کی صورت بھی ایک چشمے کی طرح ہے جس طرح ایک چشمے سے اللہ کی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح علم سے بھی نوع انسانی فائدہ اٹھاتی ہے اور نوع انسانی اور حیوانات میں جب ہم عقل و شعور کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہاں ایک ہی بات نظر آتی ہے عقل و شعور مکھی میں بھی ہے، چیونٹی میں بھی ہے، ہاتھی میں بھی ہے، درختوں میں بھی ہے پرندوں میں بھی ہے، اسی طرح انسانوں میں بھی ہے، عقل و شعور کی بنیاد پر حیوانات اور انسانوں کا مقابلہ کیا جائے تو یہ تو کہا جا سکتا ہے انسانوں میں عقل و شعور زیادہ ہے۔ جانوروں میں عقل و شعور کم ہیں لیکن ہمیں بہت ساری باتیں ایسی بھی ملتی ہیں جہاں ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ حیوانات بھی بعض حالات میں انسانوں سے زیادہ عقل و شعور رکھتے ہیں مثلاً کتے میں سونگھنے کی حس بہت زیادہ ہے، مثلاً اُلو رات کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح ہم دن میں دیکھتے ہیں اور ہم رات کے اندھیرے میں اس طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح اُلو دیکھتا ہے، پرندے جس طرح ہوا میں اڑتے ہیں انسان جہاز بنا کر اس میں اڑ تو سکتا ہے لیکن پرندوں کی طرح نہیں اڑ سکتا تو اڑنے کا تذکرہ آئے گا تو ہمیں برملا یہ کہنا پڑے گا کہ پرندے انسانوں سے زیادہ باصلاحیت ہیں پرواز کے جب عقل و شعور کا تذکرہ آتا ہے تو ہماری نظر شہد کی مکھی پر جاتی ہے ہر شخص نے شہد کا چھتا دیکھا ہو گا ایک خانہ اگر چھتے میں تو بیس ہزار خانے تقریباً ایک چھتے میں ہوتے ہیں وہ بیس ہزار خانے یکساں بالکل برابر ہوتے ہیں پھر وہ شہد جمع کرنے کا جو نظام ہے جو سسٹم ہے وہ بھی آپ لوگوں نے پڑھا ہو گا سنا ہو گا بتایا جاتا ہے کہ جو مکھیاں شہد لاتی ہیں ان کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے چھتے میں ایسی مکھیاں سپاہی ہوتی ہیں جو شہد لانے والی مکھی کو چیک کرتی ہیں وہ یہ دیکھتی ہیں یہ جو مکھی شہد لیکر آئی ہے اس میں کوئی خراب بات تو نہیں ہے اس میں کوئی زہریلا مادہ تو نہیں ہے اگر وہ مکھی جو شہد لیکر آئی ہے کوئی ناقص چیز اس نے اٹھالی ہے تو ساری مکھیاں مل کر اسے ہلاک کر دیتی ہیں اور چھتے میں نہیں جانے دیتیں اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا ان کے اندر سوچنے کی سمجھنے کی سونگھنے کی پرکھنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہے جس

www.ksars.org

طرح انسان کے اندر پرکھنے کی، سونگھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس طرح شہد کی مکھی میں بھی یہ صلاحیت بدرجہ اتم بہت ہے۔ اس کے علاوہ درخت، ہر درخت پہلے ایک چھوٹا سا بیج ہوتا ہے اس بیج میں سے درخت نکلتا ہے اس درخت میں بھی اپنی صلاحیت موجود ہے مثلاً کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ آم کے اوپر امرود لگے ہوں یا امرود کے اوپر بیر لگے ہوئے ہوں اس کے بھی یہی معنی نکلتے ہیں کہ درخت اس بات کو جانتا ہے کہ میں آم کا درخت ہوں میرے اوپر آم ہی لگنے چاہئے، بیر کا درخت جانتا ہے میں بیر کا درخت ہوں میرے اوپر بیر ہی لگنے چاہئے امرود یا املی میرے اوپر نہیں لگ سکتی جس طرح انسان کا اپنا ایک معاشرہ ہے اس معاشرے کی انسان پابندی کرتا ہے اسی طرح کبوتروں کا ایک معاشرہ ہے، کوؤں کا بھی ایک معاشرہ ہے، کبوتروں کا بھی اپنا ایک مزاج ہے ایک طرز زندگی ہے، کوؤں کا بھی اپنا ایک مزاج ہے ایک طرز زندگی ہے۔ جس طرح انسان انسانوں میں بیٹھتا اٹھتا ہے کوئی انسان بھیڑ بکریوں میں جاکر نہیں بیٹھتا اسی طرح آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوے کبوتروں میں نہیں بیٹھتے کبوتر کوؤں میں نہیں بیٹھتے یعنی کبوتر اپنی نوع کے بارے میں وہ تمام اطلاعات رکھتا ہے جو اطلاعات انسان اپنے بارے میں رکھتا ہے یہ اتنی زیادہ باتیں ہیں اگر آپ غور کریں تو گھنٹوں ہفتوں گزر جائیں گے اور یہ تقابلی جائزہ جو ہے یہ ختم نہیں ہوگا زمین کے آپ دیکھیں زمین کے طبق ہوتے ہیں اب زمین کے طبق میں آپ کو لوہا بھی ملے گا، زمین کے طبق میں آپ کو کوئلہ بھی ملے گا، کوئلے کی کان میں آپ کو ہیرا بھی ملے گا جہاں مختلف قسم کے بے کار پتھر ہیں وہاں آپ کو جوہرات بھی ملیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین بھی اپنے طبقات سے واقف ہے زمین کو بھی اس بات کا علم ہے کہ اگر مخصوص پروسیس کے تحت مجھے جوہرات پیدا کرنے ہیں تو جواہرات ہی پیدا کرنا ہے، لوہا پیدا کرنے ہیں تو لوہا ہی پیدا کرنا ہے، ایسا نہیں ہوگا جہاں لوہے کے پہاڑ ہونگے۔ وہاں آپ کو چاندی بھی مل جائے سونا بھی مل جائے طبقات ہیں جنھوں نے پڑھا ہے زمینوں کا، تو طبقات میں زمین تقسیم ہے اور ہر زمین اپنی صلاحیت سے بھی واقف ہے اپنے علم سے بھی واقف ہے اور اپنی ضرورت سے بھی واقف ہے لہذا یہ کہنا کہ انسان اللہ کی بنائی ہوئی دوسری مخلوقات سے عقل و شعور کی بنیاد پر ممتاز ہے، صحیح بات تو یہ ہے اس لئے عقل و شعور ہر چیز میں ہے ابھی ہمارے بھائی نے وہ آیت پڑھی تھی إنا عرضنا الأمانة على السماوات والأرض والجبال ... کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت سمٰوات پر، زمین پر، پہاڑوں پر پیش کی۔ سب نے یہ کہا صاحب اگر صاحب ہم نے یہ امانت اپنے کندھوں پر اٹھالی تو ہمارا تو وجود ہی نہیں رہا ہم ختم ہو جائیں گے یہ کہنا امانت کے اٹھانے سے ہمارا وجود ہی ختم ہو جائے گا کیا عقل و شعور کی دلیل نہیں ہے کیا اس بات کا سوال نہیں رکھتا کہ زمین میں بھی، آسمان میں بھی، پہاڑ میں بھی کسی چیز کو قبول اور رد کرنے صلاحیت بھی موجود ہے سمجھ بھی موجود ہے۔ ناکہ یہ اس کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے یا رد کرنے کی صلاحیت موجود ہے وہ اس بات سے بھی واقف ہے کہ ہماری اپنے ساخت کیسی ہے اپنی صلاحیت کتنی ہے۔ ثابت ہوا زمین جس کو ہم بے جان کہتے ہیں زمین کے وہ ذرات جن کو ہم اپنے پاؤں روندتے رہتے ہیں اس میں بھی عقل ہے ان میں بھی شعور ہے ان میں بھی سمجھ ہے بھئی، میں یہ عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا انسان عقل و شعور کی بنیاد پر کسی بھی طرح دوسری مخلوق سے ممتاز نہیں ہے پھر انسان کس طرح ممتاز ہے انسان کس طرح تمام مخلوقات میں اشرف ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتے کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں نائب سے مراد یہ ہے کہ ایسا بندہ تخلیق کر رہا ہے ہوں جو

www.ksars.org

میری نیابت کے فرائض پورے کرے اور میرے اختیارات استعمال کرے۔ خلیفہ بناؤں گا خلیفہ کے معنی نائب ایسا نائب جس کو اختیارات عطا کر دیئے جائیں اور وہ اختیارات استعمال کرے۔ فرشتوں نے کہا اللہ تعالیٰ جو آپ اپنا خلیفہ بنا رہے ہیں اس کی جو تخلیق ہے اس تخلیق میں جو چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ فساد کرے گا خون خرابہ کرے گا زمین کو ہلاکت سے قریب کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے اور پھر آدم کو یہ سب لوگ جانتے ہیں آدم کو صفات کا علم عطا کیا اللہ تعالیٰ نے تخلیقی فارمولوں کا، تخلیقی ایکوئشن کا آدم کو علم عطا کیا تا کہ آدم اللہ تعالیٰ کی خلافت اور نیابت کے فرائض آسان طریقے سے انجام دے سکیں ۔ فرشتے کو اس سے اعتراض تھا کہ یہ خون خرابہ اور فساد کرے گا اور تیری حمد و ثناء کے لئے ہم کافی ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ میں نے جو علوم تجھے سکھا دیئے ہیں ان کو بیان کر آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علوم تخلیقی علوم بیان کرنا شروع کرو، فرشتوں نے جب ان علوم کو سنا برملا پکار اٹھے ہم آپ کی تسبیح بیان کرتے ہیں آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا آپ نے سکھا دیا اور اس کے بعد فرشتوں نے آدم کی نیابت اور خلافت کو قبول کر کے آدم کی حاکمیت کو قبول کیا۔ اس سارے قرآنی واقعہ سے ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے اس کے علاوہ دوسری بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب تک آدم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی علوم منتقل نہیں کئے فرشتوں نے آدم کو نہ سجدہ کیا نہ آدم کی حاکمیت کو قبول کیا آدم کی حاکمیت کو قبول کرنا فرشتوں نے قبول کیا، زمین نے قبول کیا، آسمانوں نے قبول کیا، اس بنیاد پر قائم ہے آدم کے پاس اللہ تعالیٰ خصوصی علم ہے ایسے خصوصی علم جو نہ فرشتوں کو آتے ہیں نہ جنات کو آتے ہیں اور نہ آسمان اور زمین کی کسی مخلوق کو عقل و شعور تو فرشتوں کے پاس بھی ہے عقل و شعور کی بنیاد پر فرشتے یہ کہہ رہے ہیں یہ آدم جو ہے زمین پر فساد کرے گا خون خرابہ کرے گا اور تسبیح اور حمد کے لئے ہم کافی ہیں لیکن جب علوم آدم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتقل ہو گئے اور آدم نے ان علوم کو بیان کر دیا تو فرشتوں نے آدم کی حاکمیت کو قبول کر لیا اور ثابت ہو گیا انسان کا شرف انسان کی فضلیت انسان کی نیابت اور خلافت کا تعلق عقل و شعور سے نہیں ہے اس علم سے جو خصوصی علم اللہ تعالیٰ نے آدم کو منتقل کیا ہے عقل و شعور کے اعتبار سے کائنات میں کوئی شئے ایسی آپ کو نہیں ملے گی جس میں عقل و شعور نہ ہو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں مکھی میں عقل و شعور نہیں ہے کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا ہے چیونٹی میں عقل و شعور نے نہیں اتنا عقل و شعور ہے کہ وہ برسات کے زمانے کے لئے پہلے ہی سے اپنے راشن کا ذخیرہ جمع کر لیتے ہیں آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا جانور دھوپ سے بارش سے آندھی سے طوفان سے اپنے بچاؤ کے لئے تدبیر کرتے ہیں جانور اپنے حساب سے تدبیر کرتے ہیں انسان اپنے حساب سے تدبیر کرتے ہیں لیکن تدبیر دونوں کرتے ہیں تدبیر بجائے خود اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس کے اندر عقل و شعور ہے لہذا عقل و شعور کی بنیاد پر کوئی انسان کسی دوسری مخلوق سے افضل نہیں ہے انسان اگر افضل ہے دوسری مخلوق سے انسان صرف علم کی بنیاد پر جو لوگ علم حاصل کر لیتے ہیں ان کی زندگی ان لوگوں کے مقابلے میں بالکل مختلف ہوتی ہے جو علم حاصل نہیں کرتے مثلاً ریڈ انڈین ہیں اب ان کے یہاں علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی یہاں کوئی تہذیب ہی نہیں ہے جنگل میں ایسے انسان آپ کو ملیں گے جن کو ستر پوشی کا ہی علم نہیں ہے جن کو یہی علم نہیں گھر بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جب انسان نے علم سیکھا جیسے جیسے علم میں اضافہ ہوتا رہا انسانی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ جتنا علم بڑھتا رہا اس علم کی بنیاد پر انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہوتا رہا اور جہاں انسان برادری کے پاس علم نہیں ہے ان انسانوں کی

www.ksars.org

زندگی حیوانوں سے مختلف نہیں ہے دونوں کی ایک ہی ہے یہ ہر آدمی جانتا ہے معاشرہ جب بنتا ہے تو اس کی بنیاد علم ہوتی ہے۔جب کوئی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اس معاشرے کے آداب و قواعد وضوابط اصول جب بھی بنتے ہیں وہ علم کی بنیاد پر عقل کی بنیاد پر نہیں بنتے اگر عقل کی بنیاد پر معاشرے بنتے تو کتے بلیوں کے بھی معاشرے ہوتے تو اب یہ کرنا ہے انسان کی جو فضلیت ہے انسان کا جو شرف ہے اس بنیاد پر ہے کہ اس کو علم آتا ہے اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم منتقل کر دیئے اور علم سیکھنے کی صلاحیت اس کے اندر ہے اب علم کی درجہ بندی اگر آج علم نہیں ہوتا ہے۔نقشے نہ بنتے گھر نہ بنتے سڑکیں نہ بنتی شہر آباد نہ ہوتے اگر یہی علم لباس کے بارے میں منتقل نہ ہوتا نئے نئے لباس نہ بنتے، نئی نئی فیکٹریاں قائم کی جاتیں۔یعنی ایک علم وہ ہے کہ جس کی بنیاد پر آپ دنیا میں باعزت ہو کر باوقار ہو کر زندگی گزارتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ ایک شہر ایسا ہے یا ایک محلہ ایسا ہے کہ جس میں پڑھے لکھے لوگ بہت زیادہ ہیں اور ایک محلہ ایسا ہے کہ جس میں جاہل بہت زیادہ ہیں یقیناً ہم اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے وہ محلہ جہاں پڑھے لکھے لوگ افراد زیادہ ہیں جہاں پڑھے لکھے لوگ افراد زیادہ نہیں ہیں وہ معزز ہیں اس محلے سے جہاں پڑھے لکھے لوگ زیادہ ہیں اسی صورت سے حکومت کے معاملات آتے ہیں، کاروبار کے معاملات آتے ہیں، اقتدار کے معاملات آتے ہیں جہاں بھی عزت اور مرتبت کا سلسلہ سامنے آتا ہے وہاں عزت و مرتبت پر قابض و فائزوہ ہوتے ہیں جو علم سیکھ لیتے ہیں جو لوگ جاہل رہتے ہیں عزت و مرتبت سے دور ہو جاتے ہیں ان کی نہ کوئی قدر و مرتبت ہوتی ہے بھیڑ بکریوں کی طرح ان کا شمار ہوتا ہے یہ وہ علم ہے جو ہم دنیا میں باعزت رہنے کے لئے سیکھتے ہیں کوئی بھی علم ہو بڑھئی کا علم ہو سکتا ہے، لوہار کا علم ہو سکتا ہے، انجینئرنگ کا علم ہو سکتا ہے، سائنسی علوم ہو سکتے ہے، کسی بھی قسم کا علم ہو سکتا ہے جہاں علم ہو گا وہاں عزت ہو گی، جہاں علم ہو گا وہاں مرتبہ ہو گا جہاں علم ہو گا وہاں توقیر ہو گی جہاں جہالت ہو گی وہاں ذلت ورسوائی ہو گی تو دنیاوی اعتبار سے بھی علم کی فضلیت پوری طرح واضح اور صاف ہے کوئی عقل کا اندھا اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ علم کی فضلیت ثابت نہیں ہے یا جہالت زیادہ اچھی ہے علم کے مقابلے میں۔یہ دنیاوی علوم ہیں جو لوگ مہارت حاصل کر لیتے ہیں وہ معزز ہو جاتے ہیں زمین پر معزز ہو جاتے ہیں دوسرے اقوام میں معزز ہو جاتے ہیں آج امریکہ اس بنیاد پر معزز ہے علم کی بنیاد پر معزز ہے علم پر انہوں نے ایسی ریسرچ کی، ایسی تلاش کی کہ اس ریسرچ کی بنیاد پر طرح طرح کی ٹیکنالوجی انہوں نے نکال دی کہ جس کی بنیاد پر ساری دنیا میں امریکہ عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے نا صرف یہاں امریکہ عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے بلکہ دنیا کا بڑا حصہ اس کا محتاج ہے یعنی علم کی بنیاد پر ایک قوم نے دوسری تمام قوموں پر برتری حاصل ہے اب سے بارہ سو سال پہلے یہی صورتحال مسلمانوں کی تھی مسلمانوں میں علم رائج تھے ہر ہر قسم کا علم مسلمان کے اندر موجود تھا ریسرچ موجود تھی ایجادات موجود تھی مسلمان کے اندر جب تک علم کا ذوق رہا مسلمان جب تک علوم وفنون جب تک حاصل کرتے رہے ساری زمین کے اوپر ان کی حکمرانی قائم رہی آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہر جگہ اسلام کا چرچہ، ہر جگہ اسلام کا نعرہ ہر جگہ اسلامی علوم کی شان ہی الگ تھی جدھر چلے گئے حکمراں ہو گئے جدھر قدم اٹھ گئے حکمراں ہو گئے علم کی بنیاد پر جیسے جیسے مسلمان قوم علم سے دور ہو رہی ہیں، اور وہ قوم جو مسلمانوں کی محکوم تھی وہ علوم حاصل کر رہی ہیں مسلمان پس پردہ ہو تا چلا گیا اور جن قوموں نے علوم حاصل کیا وہ حاکم بنتے چلے گئے اور ان کی حیثیت جو ہے اعلیٰ اور ارفع ہو گئی۔جس طرح دنیاوی علوم حاصل کر کے کوئی انسان برتری حاصل کرتا ہے اسی طرح روحانی

www.ksars.org

علوم کی بھی اپنی ایک حیثیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو آدم کو علوم سکھائے وعلم الاسماء کلھا۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقی صفات یعنی وہ صفات جو کائنات کو تخلیق کرتی ہوں تمام صفات آدم کو سکھائیں، اب وہ علم یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر، سن کر، سمجھ کر فرشتوں نے بھی آدم کی حاکمیت کو قبول کیا۔ یہ وہ علوم ہیں دنیا سے ہٹ کر جن کو روحانی علوم کہا جاتا ہے جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے انہوں نے دونوں علوم حاصل کرنے کے لئے نوع انسانی کو دعوت دی دنیاوی علوم حاصل کرنے کی دعوت دی جیسے آپ نے سنا ہے سیدنا حضور الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر علم چین میں ملے تو وہاں سے بھی جا کر حاصل کرو ظاہر ہے چین میں علم القرآن تو سیکھنے نہیں جائے گا آدمی مکے سے مدینے سے قرآن سیکھنے تو نہیں جائے گا، مقصد حضور پاک ﷺ کا یہ ہے دنیاوی علوم بھی پوری طرح سیکھو اور روحانی علوم بھی پوری طرح سیکھو روحانی علوم اور دنیاوی علوم کا مقصد ذخیرہ قرآن پاک کا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة إلا أحصاها ۔۔ کہ قرآن ایک ایسی جامعہ مکمل علمی دستاویز ہے کہ جس میں چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے قرآن میں سائنسی علوم بھی ہیں، قرآن میں ایجادات بھی ہیں، قرآن میں زمین کو تسخیر کرنے کے فارمولے موجود ہیں اور قرآن میں آسمان کو تسخیر کرنے کے فارمولے بھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۔۔ ہم نے انسان کے لئے زمین کو آسمانوں کو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے سب کا سب انسانوں کے لئے محکوم ہے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، مسخر کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی حاکمیت قائم ہے زمین پر اور آسمان پر زمین اور آسمان پر اب حاکمیت آپ یوں کہیں گے روز سورج نکلتا ہے اور آپ کو دھوپ دے کر شام کو غروب ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے محکوم کر دیا ہے آپ کے لئے سورج کو محکوم کر دیا ہے اس لئے صبح نکلتا ہے اور شام کو وہاں ہوتا ہے جہاں وہ غروب ہوتا ہے یہ حاکمیت انسان کی اپنی جگہ قائم ہے لیکن اس میں انسان کا اپنا ذاتی وصف میں وہ زیر بحث نہیں ہے اب ذاتی وصف زیر بحث آتا ہے لوگوں نے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزہ طلب کیا آپ نے نظر اٹھائی اور چاند کی طرف اشارہ کیا اور ایسے کر کے چاند کے ٹکڑے ہو گئے، پتھر نے بھی کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، کچھ کلو میٹر کے فاصلے پر اونٹ نے رونا شروع کر دیا اور وہاں موجود تمام صحابہ اکرام نے اس اونٹ کے رونے کو سنا حضور پاک ﷺ تشریف لیجارہے تھے دیکھا وہ رو رہا ہے۔ اس کے اوپر ہاتھ پھیرا اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس کو مالک کو بلایا اور اس کے مالک سے کہا کہ یہ تیرا اونٹ جو ہے یہ تیری شکایت کر رہا ہے یہ کہتا ہے کہ کام تو مجھ سے پورا لیتا ہے لیکن کھانے پینے کو نہیں دیتا میں کمزور ہوتا جارہا ہوں۔ حضرت سلیمان کے واقعے میں آپ غور کریں ہوا پر ان کی حکومت تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان کے تابع کر دیا اور سلیمان کو یہ بتادیا کہ ہوا تیرے تابع ہے اور تجھ سے یہ سرکشی نہیں کرے گی۔ پیغمبران علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ اگر آپ پڑھیں تو لوگوں نے پڑھنا ہی چھوڑ دیئے اب تو لوگ کہانیاں پڑھتے ہیں ناول پڑھتے ہیں ایسی کہانیاں پڑھتے ہیں جس میں کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتے جس میں سپنس Sispans ہو جس میں دہشت ہو یا جس میں جنسی لذت ہو وہ ہمارا شعار بن گیا پڑھنے کا، پیغمبران علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اگر آپ قصے پڑھیں تو اور اس کے اندر تفکر کریں تو ہر قصے میں آپ کو ایک حکمت نظر آئے گی ہر قصے میں آپ کو ایک بات کی نشاندہی ہو گی اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو حکمت دے کر یہاں بھیجا ہے اور حکمت اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو عطا کی وہ حکمت پیغمبروں نے تمام نوع انسانی کو بتادی تا کہ انسان اپنے ازلی اشرف

www.ksars.org

سے واقف ہو انسان کے اندر یہ یقین متحرک ہو جائے انسان دراصل اللہ کے علوم کا امین ہے انسان کی فضلیت دراصل یہ ہے کہ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کے وہ خصوصی علوم ہیں جو علوم انسان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کے پاس نہیں ہیں۔ جب تک انسان اپنے ازلی شرف کو تلاش نہیں کرے گا، جب تک انسان اپنے باپ آدم کے ورثہ علم الاسماء کو حاصل کرنے کی جدوجہد نہیں کرے گا اس وقت تک انسان محکوم رہے گا، ذلیل رہے گا، پست رہے گا، بے سکون رہے گا، پریشان رہے گا۔ اس کے اوپر دہشت اور خوف کے سائے منڈلاتے رہیں گے اور جب انسان اپنا ازلی شرف حاصل کرکے اپنے باپ آدم کے ورثے کو تلاش کرلے گا، تلاش کہاں کرے گا وہ تو موجود ہے، قرآن آدم ہی کا ورثہ تو ہے، قرآن پاک علم الاسماء ہی تو ہے قرآن پاک وہ امانت ہی تو ہے جس امانت کو اٹھانے کے لئے زمین آسمان کی تمام مخلوقات نے انکار کر دیا اور انسان نے اس کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تو یہ ساری تقریر سے یہ ساری بات سے ایک ثبوت ایک نتیجہ مرتب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر انسان اپنے باپ آدم کا ورثہ علم الاسماء سیکھ لے تو وہ اللہ کا نائب ہے اللہ کا خلیفہ ہے اللہ کی نیابت میں داخل ہو کر اللہ کے اختیارات سے کائنات میں تصروف کرسکتا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے باپ آدم کے ورثے کو حاصل نہیں کرتا تو انسان کی حیثیت جانوروں سے ممتاز نہیں ہے۔ بات وہی ہے عقل و شعور تو جانوروں میں بھی ہے یہ بات محسوس کرے کہ انسان کا امتیاز یہ ہے کہ اس کو علوم حاصل ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو علوم سیکھنے کی صلاحیت دی چاہے وہ دنیاوی علوم ہوں یا روحانی علوم ہوں چاہے وہ آسمانی علوم ہوں۔ علوم سیکھنے کی صلاحیت ۔۔ آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ بکری نے کبھی میٹرک کرلیا ہو یا کسی گائے بھینس نے میٹرک کرلیا ہو کسی اور جانور نے پہلی دوسری کلاس میں داخلہ لیا ہو، مطلب یہ ہے صلاحیت ہی نہیں ہے، علم سیکھنے کی صلاحیت ہے تو صرف آدم کو ہے۔ مگر کیونکہ انسان نے اس صلاحیت کو دفن کردیا انسان اس صلاحیت کو استعمال ہی نہیں کرتا بھول گیا اپنے اسلاف کی قدرو منزلت، اپنے اسلاف کا عروج، اپنے اسلاف کا دبدبہ اس کے ذہن سے نکل گیا۔ کیوں نکل گیا؟ اس لئے کہ اس نے علم سیکھنا چھوڑ دیا ہے سلسلہ عظیمیہ کے امام حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے نوع انسانی کی جو نبض دیکھی اس نبض میں یہ بات تشخیص ہوئی کہ اگر انسان اپنے علوم کو جو اس کا ورثہ ہے جو اس کے علوم ہیں دوبارہ حاصل کرلے دوبارہ سیکھ لے تو پھر اس کو عروج حاصل ہو جائے گا۔ دنیاوی علوم سیکھ لے تو دنیاوی علوم سیکھ جائے گا روحانی علوم سیکھ لے تو کائنات پر حکمرانی قائم ہو جائے گی۔ اور جب کائنات پر حکمرانی قائم ہو جائے گی تو اس کے اندر سے پریشانیاں اس کے اندر سے عدم تحفظ کا احساس اس کے اندر سے خوف اور اس کے اندر سے غم نکل جائے گا۔ انسان کے پاس صرف محبت رہ جائے گی، انسان کے پاس صرف سکون رہ جائے گا اور انسان کے پاس صرف اللہ کی دوستی رہ جائے گی، اللہ انا اولیاء اللہ لا خوف علیہ یحزنون ... اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ جو بندے میرے دوست بن جاتے ہیں ان کے اوپر سے غم اور خوف دونوں آپ غور فرمائیں اگر بندوں کے اندر سے غم اور خوف نکل جائے عافیت خوشی مسرت شادمانی کے علاوہ کیا باقی رہ جائے گا۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ نوع انسانی نے علم کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی ہے یا کم کر دی ہے عظیمیہ سلسلہ نے ایک پروگرام بنایا کہ نوع انسانی کو دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ نوع انسانی کو یہ بتایا جائے کہ دنیاوی علوم سیکھنے کے ساتھ ساتھ قرآنی علوم کو بھی سیکھا جائے اور جب قرآنی علوم سیکھیں گے دنیاوی علوم بھی ساتھ ساتھ سیکھیں گے تو ہمارے اندر عزت اور توقیر کا جذبہ پیدا ہوگا اور ہم اس بدحالی سے، بے سکونی سے، پریشانی سے خوف اور ڈر کی زندگی سے وسوسوں سے ذلت اور رسوائی سے آزاد

www.ksars.org

ہیں اب اس کام کو عظیمیہ سلسلے والوں نے شروع میں تو اخباروں کے ذریعے پیش کیا۔ آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا اخبار کا دامن جب کم نظر آیا روحانی ڈائجسٹ پرچہ نکالا روحانی ڈائجسٹ اس طرح نکلا اس طرح شروع ہوا کتنے سال اس کو خون دینا پڑا کتنے سال اس پر نقصان اٹھایا لیکن بہر حال نظر اللہ کے بھروسے پر تھی کہ کسی طرح نوع انسانی علوم کی طرف متوجہ کرو۔ خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی امت علوم کی طرف متوجہ ہو۔ سلسلہ جب بڑھا تو اللہ کا بہت بڑا کرم ہے جو لوگ تشریف لائے انہوں نے نہ صرف میرے ساتھ ہمدردی کی بلکہ میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جسمانی تعاون بھی کیا، مالی تعاون بھی کیا، جب وہ اور تعاون پر آیا اور اچھے لوگ ملے نوجوان بچے ملے تو بیٹھ کر یہ طے ہوا کہ حضور کے امتی علم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اب صورت یہ ہے کہ ان کے گھر تک علم پہنچایا جائے ان کے محلوں میں ایسے سینٹر قائم کئے جائیں تا کہ وہ اس طرف متوجہ ہو جائیں اور کیوں پہنچایا جائے اس لئے جو حضور پاک ﷺ کی طرف سے ڈیوٹی لگی ہے وہ پوری ہو جائے اور جب ہم مریں تو سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں سرخرو ہو کر حاضر ہو جائیں جو ڈیوٹی لگی ہے اس کو پورا کریں باقی مانے یا نہ مانے۔ یہ طے ہوا کہ محلے محلے حضور پاک ﷺ کا وہ علم جس علم کی بنیاد پر ہم حضور کے امتی ہیں وہ علوم جس علوم کی بنیاد پر حضور پاک ﷺ رحمت العالمین ہیں وہ ان کی امت تک پہنچائے جائیں اور یہ سینٹر عظیمیہ روحانی لائبریری کے نام پر قائم ہوئے اب تک یہ بیس بائیس یہ نوجوان بچے آپ کے بچے میرے بچے اللہ تعالیٰ انہیں مزید ہمت دے اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے یہ ہم نے سینٹر قائم کئے اب آپ سب حضرات کا، والدین کا، والدین کے بچوں کا، بہنوں کا، بیٹیوں کا، ماؤں کا فرض ہے یہ جو آپ کے گھر پر ہم پورے علم کا ذخیرہ لے آئے ہیں آپ کے گھر پر آپ کے محلوں میں جو ہم نے علم کا چشمہ ابال دیا ہے اس سے آپ فائدہ اٹھائیں جتنا آپ ان علوم سے فائدہ اٹھائیں گے ظاہر ہے اسی مناسبت سے آپ کی نسل خوشحال ہو گی پر سکون ہو گی آپ کی نسل کے اندر جو محرومی ہے۔ آپ کی نسل کے اندر جو محکومیت ہے آپ کی نسل کے اندر جو احساس کمتری ہے آپ انشا اللہ علوم حاصل کرنے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ آپ سب حضرات تشریف لائے بلاشبہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ سب حضرات علم کے متلاشی ہیں آپ سب حضرات اپنے آباؤ اجداد اور اپنے اسلاف کا جو عروج کا زمانہ ہے اسے واپس لانا چاہتے ہیں اب صورت یہ ہے کہ اپ کے اندر جذبہ بھی ہے آپ کے اندر تڑپ بھی ہے آپ کچھ کرنا بھی چاہتے ہیں اب ہماری جدوجہد اور کوششوں کے، جدوجہد یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اولیاء اللہ کی طرف سے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی طرف جو علوم ہمیں حاصل ہوئے ہیں وہ ہم آپ کتابی شکل میں آپ کے سامنے پورے کے پورے رکھ دیں اور وہ ہم نے اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی ہے انشا اللہ جیسے جیسے وقت گزرے گا ہم آپ لوگوں سے پیسے نہیں مانگتے ہم آپ لوگوں سے چندہ نہیں طلب کرتے، ہم آپ لوگوں سے کوئی جسمانی خدمت نہیں لینا چاہتے، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ قرآنی علوم سیکھیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں آدم کو اللہ تعالیٰ نے جو علوم منتقل کئے آپ آدم کے وارث ہیں اپنے باپ آدم کے ورثے کو حاصل کرنے کی جدوجہد اور کوشش کریں آپ دنیاوی علوم سیکھتے ہیں بڑی بڑی فیسیں ادا کرتے ہیں کتابیں خریدتے ہیں پنسیل خریدتے ہیں اسکول کی فیس دیتے ہیں ٹیوشن پڑھاتے ہیں کیوں اس لئے کہ آپ کے پیٹ کا ایندھن پورا ہو تا رہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ انا اللہ یرزق من یشاء... ہم یہ کہتے ہیں دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ پیٹ کا ایندھن بھرنے کے ساتھ ساتھ آپ اپنے اسلاف کا اپنے

www.ksars.org

بزرگوں کا علم بھی حاصل کریں۔ اور وہ علوم روحانی علم ہیں، وہ علم قرآنی علم ہیں، وہ علم آسمانی علم ہیں وقت کم ہے ورنہ میں آپ کو بتایا کہ اس وقت دنیا میں جتنی بھی سائنسی ایجادات ہیں ہر سائنسی ایجادات کے بارے میں قرآنی آیات موجود ہیں۔ امریکہ جانے کا مجھے اتفاق ہوا۔ آٹھ دس پروگرام انہوں نے نکالے تھے تو وہاں میں نے اس پروگرام میں اس بات کا اظہار کیا کہ میرے اندر ایک آواز ایک ہوتی ہے کہ یہ جتنی سائنسی ایجادات ہیں جتنے سائنٹسٹ ہیں وہ قرآن لئے بیٹھیں ہیں۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں، قرآن کی آیتوں پر ریسرچ کرتے ہیں نتیجے میں کوئی نہ کوئی چیز ایجاد ہو جاتی ہے۔ اور اس ایجاد کا سہرا وہ اپنے ماتھے پر باندھ لیتے ہیں وہ یہ نہیں بتاتے کہ ہم نے یہ ریسرچ قرآن سے کی ہے جہاز کا فارمولا معلوم کرنا چاہیں اگر آپ ٹائم اسپیس کو لیس کرنے کا فارمولا تلاش کرنا چاہیں قرآن میں موجود ہے اگر آپ جانوروں کی اور درختوں کی بولیاں سمجھنا چاہیں قرآن میں موجود ہے، اگر آپ ڈیپ فریزر کا فارمولا معلوم کرنا چاہیں حضرت عزیز کے واقعہ میں موجود ہے، اگر آپ پیدائش کا تذکرہ اٹھالیں اور زمین کی پیائش کرنا چاہیں قرآن پاک میں موجود ہے، آج سائنسدان کہتے ہیں ہر انسان پر روشنیوں کا بنا ہوا انسان ہے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور نے فرمایا اللہ نور السموات والارض... کہ زمین اور آسمان میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ نور کے غلاف میں بن رہی ہیں چودہ سو سال بعد سائنٹسٹ نے ریسرچ کی اور یہ کہا کہ ہر انسان کا ایک جسم ہے اور جسم کے اوپر روشنیوں کا ہالا ہے ہر جسم کے اوپر ایک اور روشنیوں کا جسم ہے اب آیت پڑھیں اللہ نور السموات والارض... کہ یہ ساری جو دنیا ہے یہ انسان کا جو جسم ہے، جو زمین کا جسم ہے، جو آسمان کا جسم ہے، وہ اللہ کے نور میں بند ہے اور اس اللہ کے نور کی ایسی مثال ہے چراغ طاق میں، طاق میں چراغ وہ ایسا لگتا ہے جیسے... وہ ایسا لگتا ہے جیسے چمکتا دھمکتا ستارہ وہ ایک درخت کے تیل سے روشن ہے... ایک درخت کی طرح ہے جس کا نہ ہی شرق ہے نہ غرب ہے۔ اب آپ غور کریں دنیا میں جو بھی کچھ چیز موجود ہے اگر آپ اس کے اوپر تفکر کریں آپ ایک درخت پر تو آپ کو درخت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا کہ انسان کو آپ درخت نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح درخت پر پھل لگتے ہیں انسان پر پھل نہیں لگ سکتے کیا آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ نور بھی ایک درخت ہے۔ اور اس نور کے درخت میں کائنات کے تمام افراد پھلوں کی طرح لٹکے ہوئے ہیں۔ قرآن پر اگر غور کیا جائے قرآن کے اندر تسخیری فارمولوں کا مطالعہ کیا جائے بالکل وضاحت کے ساتھ یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ سائنٹسٹ قرآن لے کر بیٹھا اور قرآن کی آیتوں سے ریسرچ کر کے نئی نئی ایجادات کیں بعد میں اس بات کا ثبوت فراہم ہوا امریکہ میں جب میں نے ٹی وی پر تقریر کی تو بات سارے میں پھیل گئی۔ لوگ آنے جانے شروع ہو گئے ٹیلی فون پر آئے تو ایک صاحب نے بتایا صاحب ایک سائنٹسٹ بہت بڑا سائنٹسٹ پاکستان کا کسی طرح انہیں وہ علاقہ دیکھنے کی اجازت مل گئی کہ جہاں سے انہوں نے چاند گاڑی بھیجی تھی وہاں انہوں نے کہا مجھے بہت ساری چیزیں دکھائی گئیں۔ تو ایک کمرہ بند تھا وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی بڑی جدوجہد اور کوشش اور اس شرط کے ساتھ اجازت دی جانے کی، بندہ کوئی ساتھ نہیں ہوگا۔ جب اس کمرے کو کھولا گیا تو وہاں ایک صندوق تھا لوہے کا اس صندوق کو جب کھولا گیا تو وہاں قرآن پاک کھلا ہوا رکھا تھا کتنی ستم ظریفی ہے کتنی بدنصیبی ہے کہ قرآن ہمارا ہے جس شخصیت پر، جس ہادی پر، مقدس ہستی پر، قرآن نازل ہوا، وہ امر ہیں ہم ان کی امت ہیں۔ دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ اللہ ہمارا ہے اللہ نے جو علوم ہمارے اوپر نازل کئے ہیں اس علوم سے غیر مسلم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور قرآن کے علوم سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے ساری دنیا پر حاکمیت قائم کرلی

www.ksars.org

ہے قصور ان کا نہیں ہے قصور ہمارا ہے اللہ مسلمانوں کا نہیں ہے مسلمان تو وہ ہیں تو اللہ کی کتاب کو پڑھیں انا اللہ لا یغد... اللہ نے قانون بنادیا جو قومیں اپنی تبدیلی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے وسائل پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کے اندر تبدیلی آجاتی ہے غیر مسلموں نے اپنے اندر تبدیلی چاہی غیر مسلموں نے اپنے اندر تفکر کیا ریسرچ کی زمین آسمان کے فارمولوں کو تلاش کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر علوم ظاہر کر دیئے کیوں اس لئے کہ انسان ہر انسان اس کا کوئی بھی مذہب بر حال وہ آدم کی اولاد ہے اور آدم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے آدم کے ورثے کا حق دار ہے اب اس آیت کو پھر پڑھیں لا يغادر صغيرة ولا كبيرة إلا أحصاها... قومیں اگر اپنی تبدیلی نہیں چاہتی اللہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ مثلاً ایک قوم عروج نہیں چاہتی ایک قوم دنیا میں حاکم بن کر نہیں رہنا چاہتی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں ضرورت نہیں ہے اس لئے ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو نعمت عطا کی ہے۔ اس قوم نے ناشکری کی ہے آپ کے پاس کائنات کی تفسیر کی کتاب موجود ہے آپ کبھی پڑھتے ہی نہیں ہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو اس کے اندر تفکر نہیں کرتے غور نہیں کرتے آپ نے اس کتاب کو مسئلے مسائل حل کرنے کی کتاب بنالی ہے کہ آیت الکرسی پڑھو نوکری مل جائے گی۔ فلاں آیت پڑھ لو تو بخار اتر جائے گا، فلاں آیت پڑھ لو تو گھر میں آسیب نہیں ہو گا جادو ٹونا کا علاج ہو گا اللہ تعالیٰ کی رحمت یہ ہے کہ وہ علاج آپ کو ہو جاتا ہے قرآن اس میں بھی آپ کی رہنمائی کرتا ہے لیکن اب جس محدود انداز سے آپ قرآن سے استفادہ کرتے ہیں ویسے ہی قرآن آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے اگر اس محدودیت سے آپ کائناتی تفکر کو اپنا لیں اور اپنے اسلاف اپنے بزرگوں کی طرح بارہ سو سال پیچھے ہٹ کر قرآن کے اندر ریسرچ کریں آپ کو عروج حاصل ہو گا آپ کی نسلیں سدھر جائیں گی آپ اس ذلت مسکنت کی مار سے محفوظ ہو جائیں گے لیکن آپ نے قرآن نہیں پڑھا اگر اور مزید قرآن کے علوم کی طرف سے لاپروائی جاری رہی تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پل بھر کے مسلمان ہیں ان کا کیا حشر ہو گا اب غور کریں جہاں دیکھیں مسلمان کٹ رہا ہے، جہاں دیکھیں مسلمان کٹ رہا ہے ، جہاں دیکھیں مسلمان کٹ رہا ہے ایسا لگتا ہے مسلمان نہیں بھیڑ بکریاں ہو گئے اب افغانستان میں مسلمان کٹ گیا، کشمیر میں مسلمان کٹ گیا، کینیا میں مسلمان کٹ کر رہا ہے، ایران عراق میں مسلمان کٹ رہا ہے جس طرف دیکھو بھیڑ بکریوں کی طرح وہ مسلمان کو کاٹتے چلے جا رہے ہیں مسلمان بالکل جیسے بکرے قربانی کی، بکرے جتنے چاہے کاٹ دو ان کے اندر کوئی حس ہی نہیں ہے، یہ کیوں ہے اللہ نہیں چاہتا مسلمان کٹے اگر اللہ یہ چاہتا مسلمان ذلیل و خوار ہو کر رہے اور کٹتا رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اپنے محبوب دوست رحمت العالمین کو جو بھیجا اس لئے بھیجا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو قرآن کریم عطا کی اس لئے عطا کی ہے یہ جو آج مسلمان کا حال ہے جو ذلت اور پریشانی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کے اندر تفکر کرنا چھوڑ دیا خدا کرے آج کے بعد یہاں جتنے لوگ موجود ہیں ان میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں کہ چوبیس گھنٹے میں ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ، بیس منٹ ایسے نکالیں کہ قرآن کی کوئی آیت پڑھیں اور پھر اس کا ترجمہ کریں اور اس کے معنوں پر غور کریں خدا کرے ایسے بندے یہاں موجود ہوں جو پیغمبروں کے قصے پڑھیں اور ان پیغمبروں کے قصے میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حکمت کو تلاش کریں حضرت سلیمان کا قصہ اگر آپ پڑھیں گے تو آپ کو پتا چلے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے بندے ہواؤں پر ان کی حکومت، جنات پر ان کی حکومت، پرندوں پر ان کی حکومت، فرشتوں پر ان کی حکومت تو جب حضرت سلیمان کا قصہ پڑھیں گے تو اس قصے کے اندر آپ کو کائنات کی تسخیر سے متعلق آیتیں ملیں گی آپ

www.ksars.org

پڑھیں تو صحیح طور پر غور کریں جتنا جتنا غور کریں گے، جتنا جتنا تفکر کریں گے، جتنا جتنا قرآن کا مطالعہ کریں گے، اللہ تعالیٰ کی امداد آپ کو نصیب ہو گی اللہ تعالیٰ نے قرآن کوئی مشکل کتاب نہیں بنائی خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولقد یسرنا القرآن...ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے کوئی سمجھنے والا اللہ تعالیٰ خود چاہتے ہیں حضور پاک ﷺ کے امتی قرآن کو پڑھیں اس پر غور وفکر کریں روحانی علوم بھی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس دعوت کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اللہ تعالیٰ کی اس دعوت پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ کے در پر دست سوال دراز کرنے آئے، خدا کے لئے پڑھو خدا کے لئے، علم حاصل کرو۔ پیسے نہیں خرچ کرسکتے عظیمیہ روحانی لائبریری میں آکر پڑھو مفت، پڑھو اس بد نصیبی کے داغ کو دھوڈالو جو قرآن کی محرومی کی وجہ سے پوری قوم کے ماتھے پر لگ گیا ہے۔ اس ذلت اور رسوائی سے نکل جاؤ کہ غیر مسلم اقوام کی مسلمان قوم محکم بن جائے کتنا افسوس ہے کتنی بڑی تکلیف کی بات ہے کہ تسخیری فارمولے کی کتاب ہمارے پاس ہے ہماری کتاب ہے اور ہماری کتاب سے غیر مسلم ترقی بھی کر رہے ہیں اور ایجادات بھی کر رہے ہیں اور ہمیں محکوم بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم قرآن پاک کو پڑھیں تھوڑا تھوڑا پڑھیں ترجمہ پڑھیں اور اس پر غور وفکر کریں اس غور وفکر کے نتیجے میں جہاں ذہن اٹکے وہاں عظیمیہ روحانی لائبریری میں تشریف لائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہم بہت بڑے عالم وفاضل ہیں ہم بھی نہیں کہتے کہ ہم نے کوئی علم کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں لیکن اتنا ضرور ہے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ضرور ہے، ہمارے اوپر سیدنا حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رحمت ضرور ہے، ہمارے اوپر اولیاء اللہ کی رحمت ضرور ہے اس رحمت کے سہارے ہم آپ کے در پر یہ سوال کرنے آئے ہیں کہ خدا کے لئے علم حاصل کرو جہاں علم حاصل ہو وہاں سے علم حاصل کرو اب علم حاصل نہیں کیا تو اب جو چودہ سو سال کے بعد مسلمان قوم کا حال ہے اس سے بھی زیادہ بدتر ہو جائے گا۔ قرآن میں اس کی شہادت موجود ہے قوم عاد، قوم ثمود، قوم نوح، برباد ہو گئی صفحہ ہستی سے نکل گئی کیوں اس لئے کہ اللہ کے پیغام کو نہیں سنا اس لئے کہ ان قوموں نے خود کو جانوروں کی صفت سے الگ کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ جانوروں کی صفوں میں شامل ہو گئیں۔ وقت بہت زیادہ ہو گیا آپ حضرات کا بہت شکریہ آپ تشریف لائے میری درخواست ہے کہ جس طرح آپ نے اپنا وقت ضائع کیا یہاں میری باتیں سنیں میری گزارشات پر غور وفکر کیا یہاں سے جانے کے بعد بھی اپنے گھروں میں۔ قرآن پاک پڑھیں اور غور وفکر کریں اور یہ بھی غور وفکر کریں کہ انسان صرف مادیت ہی نہیں ہے انسان کے پیچھے ایک اور زندگی ہے اس مادیت کے پیچھے ایک اور ہے کون آدمی اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ جو آدمی پیدا ہوتا ہے وہ مرتا بھی ضرور ہے اور جب مرتا ہے ہاتھ بھی رہتے ہیں، پیر بھی رہتے ہیں، کان بھی رہتے ہیں، آنکھ بھی رہتی ہیں، دماغ بھی رہتا ہے لیکن ہاتھ ناک کان آنکھ دماغ سب کچھ ہونے کے باوجود حرکت نہیں کرتے یہ اس بات کی شہادت ہے کہ جسمانی وجود کی اپنی ذاتی کوئی حرکت نہیں ہے اگر جسمانی وجود کی کوئی حرکت ہوتی تو مرنے کے بعد کوئی لاش اٹھ کر بیٹھ جاتی حرکت صرف روح کی ہے جب تک روح اس جسم کو سنبھالے رہتی ہے آدمی حرکت کرتا ہے اور جب روح اس جسم سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے تو آدمی کی حرکت ختم ہو جاتی ہے ہر آدمی نے مردہ لوگوں کو دیکھا ہے باپ بھی مرتے ہیں دادا بھی مرتے ہیں عزیز رشتہ دار بھی مرتے ہیں کبھی آپ نے دیکھا ہے کسی مردے نے اٹھ کر یہ کہا ہو کہ بھئی تم مجھے گڑھے میں کیوں دفن کر رہے ہو، کبھی کسی مردے نے یہ کہا ہے کبھی نہلاتے وقت جو کروٹ دے رہے ہو مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے آرام سے کروٹ دو، ثابت ہوا

www.ksars.org

مادی جسم کی کوئی اپنی حرکت نہیں ہے مادی جسم کی کوئی اپنی ذاتی زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی روح اگر ہے تو مادی جسم کی حرکت ہے روح اگر نہیں تو حرکت تو دور مادی جسم میں ہی ختم ہو جائے گا۔ آپ قبر میں ڈال دیجئے ایک ہفتے کے بعد قبر کھولئے وہاں وجود مٹی ہو جا تا ہے گل جاتا ہے سڑ جاتا ہے۔ اب ایک یہ بات پتا چلی انسانی جسم جو مادی جسم ہے وہ ایک میڈیم ہے روح کے لئے، روح اپنا مظاہرہ کسی نہ کسی مادی جسم میں کرتی ہے یہ اصل روح ہے تو جب تک آدمی اپنی اصل سے واقف نہیں ہو تا تو ظاہر ہے وہ جاہل ہے ظاہر ہے اپنی اصل سے واقفیت کے لئے، اپنی روح سے واقفیت کے لئے، اپنی انا سے واقفیت کے لئے جہاں عبادات ہیں نماز ہے حج ہے روزہ ہے وہاں ایک آپ حضرات رات کو سونے سے پہلے مراقبہ کریں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے انسان کو خلاء سے بنایا ہے پتلا بنایا ہے اور اس پتلے کے اندر ونفخت...اپنی روح ڈال دی اگر کوئی بندہ اپنی روح سے واقف ہو جاتا ہے روح اللہ کے اندر سے آئی ہے تو آدم کو بھی تو اللہ نے بنایا ہے اور جب آپ اللہ سے واقف ہو جائیں گے تو روح بھی آپ کے سامنے آجائے گی اور قرآن کے اندر جو اللہ کی باتیں ہیں وہ بھی روشن اور واضح ہو کر آپ کے سامنے آجائے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ ہم سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح امتی بنے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآنی علوم سیکھیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت اور توفیق دے کہ ہم اپنی اصل سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کریں والذین جھادو...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندہ مجھے ڈھونڈنے کے لئے مجھے تلاش کرنے کے لئے میرے قریب آنے کے لئے جدوجہد کرتا ہے کوشش کرتا ہے میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا میں اسے راستہ دیکھاؤں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں وفی انفسکم ...دیکھئے اللہ تعالیٰ اپنی قربت کا اظہار فرمارہے ہیں وہ کہتے ہیں میرے بندوں میں تو تمہارے اندر ہوں وفی الفسکون...میں تمہارے اندر ہوں افلا تبصرون...عجیب بات ہے تم مجھے دیکھتے ہی نہیں وفیاافلا تبصرون...کہ میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے ہی نہیں ہو تو یہ اندر دیکھنا اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے جدوجہد اور کوشش کرنا اس کو روحانیت میں مراقبہ کہا جاتا ہے یعنی غوروفکر کرنا کنسنٹریشن کرنا ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کرنا ان سب کے معنی مفہوم یہ ہے کہ مراقبہ آپ کریں اللہ کو تلاش کریں اپنے آپ کو تلاش کریں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح امتی ہونے کو تلاش کریں اللہ تعالیٰ یہ توفیق دی سب کو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کوئی مخصوص لوگ ہیں وہی یہ کام کرسکتے ہیں روح ہر آدمی میں روح ہے ماشااللہ یہاں اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا کوئی ایک فرد یہ کہہ سکتا ہے اس کے اندر روح نہیں ہے کیا کوئی ایک فرد یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ آدم کی اولاد نہیں ہے کہ یہاں بیٹھا ہوا کوئی فرد یہ کہہ سکتا ہے کہ آدم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے اس کو آدم کا ورثہ منتقل نہیں ہوا کیا کوئی ایک آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کے پاس اللہ کی کتاب نہیں ہے کیا کوئی بندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کو آپ کا سرپرست بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے ہم کیسے نالائق ہیں کہ اپنے سرپرست کا ذکر تو کرتے ہیں اپنے سرپرست پر دورد بھی بھیجتے ہیں، اپنی سرپرست کے لئے محفل بھی سجائی جاتی ہے، لیکن اپنے سرپرست کی تعلیمات حاصل نہیں ہے، اپنے سرپرست کے ورثے کو حاصل نہیں کرسکے اور یہی محرومی ہے جس کی وجہ سے مسلمان ذلیل ہے مسکین ہے پریشان ہے، بدحال ہے اگر ہم اپنے سرپرست کی تعلیمات پر غور کریں سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخلاق حسنہ پر خود کو اس طرح ڈھال دیں کہ ہمارے اندر حضور پاک ﷺ کا اخلاق نظر آئے اگر ہم آپس میں لڑنا بھڑنا چھوڑ دیں، تفرقوں سے نجات پاجائیں، کتنی عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

www.ksars.org

وتحصل و... کہ اللہ کی رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو حکم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپس میں تفرقہ نہ ڈالو ۔کسی بد نصیبی ہے کہ مسلمان کی پہچان ہی تفرقوں سے ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق قل مسلمین اخوت... مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے کا جذبہ عطا فرمائیں تفرقوں سے محفوظ رکھیں اور قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب حضرات کا بہت شکریہ آپ تشریف لائے میں آپ کے لئے دعا کروں گا آپ میرے لئے دعا کریں خدا حافظ۔ اختتام

www.ksars.org

پاکستان ٹیلی ویژن پر انٹرویوز

میزبان صاحبہ: پہلے آپ کا تعارف کروانے سے پہلے میں چاہوں گی ان کی کچھ Books دیکھا دوں پہلی جو کتاب ہے میرے پاس ہے کشکول، یہ ہے تذکرہ قلندر باباولیاءؒ، اور یہ ہے ٹیلی پیتھی سیکھئے، مراقبہ، روحانی نماز، تجلیات، قلندر شعور، محمد رسول اللہ ﷺ، کلر تھراپی، پیراسائیکولوجی اور یہ آخری کتاب ہے خواب اور تعبیر جی یہ کتابیں تھیں اور جو ہماری مہمان شخصیت جو ہیں وہ ہیں خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب ان کے بارے میں آپ کو بتاتی چلو کہ آپ روحانی ڈائجسٹ کراچی اور روحانی انٹر نیشنل برطانیہ کے چیف ایڈیٹر ہیں اخبارات میں کالم لکھتے ہیں روحانی علوم پر دسترس رکھتے ہیں آپ نے اب تک ساٹھ کتابچے اور چوبیس کتابیں تصانیف کی۔ آپ ملک کے مختلف شہروں میں لیکچرز بھی دیتے ہیں باقی کی باتیں آپ سے ساتھ ساتھ ہوں گی، ان سے گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے ہیں ہمارے سوالات کے جوابات آپ تک بھی پہنچیں گے اور ان سے ہمیں کافی اچھی معلومات بھی ملیں گی۔ سب سے پہلا میرا آپ سے یہ سوال ہے۔

سوال: کہ آپ نے اتنی بہت ساری کتابیں لکھیں آپ لیکچرز بھی دیتے ہیں اور لوگوں کے مسئلے مسائل پر بھی بات چیت کرتے ہیں تو یہ تمام چیزیں آپ نے Manage کی آپ ہمیں یہ بتائیں اس تمام Activities کے پیچھے Motivition کیا ہے آپ کا؟

جواب: میں نے یہ جو کام شروع کیا ہے یہ جو کر رہا ہوں یہ ایک سلسلے کے طریقے پر قائم ہے اور اس کے مشن کے پیچھے جو جذبہ ہے وہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا ہے مجھے میرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ اگر تمہیں کسی سے دوستی کرنی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس آدمی کی عادات اور اس کے خصائل اور اس آدمی کی جو پسندیدہ باتیں ہیں اس کو اپنالو، اس مناسبت سے تمہاری دوستی پکی ہو جائے گی۔ مثلاً یہ کہ ایک نمازی کے ساتھ آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو نمازی بننا ہو گا، ایک پڑھے لکھے آدمی سے شاعر سے آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں تو اس شاعری میں دلچسپی آپ کو لینی ہو گی۔ تو اگر آپ کو اللہ سے دوستی کرنی ہے تو اللہ کی عادت کو اپنانا ہو گا۔ اور اللہ کی جو عادت ہے یا اللہ کی جو صفت ہے یا اللہ کی جو سب سے بڑی پسندیدہ بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صلہ اور ستائش کے بغیر اپنی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں تو اس مشن کے پیچھے مقصد ہے ہمارا وہ یہ ہے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا اور ساتھ ساتھ یہ ہے کہ توحید کا پرچار کرنا ساتھ ساتھ یہ ہے کہ یہ جو دور ہے یہ علم کا اور نالج کا دور ہے موجودہ ہماری جو نسل ہے جو بچے ہیں ان کے ذہن اتنے زیادہ شارپ ہو گئے ہیں اور اتنی زیادہ ان کے اندر صلاحیتیں بیدار اور متحرک ہو گئی ہیں کہ ہمارے زمانے میں جو اٹھارہ انیس سال کا بچہ جو کام نہیں کر سکتا تھا آج وہ پانچ سال کا بچہ کر لیتا ہے مثلاً وہ کمپیوٹر گیم کھیلتا ہے ریڈیو ٹی وی اس قسم کی جو آپ کے جو سیٹ ہے آج کل کے ان سب کو وہ چلا لیتا ہے، تو اس کا مطلب ہے جو عمر ہے وہ بیس سال کا وقفہ اس میں پڑھ گیا یعنی بیس سال زیادہ نالج ہے ہمارے بچوں میں تو ہم یہ ایک پروگرام بنایا سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی ترویج کے لئے اور اس کو روشناس کرانے کے لئے کہ موجودہ دور کے مطابق ہم نالج لوگوں تک پہنچائیں خصوصاً اپنے بچوں تک تاکہ وہ کھلے ذہن سے مذہب کا اسلام کا اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

www.ksars.org

تعلیمات کا مطالعہ کر کے اسلام کی خدمت کریں اور جو مسلمانوں میں یہ انتشار انحرف اور ذلت اور رسوائی کا ایک پٹرن بن گیا ہے اس سے پوری مسلمان قوم آزاد ہو سکتی ہے۔

میزبان صاحبہ: عظیمی صاحب آپ نے بہت ساری کتابیں لکھی وہ تو میرے سامنے ہیں آپ نے انگلش میں بھی لکھی اردو میں بھی لکھی تو آپ ہمیں یہ بتائیں کے جو بات آپ اپنے پڑھنے والوں تک پہنچانا چاہتے تھے کیا آپ اس میں کامیاب ہوئے ہیں؟

خواجہ صاحب: جی دیکھئے میں نے اب تک کہ تقریباً چوبیں یا پچیس کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چار کتابوں کا انگلش ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور سالفوڈ یونیورسٹی میں میرے دو کتابیں سلیبس کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں سیالفوڈ یونیورسٹی میں ہے۔ تین کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے جس کا اب ابو ظھبی گورنمنٹ میں اس کی وہاں تقریب رونمائی بھی ہوئی، پشتو میں ترجمہ ہوا فارسی میں ترجمہ ہوا اور ایک کتاب ہے قلندر شعور جو آپ نے دیکھائی ہے جس کا روسی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے

میزبان صاحبہ: اچھا بہت اچھی بات ہے۔

خواجہ صاحب: ہم نے اس مشن کو چلانے کے لئے جگہ جگہ سینٹر قائم کئے ہیں وہ جو آپ نے کتاب دیکھائی مراقبہ ہم نے جو سنٹر قائم کئے ہیں ان کی تعداد 73 ہے۔

میزبان صاحبہ: ابھی آپ ذکر کر رہے تھے مراقبے کا تو اسی کے سلسلے میں سوال کرنا چارہی تھی کہ یہ کیا چیز ہے اس کا طریقہ علاج جو ہے یہ کہاں تک کامیاب ہے؟

خواجہ صاحب: جی ہم نے سینٹر یہ جو کھولیں ہیں سینٹر کا سب کا نام ہی مراقبہ ہال ہے اچھا جی اور یہ انگلینڈ میں ہے امریکہ میں ہے کنیڈا میں ہے ناروے میں ہے فرانس میں ہے جرمنی میں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روس میں ہے یہ جو ہمارے سینٹر ہیں پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ہے یہاں آپ کے روالپنڈی میں بھی ہے۔ اس میں ہم مراقبہ کی تعلیم دیتے ہیں مراقبہ سے مراقبہ کا جو ترجمہ آپ انگریزی میں کریں گے وہ Mediation ہے اور اس کو سمجھنے کے لئے اس کو آپ constration بھی کہہ سکتے ہیں یعنی ذہنی خلفشار کو ختم کر کے کسی ایک نقطے پر ذہن کو اس طرح مرکوز کیا جائے کے اس کا حصول آسان ہو جائے۔

میزبان صاحبہ: درست...

خواجہ صاحب: تو یہ مراقبہ ہے اب مراقبے کے ذریعے جو ہمیں چیز حاصل ہوتی ہے سب سے پہلے پیں حاصل ہوتا ہے۔

میزبان صاحبہ: درست...

www.ksars.org

خواجہ صاحب: ہمارے جو ذہنی انتشار ہیں وہ ختم ہوتا ہے اب ذہنی جب انتشار ختم ہو گا بر ملا بڑے پیشنڈ اور دوسرے بے شمار امراض جو ہیں ان سے بھی نجات ملے گی تو مراقبہ اصل میں اندر گہرائی میں جا کر تفکر کرنے کا ایک عمل ہے اب مراقبہ کے ذریعے آپ ماورائی دنیا میں بھی جاسکتے ہیں مراقبہ کے ذریعے آپ امراض کا علاج بھی کر سکتے ہیں، مراقبہ کے ذریعے آپ اپنی گھریلو زندگی کو پر سکون بھی بنا سکتے ہیں۔

میزبان صاحبہ: درست...

خواجہ صاحب: مراقبہ کے ذریعے آپ غصے پر کنٹرول حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایک پورا علم ہے مکمل مراقبہ کا

میزبان صاحبہ: درست...

خواجہ صاحب: اور یہ مراقبہ انبیاء کی سنت بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں مراقبہ کیا اسی طرح قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو غور و فکر کیا اللہ کو تلاش کیا وہ بھی ایک طریقے کی ریسرچ سوچ اور تلاش اور مراقبے کی ضمن میں آتے ہیں۔

اچھا اس کا مطلب، صحیح مطلب اور طریقہ کیا ہے؟ اس پر ذرا روشنی ڈالیں تاکہ ہمیں پتا چلے؟

خواجہ صاحب: صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی جو دنیا میں معاملات کرنے کے لئے عارضی طور پر اپنے ذہن کو خالی کر لیں۔

میزبان صاحبہ: اچھا...

خواجہ صاحب: اور کسی ایک نقطے پر اپنے ذہن کو مرکوز کر دے مثلاً اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہو جائے تو اللہ کا فرمان ہے اللہ انا ھو... اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہوتا تو اب آدمی آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھ کر پاکیزہ ہو کے اس بات کر کنسنٹریٹ کرے کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے

میزبان صاحبہ: درست...

خواجہ صاحب: اللہ تو دیکھ رہا ہے سب کو لیکن ہمارے یقین میں یہ بات نہیں ہے اللہ دیکھ رہا ہے جب تک ہمارے یقین ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہمارا اللہ سے ایک تعلق اور ربط قائم ہو جائے گا جن طرح اللہ سے ربط اور تعلق قائم ہو گا ہماری ہم اپنے معاملات کو اللہ کے اوپر زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے اور جتنا اللہ سے تعلق قائم ہو جائے گا اسی حساب سے آدمی کے اندر سکون کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں اس وقت جو ہمارا مسئلہ ہے دنیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر آدمی بے سکون ہے آسائش کے سامان بے انتہاء ہے آرام کی چیزیں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں کہ کبھی ہمارے بزرگوں نے ان کا تصور ہی نہیں کیا تھا لیکن ان سب کے باوجود ہر آدمی

www.ksars.org

بے سکون ہے پریشان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا اللہ کے ساتھ اللہ کے رسول کے ساتھ پیغمبروں کے ساتھ جو تعلق قائم ہونا چاہئے تھاوہ کمی واقع ہوئی اور یہ مراقبے کے ذریعے بڑی آسانی سے ممکن ہے وہ طاقت بحال ہو سکتی ہے۔

میزبان صاحبہ: درست اچھا یہ تو آپ کی ایک کتاب تھی دو کتابیں اور تھیں پیرا سائیکولوجی اور کلر تھراپی ان دونوں کے بارے میں بھی بتائیں کیا کہ اس میں کیا چیز دی؟

خواجہ صاحب: کلر تھراپی کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو رنگین بنایا یہاں آپ دنیا میں اربوں کھربوں چیزیں موجود ہیں جو آپ کی نظروں کے سامنے ہیں ان میں سے ایک چیز بھی آپ بے رنگ نہیں دیکھا سکتے میں نے امریکہ میں میرا ایسا پروگرام تھا ٹی وی کا تو میں نے ان کو کہا کہ بھئی لاکھوں آدمی دیکھ رہے ہونگے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ بھئی کوئی چیز بے رنگ آپ مجھے دیکھا دیں، اس میں کوئی ایک سو بیس یا ایک سو پچیس ٹیلی فون آئے لوگوں کے اس میں ایک صاحب نے یہ کہا کہ پانی بے رنگ ہوتا ہے تو میں نے کہا نہیں پانی کا تو اپنا رنگ ہوتا ہے پانی کا تو رنگ ہے اگر پانی کا رنگ نہ ہو تو اس کو پانی نہیں کہیں گے۔

میزبان صاحبہ: صحیح…

خواجہ صاحب: تو کوئی چیز بے رنگ نہیں ہے۔

میزبان صاحبہ: بے رنگ نہیں ہے صحیح…

خواجہ صاحب: تو اب ہم بیٹھے ہوئے ہیں آپ میرا اور اپنا موازنہ کریں…جی…میرے بالوں کا رنگ، میری آنکھوں کا رنگ، پتلی کا رنگ ، دوروں کا رنگ، دانتوں کا رنگ، چہرے کا رنگ، کھال کا رنگ، ناخن کا رنگ پھر آپ اندر اتر جایئے اس پھیپھڑوں کا رنگ، دل کا رنگ ، تلی کا رنگ پتے کا رنگ، گردوں کا رنگ۔

میزبان صاحبہ: اور ہر رنگ جو ہے دوسرے شخص سے دوسرے سے Different مطلب اس میں اتنی ورائٹی ہے

خواجہ صاحب: نہیں Letcher تو ہے لیکن بات وہ ہے کہ رنگ کے بغیر کوئی چیز ہے ہی نہیں یعنی زندگی جو ہے وہ رنگوں کے اوپر چل رہی ہے میزبان صاحبہ: درست…

خواجہ صاحب: تو ہم یہ کہتے ہیں کہ سب سے چیز ہی ہے تو رنگوں کے عدم توازن سے آدمی بیمار ہوتا ہے مثلاً کسی آدمی کے اندر سرخ رنگ زیادہ ہو گیا اس کو ہائی بلیڈ پریشر ہو جائے گا اگر کسی آدمی کے اندر گرین رنگ زیادہ ہو جائے ہو سکتا ہے اسے دورے پڑنا شروع ہو جائے، اب کینسر ہے آج کی بیماری کینسر جو ہے اس کا تعلق بھی رنگ سے ہے۔

www.ksars.org

میزبان صاحبہ: اچھا...

خواجہ صاحب: تو ہم نے اس کلر تھراپی میں بتایا ہے رنگ کی لہریں بھی ہوتی ہیں رنگ کی فریکونسی بھی ہوتی ہے اور رنگ کے توازن کا نام جو ہے وہ صحت ہے اگر رنگ میں توازن ٹوٹ جائے گا تو آدمی بیمار ہو جائے گا۔ اچھا اس میں ایسے ہیں جیسے Vegetable کے کلر ہیں یا فروٹ کے کلر ہیں وہ لینے چاہئے اس طرح پھول بھی ہیں پھولوں سے بھی علاج ہوتا ہے

میزبان صاحبہ: درست...

خواجہ صاحب: اچھا مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے سرخ رنگ کی کمی ہے انیمیا تو ہم اس سے یہ کہتے ہیں تم مراقبہ کرو سرخ رنگ کا تصور کرو، ٹھیک ہو جاؤ گے۔

میزبان صاحبہ: اچھا...

خواجہ صاحب: کچھ پڑھنے کو بتائیں گے اللہ کا کلام

میزبان صاحبہ: جی...

خواجہ صاحب: اور اس کے بعد اس سے یہ کہیں گے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاؤ اور پندرہ منٹ تک تصور کرو ایک سرخ لائٹ جس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں

میزبان صاحبہ: اچھا...

خواجہ صاحب: ساتھ ساتھ اس سے کہیں گے ٹماٹر کھاؤ چقندر کھاؤ اور سیب کا رس پئیو یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے یہ میں جو تقریباً جو صحافت میں ہوں اس کو بتیس سال ہو گئے بتیس سال میں میں کسی نہ کسی اخبار سے منسلک ہوں آج کل میں جنگ سے منسلک ہوں سالہ سال ہو گئے میرے مضمون چھپتے ہیں تو میں نے جو اب تک لوگوں کو علاج یا مشوارہ دیا ہے پیش کیا ہے اس کا جو ریکارڈ ہے ہمارے پاس وہ اٹھارہ لاکھ ہے۔

میزبان صاحبہ: اچھا...

خواجہ صاحب: اٹھارہ لاکھ آدمی کا علاج کر چکا ہوں میں بتیس سال تو اس اٹھارہ لاکھ کا جو ہم نے ریشو لگایا تقریباً ہمیں اسی سے بیاسی فیصد کامیابی ملی ہے۔

میزبان صاحبہ: اچھا...

www.ksars.org

خواجہ صاحب: ابھی آپ نے وہ پوچھا تھا کہ نوجوان آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں...جی

تو نوجوانوں کی جو متوجہ ہونے کی اٹھارہ لاکھ جو تعداد ہے یہ ہمیں بتا رہی ہے شہادت فراہم کر رہی ہے کہ نوجوان ہماری طرف متوجہ ہیں اور وہ بھی متوجہ ہیں علاج بھی ہم کر رہے ہیں اور سلسلہ کو ہمارا علاج ہوا جو اٹھارہ لاکھ میں بارہ لاکھ رہا ہوں وہ بس ہم اتنا ضرور کہتے کے ساتھ جوابی لفافہ بھیجتے ہیں اب اس پر ہمارا اتنا زیادہ خرچہ ہو جاتا ہے تو یہ کلر تھراپی جو ہے یہ ایک فطرتی اور قدرتی علاج ہے، اگر آدمی رنگوں کا توازن کر لیں تو وہ بیمار کم از کم ہو گا اس کو زیادہ سے زیادہ پر سکون زندگی گزارنے کے مواقف فراہم ہونگے میاں بیوی میں والدین میں اولاد میں ذہنی آہنگی ہوگی مثلاً آپ اپنے کمروں میں دیواروں کے اوپر نیلا رنگ کروائے، یا سفید کروائے۔

میزبان صاحبہ: اچھا آپ ابھی نوجوان لوگوں کے بارے میں بتا رہے تھے جو آپ کے لئے علاج کے لئے آتے ہیں ان میں زیادہ تر نوجوان بھی ہوتے ہیں اور یہاں یہ بات اب دیکھنے میں آئی ہے کہ جو ہماری جنگ جنریشن ہے ان کا مذہب کی طرف بڑا لگاؤ ہوتا جارہا ہے مطلب یہ محسوس کیا جارہا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے جو لوگ آپ کے پاس آتے ہیں ان میں زیادہ تر نوجوان ہی ہوتے ہیں اور انہیں اور زیادہ ٹریننگ کی اور زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔

خواجہ صاحب: نوجوان کی بھی بہت بڑی تعداد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نوجوان بچے اپنے گھر میں جو کچھ چاہتے ہیں انہیں والدین سے رشتہ داروں سے نہیں ملتا وہ ان کے گھروں میں عجیب قسم کی افراتفری فساد میاں بیوی کی لڑائی جھگڑا تو اس سے نوجوان بڑے گھبراتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جنریشن گیپ جو ہے وہ علم کا ہے نالج کا ہے یہ جو ہمارے زمانے میں اٹھارہ بیس سال کے بچے کو بھی علم نہیں تھا وہ آج 5 سال کے بچے کو ہے تو والدین اب اس بات ہے ہیں ہم ہی ٹھیک تھے۔ نالج کے حصول کا کوئی کام نہیں ہے۔

میزبان صاحبہ: جنریشن گیپ آگیا ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی

خواجہ صاحب: تو اتنی زیادہ اب اس میں یہ چاہئے کہ والدین کو اپنی نوجوان نسل کے ساتھ اولاد کے ساتھ نالج کر Shear کرنا چاہئے اور سمجھو تا کم از کم اتنا تو ضرور کرنا چاہئے کہ جب اگر وہ کوئی بات کرے سائنس کی کوئی بات کرے نظام کی تو والدین کو کم از کم ہاں ہاں تو کر دیں ان کی تو اتنی بھی نالج نہیں ہے کہ وہ ان کے نوجوان کو ہاں یا نہ کہہ دے مثلاً ابھی وہ کہتے ہیں کہ صاحب ابھی زمین ہے پانی ہے سمندر ہے اس پر ایک تختہ ہے تختے پر ایک بیل کھڑا ہے بیل کے سنگ پر ایک دنیا ہے جب وہ تھک جاتا ہے تو وہ ایک سنگ سے دوسرے سنگ پر دنیا بدلتا ہے تو اس کو کہتے ہیں زلزلہ آگیا۔

میزبان صاحبہ: اچھا صحیح ہے بالکل...

خواجہ صاحب: اب نوجوان لوگ اسے بالکل نہیں مانتے نوجوانوں نے فزکس پڑھی ہے سائیکولوجی پڑھی ہے پیرا سائیکولوجی پڑھی ہے تو یہ کمپوٹر کی ایج آگیا ہے تو ہماری طرف نوجوان بہت زیادہ عمر کا بچہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو سائنس کو

www.ksars.org

سامنے رکھتے ہیں فزکس کی بات کرتے ہیں نالج کی بات کرتے ہیں سائیکولوجی کی بات کرتے ہیں اور نالج کے بعد جب کوئی نوجوان سے بات کی جاتی ہے تو وہی اس کو زیادہ اپیل ہوتی ہے اور وہ زیادہ ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے۔

میزبان صاحبہ: جی صحیح کہہ رہے ہیں آپ مطلب آپ ان کو Convens کرتے ہیں لوجک کے ساتھ

خواجہ صاحب: موجودہ دور کے علم کے اوپر جی سائنس کے اوپر بات کرتے ہے، لوجک سے بات کرتے ہیں

میزبان صاحبہ: اچھا آپ سے بات ہو جائے خواتین کے ریفرنس سے خواتین کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے یا تو وہ زیادہ مذہبی ہوتی ہیں یا بالکل نہیں ہوتی؟ تو اس کی کیا وجہ ہے کیا ان تک علم نہیں پہنچ پاتا کیا یہ نفسیاتی مسئلہ ہے کیا اس کی کچھ اور ریزن ہے؟

خواجہ صاحب: ہیں یہ جو ہے نا خواتین مذہبی نہیں ہوتی یہ صحیح نہیں ہے خواتین ہوتی ہی مذہبی ہیں مردوں کے مقابلے میں ہمیشہ خواتین مذہبی زیادہ ہوتی ہیں۔ اور یہ جو مذہب ملتا ہے اولاد کو یہ ماں سے ہی ملتا ہے، ماں جو ہے بچوں کی تربیت کا گہوارہ ہے اب دیکھئے صدقہ خیرات جتنا ماں کرتی ہے باپ نہیں کرتا۔ ذرا سا بچے کو بخار ہوا وہ پیسے نکال کر تکئے کے نیچے رکھ دیئے، ذرا سا بچہ بیمار ہے کسی بزرگ کے پاس لے گئی دم کرا دو ذرا سا کچھ ہوا تو قرآن لیکر بیٹھ گئی۔ تو مرد کو تو اس کی فرصت ہی نہیں ہے معاش کے اعتبار سے وہ صبح کو جائے گا شام کو آئے گا تو یہ بات صحیح نہیں ہے کہ خواتین مذاہبی نہیں ہوتی خواتین ہوتی ہی مذہبی ہیں۔

میزبان صاحبہ: اچھا صحیح چلیں یہ تو اچھا ہے میں ایک یہ بھی بات آپ سے جاننا چاہ رہی تھی کہ آپ لیکچرز بھی دیتے ہیں آپ نے بہت کچھ لکھا بھی ہے اور لوگوں سے بات چیت کر کے ان کے مسائل ڈسکس کرتے ہیں ان کی پرابلم جو ہیں وہ حل کرتے ہیں ان کو ان کے حل بتاتے ہیں تو آج کا جو دور ہے آج کل سب ذریعہ معاش کی فکر میں ہے کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کسی سے بھی پوچھو جی وقت نہیں ہے وقت نہیں ہے تو کس طرح سے آپ کی یہ چیزیں لوگوں تک پہنچ پاتی ہیں لوگ ان کو پڑھتے ہیں یا ٹائم نکال لیتے ہیں پڑھنے کا

خواجہ صاحب: اب آپ یہ دیکھئے ایک کتاب آپ چھپیں جی اور اگر وہ مقبول نہ ہو جی تو دوسری کتاب کیسے چھپے گی صحیح میری تو پچیس کتا بیں چھپ گئی ہیں انگریزی میں ترجمہ ہو گا روسی میں ترجمہ ہو گیا عربی میں ترجمہ ہو گا فارسی میں ترجمہ ہو گیا ساٹھ کتا بچے لکھے گئے اب دیکھئے مقبول ہیں نا تو لکھے جا رہے ہیں۔

میزبان صاحبہ: آپ کا خیال ہے کہ آپ کی باتوں میں ایسا اثر ہے یا لوگ ایسے ہی

خواجہ صاحب: نہیں میں لوجک کے ساتھ بات کرتا ہوں لوجک کے ساتھ بات کرتا ہوں وہ کہتے ہیں جی نوجوان نسل خراب ہو گئی میں کہتا ہوں نہیں نوجوان نسل نہیں خراب ہوئی بزرگوں کا جو اپنا کام تھا جو ذمہ داریاں تھیں وہ کم ہو گئی ہیں اب مثلاً ایک آدمی جو نمازی ہے وہ اکیلا مسجد میں چلا جاتا ہے نماز پڑھنے اب میں اپنے گھر میں اپنے پوتے کو ساتھ لیکر جاتا ہوں نماز پڑھنے کے لئے تو والدین نے اپنے آپ کو اتنا مصروف کر لیا ہے دنیا میں کہ ان کے پاس اولاد کے لئے وقت ہی نہیں رہا تو اس لئے اولاد جو ہے وہ کیا کرے اس کی جو

www.ksars.org

ضرورت ہے اس کے جو احساسات ہے جذبات ہے اس کو پیار بھی چاہئے وہ دوستی کا ماحول بھی چاہتا ہے دوسری یہ کہ ہر گھر میں میاں بیوی کا اتنا فساد برپا ہو گیا کہ وہ اولاد یہ سمجھنے لگی کہ والدین کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہ لڑاتے رہے آپس میں اولاد کے ساتھ ساتھ والدین کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو وقت دے اور جوان کو بات کہے اب مثلاً ایک میں آپ کو بتاتا ہوں ہمارے یہاں ایک کنسپٹ ہے ہر ممکن کوشش یہ کرتے ہیں کہ بندہ اللہ سے ڈرے نہیں اللہ سے محبت کرے تو اب ہمارے یہاں جو بچے ہیں وہ جا کر اسکول میں کہہ دیتے ہیں کہ صاحب اللہ سے کیوں ڈریں بھئی اللہ سے تو پیار کرنا چاہئے اللہ سے تو محبت کرنی چاہئے اب والدین اس بات کو یا بزرگ ہمارے یا ماحول کے لوگ برا محسوس کرتے ہیں کہ صاحب اللہ سے تو ڈرنا چاہئے بھئی اللہ سے محبت کرنی ہے ڈر کا مطلب یہ ہے اگر آپ اللہ سے محبت کریں احترام کریں اور اس احترام کی بنا پر اللہ کے جو سارے پسندیدہ کام ہیں وہ سارے کریں اب وہ بچہ کہتا ہے اللہ سے کیوں ڈریں اگر اللہ سے ڈریں تو اس کو آپ سمجھیں بھئی اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ میاں کوئی خوفناک چیز ہیں ڈرنے کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو کہا ہے اگر تم وہ نہیں کروگے تو اللہ میاں ناخوش ہونگے۔

میزبان صاحبہ: بالکل صحیح آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات تو اتنی شفیق ہے۔

خواجہ صاحب: شفیق ہے وہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہوں...

میزبان صاحبہ: بالکل بالکل اچھا ایسی حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہو گی کہ اسلام کے کن اصولوں اور ضابطوں پر ہمیں عمل کرنا چاہئے اور خیال رکھنا چاہئے اور خاص طور پر آج کے دور میں جو لوگ کہتے ہیں کہ وقت نہیں ہے کاموں میں مصروف ہیں برائیاں بہت ہیں سوسائٹی میں Fatalities اتنی زیادہ Available ہیں ہمیں اتنی صورتیں میسر ہیں تو کس طرح سے وقت نکلنا چاہئے مذہب کے لئے کیا کرنا چاہئے لوگوں کو کوئی ایسی بات

خواجہ صاحب: دیکھئے اسلام کے کن اصولوں پر عمل کرنا چاہئے اس کا تو یہ ہے کہا اسلام کے سارے ہی اصولوں پر عمل کرنا چاہئے پہلے اسلام کو سمجھنا چاہئے اسلام کا مطلب ہے سلامتی کا راستہ تو سلامتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ سارے وہ کام کریں جس سے آپ کو بھی راحت آرام ملے آپ کی بھی سلامتی یقینی ہو آپ بھی عدم وتحفظ سے باہر آجائیں اور دوسروں کے دل میں آپ بس جائیں۔

میزبان صاحبہ: درست اچھا ایک ابھی سوال ہمارے پاس آیا ہے فون آیا ہے سرگودہ سے محمد منیر کا اور انہوں نے مراقبہ سے متعلق بات کر رہے تھے اسی پر انہوں نے پوچھا ہے کہ مراقبہ کا صحیح وقت کیا ہے کس وقت کرنا چاہئے؟

خواجہ صاحب: مراقبہ کرنے کا تین وقت ہوتے ہیں ایک تو رات کو سونے سے پہلے، ایک فجر کی نماز کے بعد اور ایک ظہر کی نماز کے بعد ۔اس کا تعلق اصل میں سورج غروب سورج کا طلوع اور سورج کا زوال ہونا لیکن ظہر کی نماز کے بعد کا وقت ایسا ہوتا ہے کے وہ معاش کا وقت ہے اس میں کوئی نوکر ہے کوئی کاروبار کرتا ہے تو اس میں سب سے اچھا وقت جو ہے وہ رات کو سونے سے پہلے کا ہے رات کو سونے

www.ksars.org

سے پہلے وضو کر کے آپ مراقبہ کریں مراقبے سے پہلے دورد شریف پڑھ لیں سو دفعہ یا حی یا قیوم پڑھ لیں اچھا آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اب اگر بیماری سے متعلق مراقبہ کرنا ہے اچھا کسی کلر تھراپی والے سے آپ رجوع کریں ساری کیفیات ہمیں لکھ کر بھیج دیں مرکزی مراقبہ ہال کراچی کے نام ہم آپ کو مراقبہ تجویز کر دیں گے

میزبان صاحبہ: وہ اپنی Detail سے آپ کو لکھ دیں اور Detail سے آپ کو آپ کے سوال کا جواب جو ہے مل جائے گا

خواجہ صاحب: اچھا یہ ہے کہ آپ مراقبہ کرنا چاہتی ہیں سکون کے لئے تو وہ الگ مراقبہ ہے، مراقبہ کرنا چاہتے ہیں آپ علم غیب کے لئے مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات ہو یہ بھی ایک اللہ کا غیب ہی ہے اور پیغمبروں کی ارواح سے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے تو ان کی زیارت سے آدمی مشرف ہو جائے فرشتے اگر اللہ چاہے تو وہ بھی کوشش کریں تو فرشتے بھی نظر آسکتے ہیں، جنات سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے یہ سارا اللہ کے فضل کے اوپر ہے لیکن اللہ کا فضل جو ہے اللہ نے خود کہا کہ میرا فضل تلاش کرو اب کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا تو یہ مراقبہ سے آدمی اپنی روحانی کیفیات سے بھی واقف ہو سکتا ہے اپنی روح کو بھی تلاش کر سکتا ہے مراقبہ سے کشف القبور بھی ہو سکتا ہے اگر آپ کے عزیز اقارب رشتہ دار اولیاء اللہ نے آپ وہاں پر جا کر قبر پر بیٹھیں اگر آپ کے پریکٹس ہو جائے تو آپ ان کی ارواح سے ملاقات کر سکتے ہیں مثلاً بری امام صاحب سے ملاقات کر لیں خواجہ صاحب سے ملاقات کر لیں، بابا فرید سے ملاقات کر لیں، خواجہ غریب نواز سے ملاقات کر لیں اور یہ اولیاء اللہ کی کتابوں میں بھرا پڑا ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے ہم کوئی نئی بات کہہ رہے ہیں صحیح اس کے تو باقاعدہ اصطلاحیں بھی مقرر ہیں تو مراقبہ ایک مکمل علم ہے جو آپ بیماریاں دور کرنے کے لئے آدمی کر سکتا ہے سکون کے لئے بھی حاصل کر سکتے ہیں ذہنی ہم آہنگی حاصل کرنے کے لئے بھی حاصل کر سکتے ہیں اور ماورائی دنیا سے واقفیت کے لئے بھی مراقبہ کر سکتے ہیں۔

میزبان صاحبہ: اچھا یہ ایک اور سوال ہمیں آیا ہے تنویر احمد نے اسلام آباد سے یہ پوچھا ہے کہ تمام شہروں میں آپ نے روحانی لائبریریاں قائم کی ہیں تو اسی طرح کی کوئی لائبریری یہاں اسلام آباد میں بھی ہے؟

خواجہ صاحب: اسلام آباد میں بھی ہے اور ہم نے اصل میں بات یہی تھی ہم نے یہ علم کو پھیلانے کے لئے لائبریریوں کا ایک جال بچھایا ہے اس کی تعداد اب تک ساٹھ ہو گئی ہے۔ اچھا اس میں ہم LItrature فراہم کرتے ہیں درست... اپنا Litrature بھی فراہم کرتے ہیں اور تصوف کے بارے میں جو اولیاء اللہ کی کتابیں ہیں مشہور و معروف ہیں شاہ ولی اللہ صاحب ہیں اس قسم کی جتنی کتابیں جو روحانیت سے متعلق ہے ان اناج فراہم کرتی ہیں وہ بھی ہم اپنی لائبریوں میں رکھتے ہیں۔

میزبان صاحبہ: اچھا آپ نے نماز کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے نماز ظاہر بہت ضروری ہے مسلمانوں کے لئے بہت چھوٹی عمر میں فرض ہو جاتی ہے اور جو لیٹسٹ ریسرچ ہے وہ یہ کہتی ہے جو لوگ پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں وہ بہت اچھی صحت مند زندگی گزارتے

www.ksars.org

ہیں بہت ساری بیماریاں جو ہیں وہ ان کے قریب نہیں آتی سائنس کے Point سے اگر ہم دیکھتے ہیں تو آپ ان لوگ کو جو اس چیز کو زیادہ نہیں سمجھ پاتے کہ نماز کے کیا فائدے ہیں تو کچھ Detail آپ بتائیں؟

خواجہ صاحب: یہ روحانی نماز کتاب، میں نے اس کی بنیاد پر اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ کی ہے اس میں نماز کے بارے میں یہ ہے کہ نماز ایک مکمل ضابطہ حیات ہے پہلی بات تو یہ سمجھنے کی ہے رسول اللہ ﷺ نے جو نماز کا طریقہ بتایا ہے اس طریقے میں انسانی اعضاء کی تمام حرکات آگئی۔ مثلاً ہاتھ اٹھانا، ہاتھ باندھنا، ہاتھ کھولنا، جھکنا، کھڑے ہونا، سجدہ کرنا تو یہ ایک اس میں یہ صورت ہے کہ آپ زندگی میں کچھ بھی کرتے رہے آپ کا ذہن اللہ کے ساتھ وابسطہ ہے۔ اگر آپ نے صحیح نماز قائم کی۔ دوسری بات یہ ہے نماز مکمل اکثر سائنس ہے جی درست اگر کوئی آدمی صحیح معنوں میں سجدہ کرلے اور صحیح معنوں میں رکوع کرلے اصل میں ہم نماز اٹھک بیٹھک میں ختم ہو جاتی ہے اگر اگر نماز میں اگر آپ رکوع صحیح کریں صیح طریقے سے اپنے گھٹنے پکڑیں اور اس کی ٹانگوں میں پوری طرح کھنچاؤ ہو کمر سیدھی ہو تو

میزبان صاحبہ: اچھا تو یہ ریسرچ بالکل درست ہے کہ واقعی انسان کے لیے بہت اچھی عبادت ہے۔

خواجہ صاحب: اب ایسی روحانی کتاب میں میں نے لکھا ہے کہ ابھی لاکھوں کروڑ آدمی دیکھ رہے ہونگے اور ایک کام کرو جتنے بھی ہائی بلیڈ پریشر کے مریض ہیں وہ پانی سے وضو کریں ٹھنڈے پانی سے اگر ان کا بلیڈ پریشر کم نہ ہو تو مجھے بتائے۔ کیوں کہ تجربہ کیا ہوا ہے ہم۔

میزبان صاحبہ: چلیں یہ تو بہت اچھا ہے۔

خواجہ صاحب: تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو ہائی بلڈ پریشر کا مکمل علاج ہے۔ ایک وضو آپ کا کام کرے گی آپ کرکے دیکھ لیں تجربہ کرلیں اچھا ظہر کی نماز آپ اگر پڑھیں گے ظہر کی نماز پڑھنے والے بندے کو اگر وہ صحیح سجدہ کرلے تو زمین کی ایک حرکت ہوتی ہے یعنی محوری گردش تو جب آدمی تجزیہ کرتا ہے ظہر کی نماز میں تو زمین کی جو درج ہے جس پر زمین چل رہی ہے جی اس کے اندر سے ایک مخصوص قسم کی لہریں آدمی کے ماتھے میں جمع ہوتی ہیں اس آدمی کو مرگی نہیں ہوتی عشاء کی نماز پڑھنے والے بندے جو ہیں ان کو ہمیشہ اچھے سچے خواب نظر آتے ہیں نیند گہری آتی ہے ان کو خوابوں میں بشارت ہوتی ہے اچھا اسی طرح مغرب کی نماز پڑھنے والوں لوگوں کی اولاد ہمیشہ سعادت مند ہوتی ہے اس کتاب میں پوری ڈیٹیل ہے۔

میزبان صاحبہ: اچھا اچھا یہ ایک اور سوال آیا ہے آزاد کشمیر سے پروفیسر راٹھور انہوں نے پوچھا ہے کہ ٹیلی پیتھی کیا ہے؟ اس کے بارے میں کچھ بتائیں؟

خواجہ صاحب: ٹیلی پیتھی کا Concept ہے وہ آج کل یہ ہے کہ الفاظ کو استعمال کئے بغیر خیال کے ذریعے اپنی بات دوسرے تک پہنچانا مثلاً اب جیسے میں کچھ سوچتا ہوں آپ اسے سمجھ جائیں گی میں نہ ہونٹ ہلاؤں نہ زبان سے کوئی لفظ ادا کروں۔ تو اس کو انتقال خیال بھی

www.ksars.org

کہتے ہیں ٹیلی پیتھی کا مطلب یہ ہے کہ بغیر گفتگو کئے ہوئے بغیر فاصلے کا تعین کئے ہوئے جی مثلاً یہاں بیٹھ کر کوئی آپ کی سہلی ہے امریکہ میں آپ یہاں بیٹھ کر خیال کریں آپ کی سہلی وہاں سن لے گی آپ کیا کہنا چاہتی ہیں اس کے لئے مراقبے کی مشقیں کرائی جاتی ہیں اچھا اس کے لئے بھی مراقبے کی مشقیں کی جائیں گی یہ ٹیلی پیتھی سیکھئے جو کتاب ہے اس کے اندر آٹھ مہینے کا کورس ہے اور ہر مہینے کا الگ مراقبہ ہے الگ ہر مہینے کی پریکٹس ہے جب آدمی اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کے بھی بہت شاگرد ہیں جب یہ کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اپنے خیالات کے ذریعے دوسرے کو مطلع بھی کر دیتا ہے اور دوسروں کے خیالات پڑھ بھی لیتا ہے مثلاً آپ بیٹھی ہوئی ہیں آپ کی سہلیاں آئی ہوئی ہیں اب آپ کی بہن آجاتی ہے کمرے میں آپ اس کو اشارے سے دیکھتی ہیں کہ بھئی یہاں نہ آؤ آپ نہ گر دن ہلاتی ہیں نہ زبان استعمال کرتی ہیں وہ آپ کی بہن سمجھ جائے گی وہاں سے چلی جائے گی کبھی تجربہ کریں نا اچھا صحیح تو اس کا مطلب ہے ٹیلی پیتھی کی صلاحیت بھی موجود ہے

میزبان صاحبہ: صرف پریکٹس کی ہے

خواجہ صاحب: جیسے یہ جانور ہیں یہ سب خیالات کے ذریعے گفتگو کرتے ہیں ہم چونکہ زبان بولتے ہیں لفظ بولتے ہیں اس لئے ہم اس سے دور ہو گئے لیکن اگر ہم یہ پریکٹس کر تو انتقال خیال کی صلاحیت ہمارے اندر موجود ہے ہم اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

میزبان صاحبہ: سوال تو ہمارے پاس بہت ہیں دل کر رہا ہے آپ سے باتیں کئے جائیں کیوں کہ بہت ہمیں اچھی معلومات مل رہی ہے اور نئی چیزوں کا پتا چل رہا ہے اور کال بھی آرہی ہیں لیکن چونکہ ہمارے پاس پروگرام میں وقت تھوڑا سا کم ہے اس لئے انشا اللہ پھر کبھی آپ کو invite کریں گے اور آپ سے مزید معلومات لیں گے بہت بہت شکریہ آپ ہمارے پروگرام میں تشریف لائے۔

خواجہ صاحب: اب لوگوں نے مجھے اس Studio میں بلایا اور ناظرین کے سامنے مجھے کچھ کہنے کا موقعہ فراہم کیا اس کے لئے میں آپ سب کو بہت شکر گزار ہوں

www.ksars.org

حج اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ القرآن شریف...

ناظرین اسلام کے حوالے سے جو کوئی بات کرتے ہیں تو منشاء یہ ہوتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس نظام حیات میں وہ تمام باتیں موجود ہیں کہ انسان کس طرح زندگی گزارے ظاہر وسائل کو کس طرح استعمال کرے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ اس کے اندر جو باطنی حواس ہیں ان کو کس طرح بیدار کرے اسلام کے ارکان میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ جب ہم ان ارکان پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کا بہت اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں اور اسلام کے ہر رکن میں اجتماعیت موجود ہے مثلاً جب ہم نمازوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو پانچ وقت نمازوں کا تعین اور نمازوں کا پڑھنا مساجد میں اجتماعی حیثیت سے میں جمعہ کی نماز کو جانے مسجدوں میں اکٹھا ہونا اس کے بعد عیدین کی نماز پھر روزہ روزے میں آپ اس قدر اجتماعیت دیکھتے ہیں اور اس اجتماعیت میں اپنا وقت لگاتے ہیں کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہوتی مثلاً فجر کی آذان کے وقت اگر کسی شہر میں ڈیڑھ کروڑ آدمی ہے تو وہ اجتماعی طور پر جینا شروع کر دیتا ہے کسی ملک میں اگر پندرہ کروڑ آدمی ہے تو وہ ایک آذان کے بعد ہر حلال چیز جس کی اللہ نے اسے اجازت دی ہے اللہ کی حکم کی تعمیل میں کھانا پینا بند کر دیتا ہے۔ وہ افطار کا وقت ہوتا ہے ایک آذان ہوتی ہے تو کروڑوں آدمی ایک ساتھ خوش ہو کر اللہ کا دیا ہوا کھاتے ہیں۔ اسی صورت حج بھی ہے زکوۃ بھی ہے زکوۃ کے بارے میں یہ بات غور و فکر کریں گے اس کا بھی اجتماعی فائدہ ہے غریبوں کی مدد کرنا یا مسکین کی مدد کرنا اسی طرح حج بھی ایک رکن ہے اور اس میں بھی ہر ہر قدم پر آپ کو اجتماعیت اختیار کرنا پڑھتی ہے پچیس لاکھ آدمی ایک جگہ جمع ہو کر ایک وقت نماز بھی ادا کرتے ہیں ایک وقت مناسک حج بھی پورے کرتے ہیں تو ہم یوں کہیں گے کہ ا سلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس نظام حیات میں اجتماعیت کو اہمیت دی گئی ہے اور انفرادی اعمال کو اس طرح اگر اس میں خود غرضی ہو اور وہ اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہو اس کو منع کیا گیا ہے۔ حج کا فلسفہ میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ان کو تلاش تھی اللہ کی، تو انہوں نے اللہ کو ڈھونڈنے کے لئے جو طبعت اختیار کی اس میں ایک طریقہ قرآن میں بیان ہوا ابھی آپ کے سامنے آیتیں پڑھی ہیں ان ستاروں کو دیکھا کہ اللہ ستارے ہیں یہ میرا رب ہیں، پھر چاند کو دیکھا پھر سورج کو دیکھا اس کے بعد اللہ کو انہوں نے پالیا اور مشرکوں سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ میرا دین جو ہے وہ اللہ کے توحید پر قائم ہے۔ اور میرا واحد خالق مالک اللہ ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اور بچے کو انہوں نے ذبح کر دیا اسی صورت میں حضرت حاجرہ علیہ السلام کو ایسی جگہ چھوڑ آئے جہاں نہ کھیتی تھی نہ پانی تھا نتیجے میں آب زم زم کا کنواں یا چشمہ جاری ہوا اور حضرت حاجرہ علیہ السلام نے بچے کی پیاس کے تقاضے کے تحت تلاش میں پانی کیا ادھر اُدھر دوڑیں، قیامت تک وہ آنے والی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین عمل قرار دیا کہ یہ جو اسلام ہے اسلام اجتماعیت کے علاوہ ہمیں دوسرا درس

www.ksars.org

نہیں دیتا حج کے ارکان اب دیکھئے طواف سب اکھٹے ادا کرتے ہیں سعی سارے اکھٹے ہوتے ہیں کنکریاں ماری جاتی ہیں شیطانوں کو وہاں بھی اکھٹے ہوتے ہیں تو یہ جو اسلام کے ارکان ہیں جب اس پر غور و فکر کریں تو ایک ہی بات ملے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کے اندر تفرقہ نہ رہیں ان کے اندر انفرادی سوچ نہ ہو۔ ان کے اندر اللہ کے لئے، اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے قوم کے لئے اپنے خاندان کے لئے کس طرح متعلق ہوں اسی بات کو اللہ تعالیٰ رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو مسلمانوں کی موجودہ جو زبو حالی ہے اور مسلمانوں کی جو موجودہ ذلت اور رسوائی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے اجتماعیت ختم ہو گئی اگر مسلمانوں میں اجتماعیت ختم ہو گئی تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ …جب قومیں اپنی تبدیلی نہیں چاہتی تو اللہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے حج میں ہم طواف کرتے ہیں ساتھ طواف کرتے ہیں ۔ سعی پر بھی ہم ساتھ چکر لگاتے ہیں الحمد اللہ مجھے بھی ایک دفعہ حج کا اتفاق ہوا آپ سب حضرات جو گئے اور جو نہیں گئے اللہ انہیں وہاں لیجائے میں نے وہاں اس بات پر غور کیا کہ جب ہم طواف کرتے ہیں تو ہم انٹی کلاک وائس گھومتے ہیں اور جب ہم سعی کرتے ہیں تو کلاک وائس گھومتے ہیں تو انٹی کلاک وائس گھومنا اور کلاک وائس گھومنا جب اس پر مزید غور کیا گیا تو میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ انسان کیوں کہ روشنی سے مرتب ہے، روح سے مرتب ہے۔ یہ جو منفی اور مثبت چارج کا عمل ہے سعی کرتے ہیں تو کلاک وائس ہم چکر لگاتے ہیں تو سائنسی اعتبار سے اگر اس پر غور کیا جائے اس کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے بہت بڑا ہمیں وقت چاہئے اور وقت ہمارے پاس محدود ہے دوسری صورت حج میں حضور پاک ﷺ کی زیارت ہے وہاں بھی یہی صورت ہے کہ آپ اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے قربت کے لئے سفر کریں اللہ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی قربت کے لئے وہ اعمال و اشکال انجام دیں جس کا آپ کا اللہ سے تعلق قائم ہو۔ ہم یہاں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں یا قائم کرتے ہیں تو خانے کعبہ کی طرف ہمارا منہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حج فرض کر کے ہمارے لئے یہ موقعہ فراہم کیا ہے کہ ہم بذات خود اللہ کے گھر پہنچ جاتے ہیں اور ہماری نظر اللہ کے گھر پر ہوتی ہے جو لوگ صاحب نظر ہیں جو لوگ صاحب مشاہدہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ کو جب دیکھتے ہیں تو اکثر لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے قریب ہے وہ اللہ سے قربت کا احساس اپنے اندر اجاگر رہتا ہے میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے پردے سے اگر آپ لگ کر کھڑے ہوں یا سینہ لگا لیں یا ہاتھ لگا لیں پیشانی رکھ لیں تو آپ دیکھئے گا کرنٹ کی طرح وائبریشن ہوتا ہے اور آدمی کی پوری باڈی میں کرنٹ دوڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے تو جب میں نے اس کا تجربہ کیا تو مجھے تجسس ہوا کہ کوئی حقیقت ہے یا میرا وہم ہے تو میں نے وہاں موجود احباب تھے تقریباً دس آدمی سے میں نے پوچھا کہ بھئی جب خانہ کعبہ سے ملتے ہیں کھڑے ہوتے ہیں سینہ لگا کر یا پیشانی لگا کر یا ہاتھ لگا کر آپ دیکھئے کرنٹ کیسے دوڑتا ہے تو دس میں سے آٹھ آدمیوں نے یہ کہا صاحب ہمارے ساتھ یہ ہوا تھا پھر ان دو آدمیوں کو ہم نے کہا بھئی تم بھی کوشش کرو بار بار خانے کعبہ سے آخر انہوں نے بھی کہا ہاں صاحب اندر کرنٹ دوڑتا ہوا نظر آتا ہے اس سے یہ ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا خانہ کعبہ کے اوپر جو نزول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی جو لہریں ہیں اسی صورت سے جب ہم سعی کرتے ہیں حضرت حاجرہ اس طرح بھاگی اور بہر حال پوری فلم کا ایک نقشہ آدمی کے سامنے آجاتا ہے تو یہ حج کا فلسفہ میرے ذہن میں تو یہ آتا ہے کہ حج ایک ایسا رکن ہے کہ جس کو پورا کرنے سے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی

www.ksars.org

قربت کا احساس اُجاگر ہو جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحن اقرب علیہ... میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں اسی صورت سے انسان کے اندر یہ احساس ہے کہ اللہ کے گھر میں آ گیا اللہ کا مہمان ہوں اللہ کا بندہ ہوں اللہ میرے سامنے ہے اللہ کا گھر میرے سامنے ہے پھر وہ ذہن میں آتے ہیں وفی انفسکون... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ہو اس کے بعد اگر آپ اور گہرائی میں جائیں اور اپنے جسم سے روح کے اندر اتر جائیں اپنی ذات میں اتر جائیں تو پھر یہ ادراک ہوتا ہے ازل میں میری روح اللہ کے سوچ میں ہے اللہ نے کن کہا فیکون ہو گیا پوری کائنات بن گئی اللہ تعالیٰ نے کہا الست بربکم میں تمہارا رب ہوں کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو روح نے اللہ کی آواز سنی اور اللہ کی آواز سن کر اس آواز کی طرف متوجہ ہوئیں اللہ کو دیکھا اور اللہ کی صفات کو دیکھا اور اللہ کو دیکھنے کے بعد روحوں نے اس بات کا اقرار کیا قالو ابلیٰ...جی ہاں ہم اس بات کا عہد اور اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں کیوں کہ ہمارے روح اللہ کو دیکھ چکی ہے ہماری روح اللہ کی آواز سن چکی ہے ہماری روح اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکی ہے خانہ کعبہ میں جب ہمیں ذہنی یکسوئی حاصل ہو گی اور ہمارا ذہن دنیا سے ہٹ کر اور عارضی دنیا سے ہٹ کر دنیاوی معاملات سے ہٹ کر اپنی روح کی طرف منتقل ہوتا ہے انوار و تجلیات میں منتقل ہوتا ہے۔ تو ہمارے اندر ایک یقین کا پٹرن بن جاتا ہے۔ تو ہم اللہ کو دیکھ چکے ہیں ہم اللہ کی آواز سن چکے ہیں اور ہم اللہ کی آواز سن کر، اللہ کو دیکھ کر، اللہ کی ربوبیت کا اقرار کر چکے ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے ہم اس وقت وہاں موجود ہوتے ہیں کہ جہاں اللہ موجود ہوتا ہے اللہ تو ہر جگہ موجود ہیں لیکن کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو اپنا گھر قرار دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا جو گھر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے اور انوار اور روشنیاں اس میں بارش کی طرح برستی رہتی ہیں تو جب انسان وہاں پہنچ جاتا ہے تو اس کے اندر اس کی روح کے اندر ایسی بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا رشتہ اللہ سے قائم ہو جاتا ہے اور اسے مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کو مرتبہ احسان حاصل ہوتا ہے مرتبہ احسان یہ ہے کہ بندہ دیکھئے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور مرتبہ احسان کا ایک درجہ یہ ہے کہ بندہ اس بات سے واقف ہو اس بات کو جانتا ہو حج بھی اللہ نے بنایا ہے حج میں ایک بہت بڑی چیز ہے وہ ایثار ہے قربانی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پچیاسی سال بتائی جاتی ہے روایت میں پچیاسی سال میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اب آپ اندازہ لگایئے کہ پچیاسی سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو بیٹا عطا کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بھئی قربانی کر دو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دی اس سے بڑا ایثار دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا خواب کی اہمیت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فلسفے پر اہم ہے تو اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں ہمیں ابراہیمؑ سے خواب میں دیکھا یا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو وہاں یہ بات نہیں ہے ہم نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو تو اس وقت خواب کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے یعنی انسان کی زندگی کا وہ رخ جس کو ہم باطنی رخ کہہ سکتے ہیں یا وہ رخ جس کو ہمارے سائنس داں لاشعور رخ کہتے ہیں ایسا رخ ہے کہ جس رخ میں انسان جو بھی دیکھتا ہے اگر اس کا ذہن انوار و تجلیات سے معمور ہے تو وہ دیکھنا اسی طرح دیکھنا ہوتا ہے جس طرح ہم بیداری میں دیکھتے ہیں۔ تو یہ حج جو ہے ہمیں اسی جگہ لیجا کر کھڑا کر دیتا ہے جہاں ہم احساس کرتے ہیں کہ جہاں ہمارا رشتہ براہ راست اللہ سے قائم ہو جاتا ہے صرف اتنا کرنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں حج کی سعادت عطا فرما دی تو ہمیں اللہ کے غیب پر ایمان لا کر اور قرآن شریف کو سامنے رکھ کر اللہ کو یکسوئی کے ساتھ تلاش کرنا ہے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ جب

www.ksars.org

ہم جاتے ہیں تو وہاں رسول اللہ ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتی ہے مزار اقدس کا بھی یہ ہے کہ بے شمار واقعات ہمارے اسلاف کے ہمارے بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زیارت مشرف میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے اوپر انعام واکرامات کی بارش برسائی توجہ کے فلسفے میں بنیادی بات جو ہے وہ ایثار اور قربانی ہے اور جب انسان ایثار اور قربانی سے واقف ہو جاتا ہے اور ایثار اور قربانی سے عملدرار اس کا ہو جاتا ہے تو اسکے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو طرز فکر ہو جاتی ہیں جس طرز فکر کو دین آگیا اور دین ابراہیمؑ ہی اسلام ہے اور اسلام ہے سلامتی کا مذہب ہے حاظرین اور ناظرین میں نے آپ حضرات کے سامنے جو معروضات پیش کی میں نے جو دیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور مسلمانوں کے اندر سے جو تفکر نکل گیا ہے، مسلمانوں کے اندر سے جو ریسرچ نکل گی ہے اس پر ہمیں عمل کرنے کی جدوجہد کرنے کی اور صحیح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ساتھ ساتھ یہ ہے کہ جیسے میں نے ابھی آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اجتماعیت ہے اللہ تعالیٰ تفرقوں سے نجات عطا فرمائے اور اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہر مصیبت سے ہر شر سے تفرقوں سے محفوظ فرمائے آپ سب حضرات تشریف لائے آپ کا بہت شکریہ۔اختتام

www.ksars.org

عرس مبارک 2004 حیدر آباد

اعوذ باللہ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا اقسم ھذا البلد...

عزیزان گرامی قدر، محترم دوستوں، عظیمی بچیوں اور بچوں اور محترم بزرگوں السلام وعلیکم، میرے عظیمی بچے میرا تعارف کروا رہے تھے آپ نے پورا تعارف سنا اس تعارف میں سوائے تعریف اور توصیف کے کچھ نہیں تھا، جہاں تک تعریف اور توصیف کا تعلق ہے بلاشبہ انسان کی کمزوری ہے کہ تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور جب کوئی ایسی بات کہ آدمی اپنی تعریف سن کر خوش نہ ہو یہ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور توصیف بیان کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتے ہیں اور بندوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتقل ہو جائے گی لیکن بہر حال مجھے تو کچھ اچھا نہیں لگا پتا نہیں کیا کیا کہتے تھے ہونے والی بات، نہ ہونے والی بات میں معذرت کے ساتھ محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ یہ تقریب حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے یوم وصال کے سلسلے میں منعقد کی جارہی ہے ۔حضور قلندر بابا اولیاءؒ ستائیس جنوری 1979 میں اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے اور اس کے بعد تسلسل کے ساتھ یہ پروگرام منعقد ہو رہے ہیں پہلے یہ پروگرام کراچی تک محدود تھا۔ پھر الحمد اللہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا نام نامی اسم گرامی ملکوں شہروں سے نکل کر دور دراز تک اس کو رفعت بخشی اور اب یہ عرس کی تقریبات دنیا کے تقریباً سارے ممالک میں منعقد کی جاتی ہے اور اس کا منشاء یہ ہوتا ہے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات کو اجتماعی طور پر لوگوں تک پہنچا دیا جائے اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا انعام اور شکر ہے کہ بڑی کامیابی ہوئی اور یہ اب سلسلہ عظیمیہ اس طرح متعارف ہو گیا ہے جیسے دوسرے سلسلے مثلاً، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، یہ سارے سلاسل ایک ہی ہیں صرف راستے جداگانہ ہیں لیکن سلسلے سارے ہی ایک ہیں۔ اب مثلاً یہ آپ کا ایک حیدر آباد شہر ہے اب اس شہر میں داخل ہونے کے لئے چھ سات سڑکیں تو ہونگی کوئی ادھر سے آرہی ہو گی کوئی کراچی سے آرہی ہو گی کوئی تو سڑکیں الگ الگ ہونے سے منزل کا تعین جو ہے وہ ایک ہی ہوتا ہے منزل بدل نہیں جاتی جس راستے سے بھی آپ جائیں ظاہر ہے شہر میں پہنچ جائیں گے اسی صورت سے یہ سلاسل جو ہیں اللہ اور اللہ کے رسول تک پہنچانے کا ایک راستہ ہے تو مختلف لوگوں نے مختلف حالات کے تحت زمانے کی تبدیلی کے تحت یہ راستے معین کئے اب دیکھئے آج سے بائیس سال پہلے اتنا شعور بالغ نہیں تھا جتنا آج نہیں ہمارے زمانے میں سترہ اٹھارہ سال کے بچے اگر بیٹھک میں بزرگ بات کر رہے ہوتے تھے تو انہیں سلام کرنے کے لئے بلایا جاتا تھا وہ شرمائے شرمائے جاتے تھے السلام وعلیکم کہہ کر بیٹھ جاتے تھے جلدی سے بھاگ جاتے تھے اب صورت یہ ہے کہ پانچ سال کا بچہ آپ سے نا صرف یہ گفتگو کرتا ہے ایسے ایسے سوال کرتا ہے کہ آپ کو جواب بھی نہیں آتا ہو، کمپیوٹر کی گیم کھیلتا ہے اور بہت سوال کرتا ہے جو آدمی کہتا ہے یہ کس قسم کے سوال ہیں بھئی مطلب یہ ہے کہ زمانہ تبدیل ہو رہا ہے۔ زمانے کی ایک خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ ٹھہرتا نہیں ہے

www.ksars.org

زمانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ نہ ٹھہرنے والی چیز مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک اگر آپ زمانے کی تعریف کریں تو آپ اس کا علاوہ کچھ نہیں کہے گی کہ زمانے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں تغیر ہوتا رہے اس میں تبدیلی ہوتی رہے۔ نئی نئی ایجادات سامنے آتی ہیں شعور میں ایسی بنیادی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ جب اس شعور کو پچھلے شعور کو اگلے شعور کو بیٹھ کر سوچا جائے۔ تو آدمی تو حیران اور گم ہے مثلاً پہلے کا آدمی جو یہاں سے انتقال فرما گئے ہمارے بزرگ یا ہمارے بچے یا نوجوان بچے بھی اللہ میاں بلا لیتا ہے اگر انہیں یہاں لا یا جائے سو سال پہلے کے بچوں کو وہ آپ کو یقین کریں وہ دنیا کے حالات دیکھ کر وہ بد حواس ہو جائیں گے۔ یہ کیسا تیز رفتار زمانہ ہے اور اس زمانے کے آدمیوں کو اگر آپ اسٹون ایج میں لے جائیں وہاں وہ حیران ہو جائیں گے یہ کس قسم کا زمانہ ہے بھئی ہر چیز پتھر کی ہے برتن بھی پتھر کا اوزار بھی پتھر کے سونا، لیٹنا، بیٹھنا بھی پتھر کا گھر بھی، پتھر کے فرش بھی، پتھر کے سل بٹا بھی، پتھر کا توا بھی، پتھر کا تو یہ ایک زمانے کا تغیر ہے۔ تغیر کے ساتھ ساتھ آدمی کا شعور ہی متغیر نہیں ہوا اس شعور کو سنبھالنے کے لئے اس شعور میں سکت پیدا کرنے کے لئے مثلاً بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جتنے پیغمبران علیہ السلام تشریف لائے ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے جب ہم اس تعلیمات کو دیکھتے ہیں اس پر غور و فکر کرتے ہیں تو ہمیں وہاں کوئی نئی بات نہیں ملتی بات ایک ہی نظر آتی ہے اللہ وحدہ لاشریک ہے اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش نہ کی جائے بت پرستی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی ہے، جھوٹ نہیں بولو، کسی کا حق نہیں مارو، والدین کا احترام کرو یعنی کسی بھی پیغمبر کی تعلیمات کو جب آپ پڑھیں گے غور کریں گے تو ہر پیغمبر نے ایک ہی بات کی ہے سوال یہ ہے کہ جب ایک پیغمبر نے ایک ہی بات کی ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اللہ تعالیٰ نے کیوں بھیجے ؟ سمجھنے کی بات کہ ہر پیغمبر نے ایک ہی بات کی ہے اللہ واحدہ لاشریک بت پرستی شرک ہے اور ایسا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف نہیں کرتا ساتھ ساتھ جو مواحد ہے اللہ پرست ہے جو بت پرستی سے نفرت کرتے ہیں ان کے لئے جو قاعدے اور ضابطے بنائے تو ہر پیغمبر نے یہ کہا نماز پڑھو ہر پیغمبر نے یہ بات کہی کہ علوم سیکھو، ہر پیغمبر نے یہ کہا کسی کا حق نہیں مارو پڑوسیوں کا آدب کرو احترام کرو ساتھ ساتھ یہ کہ آدم زاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم سیکھے انسانیت کے دائرے میں داخل ہو جائے ایک ہی بات سب نے کہی لیکن ساتھ ساتھ جب ہم حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں جن کو آدم ثانی کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو پڑھتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو پڑھتے ہیں اور پھر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں آپ کو ایک بات نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنے دور کے مطابق اللہ کا پیغام پہنچایا ہے جیسے جیسے انسانی شعور بالغ ہوتا چلا گیا اسی مناسبت سے پیغمبروں نے اللہ کی باتوں میں انہی باتوں میں جو مخصوص اللہ کی باتوں کو جو مفہوم ہے انہی کو کھول کھول کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو آپ پڑھیں بائبل پڑھیں اس میں ہر بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثال دے کر بیان کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو وہاں ایک ہی بات ہو گی ایک قوم ہے یہودی قوم وہ بار بار اپنے وعدے سے خلاف فرضی کرتی ہے بار بار کہتی ہے ہم ایسا کریں گے بار بار کہتی ہے ہم ایسا نہیں کریں گے اب آپ نے کہا خدا لڑائی ہے تو خود جا کر لڑ لو جب فتح ہو گی ہمیں بلا لینا ہم آجائیں گے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا جو خلاصہ ہے وہ

www.ksars.org

یہی ہے کہ ایک نافرمان ضدی قوم اس طرح راہ راست پر لایا جائے اس کے اندر اللہ کی ذات کا اخلاص منتقل ہو جائے۔ اب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے برملا اعلان فرمایا میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی پیغمبروں نے جو بات کہی وہی میں کہہ رہا ہوں لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مطالعہ فرماتے ہیں تو ان کی تعلیمات میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عفو درگزر ہے معافی ہے جب اللہ کا اور اللہ کے معاملات کا تعلق ہوتا ہے تو حضور پاک ﷺ اپنی ذات کی نفی کرتے ہیں۔ ہر عمل زندگی کے ہر کام میں جب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایک ہی بات نظر آتی ہے کہ حضور پاک ﷺ کا ہر عمل اللہ کی معرفت ہے ان کا سوچنا ان کا کھانا ان کا پینا ان کا جاگنا حضور نے فرمایا کہ میرا مرنا میرا جینا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے، میری عبادت اللہ کے ہاتھ میں ہے میری تبلیغ اللہ کے ہاتھ میں ہے کیا مطلب ہوا کہ زمانہ متغیر رہا آدم کا جو شعور تھا آج کا جو شعور ہے اس سے ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ ہے جیسے جیسے شعوری ارتقاء ہوا اسی مناسبت سے تعلیمات میں بھی نئی نئی چیزیں نئی نئی مثالیں نئی نئی ایجادات کا تذکرہ ہوتا رہا مثلاً اب حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آپ پڑھیں وہاں ہمیں نظر آتا ہے کہ اتنا شعور بڑھ گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات پر حکمرانی کی، ہواؤں پر حکمراں تھے وہ ان کے دربار میں جس طرح انسان بیٹھتے تھے، جنات بھی بیٹھتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کا جب ذکر کرتے ہیں اس زمانے میں لوہے کا زمانہ جیسے پتھر اسٹون کا زمانہ تھا اس طرح آئرن ایج کا بھی زمانہ گزرا ہے لوہے کا اس زمانے میں دیکھئے حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک صلاحیت عطا کی کہ ان کے ہاتھوں میں لیزر شعاعیں بھر دی موٹے سے موٹا لوہا لیتے تھے اس کو اسے کرتے تھے اس کو مروڑ توڑ کر زنجیریں بنا کر تلواریں بناتے تھے ان کو کوٹنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ان کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شعاعیں دی ہیں کہ وہ لوہے کو اپنے ہاتھوں سے نرم کر لیتے تھے تو وہ لوہے کا زمانہ بن گیا جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا ہے زمانہ ترقی اور ترقی کرنا بھی چاہئے اب دیکھئے نہ میرے دو بیٹے ہیں الحمد اللہ آپ کے بھی بیٹے ہیں ان کے بھی بیٹے ہیں اور جب وہ بیٹے صاحب پیدا ہوئے جب وہ پیدا ہوا بچہ تو اس کا جو شعور ہے وہ سو سال پہلے سے زیادہ ہے یا کم ہے یعنی سو سال پہلے ایک بچہ پیدا ہوا اور سو سال کے بعد ایک بچہ پیدا ہوا تو وہ جو بچہ پیدا ہوا وہ آٹومیٹک سو سال کا شعور لیکر پیدا ہوا ہے جب وہ یہاں آیا تو اس نے کیا دیکھا کہ ایک اماں ہے اس کے ایک ابا ہے تو سو سال کا شعور بچے کا تو سو سال کا شعور اس کے باپ کا، سو سال کا شعور اس کی والدہ کا، سو سال کا شعور اس کے ماحول کا اب بچے کا شعور کتنا بنا چار سو سال بنا اب وہ چار سو سال کے شعور میں اگر آپ آدم علیہ السلام کی باتیں کریں مثلاً آدم علیہ السلام جڑیں کھاتے تھے، آدم علیہ السلام پتے کھاتے تھے، آدم علیہ السلام ستر پوشی کے لئے اس وقت کپڑا موجود نہیں تھا پتوں کا استعمال تھا تو وہ چار سو سال شعور والا بچہ کبھی آدم کے زمانے کو قبول نہیں کرے گا یہی آج کے دور میں ہے آج کا بچہ جو سائنسی دور کا بچہ ہے اسے آپ کہیں کہ وہ ہمارے یہاں مسجد میں مولوی صاحب بات کر رہے تھے تو وہ بتا رہے تھے زلزلہ کس طرح آتا ہے تو انہوں نے کہا کہ زمین جو ہے نہ پانی کے اوپر ہے پانی کے اوپر کس طرح ہے زمین کے اوپر ایک تختہ ہے اس تختے کے اوپر ایک بیل کھڑا ہے اس بیل کے دو سنگ ہیں اس کے ایک سینگ پر دنیا ہے تو پتا نہیں کب سے بچارہ کھڑا ہوا ہے بیل دنیا کو ایک سینگ پر لئے ہوئے جب وہ تھک جاتا ہے تو اپنی گردن یوں کر کے ایک سینگ سے دوسرے سینگ پر دنیا لیتا ہے جب ایک سینگ سے دوسرے سینگ پر دنیا جاتی ہے تو اس سے زلزلہ آتا ہے۔ وہ ہمارا چھوٹا بچہ ہے بہت ہی میرا خیال چار سال کا ہو گا وہ میرے پاس بھاگا بھاگا آیا کہنے لگا ابا ابا دیکھو دیکھو

www.ksars.org

یہ مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں اس نے تو لفظ بھی برے استعمال کئے مولوی صاحب کیا بکواس کر رہے ہیں تو میں نے کہا اس طرح نہیں کہتے تو کہنے لگا دیکھو تو سہی بھلا ایک سینگ پر کیسے دنیا آسکتی ہے اور زلزلہ تو یوں آتا ہے یوں آتا ہے اس نے پڑھا ہوا ہو گا کمپیوٹر میں دیکھ لیا ہو گا کمپیوٹر میں بیٹھا ہوا ہو گا اگر وہ بیل والی بات بچے کو کہی جائے۔ آپ یقین کریں وہ مذاق اڑاتے ہیں کیوں مذاق اڑاتے ہیں کیوں مذاق اڑاتے ہیں جی ان کا شعور بڑھ گیا ہے ان کا شعور اب بیل والا نہیں رہا ان کا شعور سائنسی ہو گیا ہے وہ شعور ہو گیا جس شعور سے نئی نئی ایجادات ہوتی ہیں جہاز بنتے ہیں کمپیوٹر بنتے ہیں ریڈیو بنتے ہیں لاسلکی نظام قائم ہوتا ہے دلوں کے گردوں کے آپریشن ہوتے ہیں ٹرانسفر، وہ کیسے بچہ اس بات کو تسلیم کرلے گا کہ ایک بیل کھڑا ہے وہ بیل بھی اس پر پانی کے تختے پر کھڑا ہے تو یہ جو شعور جو ہے یہ برابر بات ہے جس طرح پیغمبر ان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے زمانے کے مطابق دنیا میں تشریف لاتے رہے اور انہوں نے انسانی ذہنی ارتقاء کی بنیاد پر اللہ کا پیغام پہنچایا ان کو بتایا کہ اللہ کیا ہے۔ اب دیکھئے آج کے زمانے میں اب آپ کہیں گے اللہ نے چاند بنایا تو ہم جب بچے تھے ہمیں تو اتنا ہی پتا ہے اللہ نے چاند بنایا بس ختم ہو گیا ہماری دادی اماں کہا کرتی تھی اللہ بخشے کہ دیکھو وہ چاند میں نشان ہے ایک ہاں جی دیکھو غور سے دیکھو بوڑھیا کیا کر رہی ہے ہمیں یقین تھا کہ صاحب بوڑھیا کچھ کر رہی ہے آج کے بچے کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ چاند پر چاند کہاں سے نکلتا ہے کہاں غروب ہوتا ہے۔ چاند کی کیا حیثیت ہے چاند کے اندر کیا ہے سورج کیا ہے چاند کو کہاں سے روشنی ملتی ہے تو جس طرح یہ شعوری ارتقاء ہوتا رہتا ہے اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ ایسے بندے پیدا کرتا رہتا ہے جو شعوری ساکت کے مطابق اللہ کی مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں سلاسل پہلے بھی ہیں دو سو سلاسل کا تذکرہ ہے ساری دنیا میں دو سو سلسلے ہیں ہمارے یہاں چار مشہور ہیں ان لوگوں کے جب ہم کارنامے پڑھتے ہیں تو حیرت ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں انہوں نے کیسی کیسی اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے قربانیاں دے کر اسلام پھیلایا اس زمانے میں کیوں کہ شعور میں ارتقاء آگیا ہے شعور بالغ ہونے کے قریب قریب ہے تو اب جس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ بھیجتے رہے جس طرح دور کے مطابق اللہ کا پیغام پہنچایا اب پیغمبری تو ختم ہو گئی رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین اللہ کا مشن تو رک نہیں سکتا پیغمبری ختم ہو گئی مشن تو چل رہا ہے نا، اب پیغمبروں کے جو وارث اولیاء اللہ ہیں ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنا مشن چلایا یا پیغمبروں نے اپنی ڈیوٹی اپنے شاگردوں کے سپرد کی، اب اس زمانے میں اگر ہزار سال پہلے کی جو تعلیمات ہیں روحانی ان کو اگر پیش کیا جائے تو یہ تو سمجھ میں نہیں آئے گا، ایک زمانے کے حساب سے تعلیمات وہی ہونی چاہیے جتنی ہماری شعوری ساکت ہے جتنی ہماری شعوری استعداد ہے اور ہماری شعور میں ارتقاء ہو چکا ہے اس ارتقاء کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدنا حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی ڈیوٹی لگائی کہ اب تمہیں اللہ کا پیغام سائنسی شعور کے مطابق پیش کرنا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اللہ کی اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرکے اللہ کی قربت حاصل کریں۔ سلسلہ عظیمیہ نیا سلسلہ ہے بہت لوگ سوال کرتے ہیں کہ بھئی پہلے چار سلسلے ہیں تو مزید اس سلسلے کی کیا ضرورت، ضرورت کی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ جب انسانی شعور کے مطابق تعلیمات کو پیش کرنا ہے رسول اللہ ﷺ کی تو انہی تعلیمات کو جو قرآن اور حدیث میں ہے سائنسی بنیادوں پر پیش کرنا ہو گا اگر آپ نے ان تعلیمات کو بیل کے حساب سے پیش کیا تو آج کا نوجوان اس کو قبول نہیں کرتا حضور قلندر بابا اولیاءؒ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم لدنی کے وارث ہیں حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے ڈیوٹی لگی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کو سائنسی نقطہ نظر سے

www.ksars.org

لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ لوگ اپنی شعور استعداد کے مطابق ان تعلیمات کو قبول کر کے اللہ سے قریب ہو جائیں ہر سال حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا جو یوم وصال منایا جاتا ہے اس میں بھی اسی بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ انسانی شعوری ارتقاء کی بنیاد پر ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اللہ سے ہمارا کیا رشتہ ہے اللہ سے ہمارا رشتہ اب شروع سے آپ دیکھئے ہمارا رشتہ اللہ سے اس طرح قائم ہے۔ کہ ہم اللہ کی مرضی کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے کہ تو بعد کی بات ہے نہ ہم پیدا ہو گئے ہمیں عقل آگئی شعور آگیا ہمارے پاس پیسے آگئے ہمارا گھر بن گیا ہم وزیر بن گئے کبیر بن گئے امیر بن گئے غریب بن گئے فقیر بن گئے عقلمند بن گئے، بے وقوف بن گئے پاگل بن گئے۔ جی اب پیدا ہونے میں آپ کو کیا اختیار ہے بتائیں کسی کو کوئی اختیار حاصل ہے؟ کسی کو پتا نہیں کوئی چمار کے یہاں پیدا ہو جائے، کسی کو پتا نہیں کوئی بھنگی کے یہاں پیدا ہو جائے، کسی کو پتا نہیں کوئی پٹھان کے یہاں پیدا ہو جائے، کسی کو پتا نہیں کوئی سید کے یہاں پیدا ہو جائے کچھ پتا نہیں اگر پتا ہے تو بتاؤ بھائی...؟ ماشا اللہ اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کسی کو اپنی پیدائش سے پہلے اس بات کا علم تھا کہ میں کہاں پیدا ہوں گا؟ کیوں ذرا زور سے بولوں نہ مجھے پتا چلے کہ آپ کی سمجھ میں بات آرہی ہے پتا تھا؟ اچھا آپ پیدا ہوئے کسی بچے کو یہ پیدا ہونے کے بعد یہ پتا تھا کہ میں بڑا ہو کر کیا بنوں گا بھئی وزیر بنوں گا، امیر بنوں گا، فقیر بنوں گا حالات اچھے ہونگے خراب ہونگے میں پہلوان بنوں گا کمزور بنوں گا۔ پتا تھا کسی کا کسی کو اس بات کا علم تھا جب وہ پیدا ہوا کہ میں روٹی کہاں سے کھاؤں گا اسے پتا تھا جب میں پیدا ہوں گا تو میری اماں کا سینہ جو ہے، اللہ میاں دودھ سے بھر دے گا۔ اور میں خوب سسکاریاں لیکر خوب دوودھ پیئوں گا۔ اچھا یہ پتا تھا آپ بڑی ہونگے یا بچپن میں ہی انتقال فرما جائیں گے۔ اب بتایئے اب ہم سہانپور میں پیدا ہوئے، حضور قلندر بابا اولیاؒ سکندر آباد میں پیدا ہوئے پاکستان بن گیا کہاں پاکستان، کہاں ہندوستان، میں صادق آباد میں، پہلی میری سکونت ہوئی وہ اباجی آئے تھے کسی زمانے میں وہاں انتظام کر گئے تھے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ جب پاکستان شریف لائے تو روالپنڈی میں جا کر سیٹ ہو گئے کچھ ایسے حالات بنے کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کراچی تشریف لے آئے ڈان میں ایڈیٹر ہو گئے میرے کچھ ایسے حالات بنے کہ میں صدق آباد سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کراچی آگیا پھر کراچی میں ایسے حالات بنے کہ ان سے ملاقات ہو گئی تو ہزاروں لاکھوں آدمی سے ملاقات ہوتی ہے کوئی تقرب تھوڑی ہو جاتا ہے کہ عاشق ماشق ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیں پسند آگئے ہم انہیں پسند آگئے تو تعلیمات کا دور شروع ہو گیا سارا خاندان مخالف ہو گیا کہ بھئی میں ایک بات کہتا تھا بھئی جب میں سنیما دیکھنے جاتا ہوں تو کوئی نہیں منع کرتے ہیں بھئی تو سنیما دیکھتا ہے خبر دار تو ہمارے یہاں آئے نہیں اب میں نے اللہ کے بندے کا دامن پکڑ لیا ہے اب مجھے بھی وہ پسند آگئے ہیں تو تمہیں یہ ہے کہ اختلاف پیدا ہو گئے باوجود شدید اختلاف کے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی جو غلامی کا جو پٹا گلے میں ہے اور آج میں آپ کے سامنے ہوں کیا جب میں پیدا ہوا تھا جس دن، اس دن مجھے پتا تھا کہ پاکستان بنے گا مجھے یہ پتا تھا کہ میں کراچی میں بھی آونگا میرے پیر و مرشد بھی کراچی میں ہونگے اور ان سے کوئی ایسا واقعہ یا ذریعہ نکلے گا کہ ان سے ملاقات ہو جائے گی پھر ایسا وہ مجھ سے محبت فرمانے لگے گے اور سولہ سال شب روز ان کی خدمت میں حاضری بادشاہی ہو جائے گی تو اس سلسلے میں ہر بندہ یہی کہے گا کہ ہمیں کچھ پتا نہیں کسی پیدا ہونے والے بچے کو یہ پتا ہوتا ہے کہ اس کی ماں کون بنے گی اور باپ کون بنے گا؟ یہ تو یہ صورت ہو گئی اب اس کے بعد آدمی بڑا ہو گیا ایک آدمی کا اپنا خرچہ پورا نہیں ہوتا جب شادی ہوتی ہے نہ ہر آدمی گھبراتا ہے یار کیسے ہو گا؟ کیا ہو گا؟ میں گزرا کہاں سے کرونگا اور خاندان والے اس کو زبردستی کر

www.ksars.org

کے اصل میں وہ اس لئے کہ ہر ماں باپ شادی سے گزرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ہم پریشان کیوں نہ ہوں اس کو بھی پریشانی میں ڈال دیں تو شادی ہو جاتی ہے تو آپ کا تجربہ نہیں ہے کہ ایک آدمی جس کا پورا خرچ بھی نہیں ہو تا شادی کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو گھر بھی دیتے ہیں بچے بھی ہو جاتے ہیں بچوں کی تقریبات بھی ہو جاتی ہیں بچے تعلیمات حاصل کر کے بڑے بڑے کاروبار بھی کر لیتے ہیں اور شادی سے پہلے وہ ایک بندہ ڈر تا تھا کہ وہ شادی ہو کر کیا ہو گا۔ یہ کیسے ہو گیا بھئی...؟ جیسے جیسے آپ کے اخراجات بڑھتے ہیں اس کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ پتہ نہیں کہاں سے کس طرح وسائل بڑھتا چلے جاتا ہے آپ ایک ہوتے ہیں ایک سے دو ہوتے ہے تو دو کا خرچہ اللہ میاں دیتا ہے اور دو سے جب دس ہو جاتے ہیں تو ماشا اللہ اس زمانے میں بچے نو سے کم تو ہوتے ہی نہیں تھے بچے بھی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے بچوں کے لئے وسائل بھی فراہم کر دیئے اب کسی کو یہ پتا نہیں کہ میں نے مرنا کب ہے کچھ لوگ یہ دعائیں کرتے یا اللہ ہماری مٹی عزیز کر دے اب ہم بہت تھک گئے وہ مر کے ہی نہیں دیتے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں ہو مرنے سے خوف زدہ ہوتے ہیں ان کو موت ایسے دبوچ کے لیجاتا ہے کہ رات سو رہے تھے صبح کو لے گیا یہ ساری جو باتیں ہیں ان باتوں کو ذرا آپ غور و فکر کریں کیا اس سے یہ نتیجہ مرا تب نہیں ہو تا کہ انسان در وبست اللہ کا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم رات کو سو جاتے ہو مر جاتے ہو ہم تمہیں صبح کو دوبارہ زندہ کر دیتے ہیں کیا ہر آدمی مر نہیں جاتا ہے روز اور صبح کو نئی زندگی اسے نہیں مل جاتی تو میری والدہ صاحبہ کہتی ہے سویا مویا برابر تو آپ کو کون زندہ کر دیتا ہے روز؟ تو آپ کا اپنے پاس کیا ہے آپ تو روز مر جاتے ہیں کون سورج نکال دیتا ہے روز؟ سورج نہ نکلے تو رات ہی رات ہو گی کیسے پتا چلے گا آپ کو کب سونا ہے کب جاگنا ہے کون بارش برستا ہے کس نے زمین کو ایسا بنا دیا ہے اس نے دلدل نہیں بنا دیا کہ آپ چلیں تو اس کے اندر دھنستے چلے جائیں زمین کو اتنا سخت نہیں کر دیا کہ آپ ٹھوکر کھا کر گریں اور روز آپ کا سر پھوٹے اور خون نکلے کس نے آپ کے اندر خون کی ندیاں بہادی ہیں؟ کئی ہزار میل رگیں آپ کے جسم میں کام کر رہی ہیں اور خون دوڑ رہا ہے کوئی ایک آدمی بتائے اس کے جسم سے جو خون دوڑ رہا ہے اس خون دوڑنے میں اس آدمی کا کیا عمل داخل ہے کوئی ایک بتائے کیا عمل داخل ہے آپ کے جسم میں کون دوڑ رہا ہے دل پمپ کر رہا ہے پھیپھڑے ہوا بھر رہے ہیں۔ آکسیجن اندر جا رہی ہے آکسیجن جل کر کاربن ڈائی آکسائیڈ بن رہی ہے اس سے آپ کو زندگی حاصل ہو رہی ہے اس سے آپ کا کیا عمل داخل ہے آپ کو اگر پانی پینے کا خیال نہیں آئے پیاس نہیں لگے گی یا پیاس نہ لگے کوئی ایک آدمی بتائے وہ پانی پی سکتا ہے اگر آپ کو پانی پینے کا خیال نہ آئے کوئی ایک آدمی بتائے وہ پانی پی سکتا ہے زور سے بولو بھئی کیوں نہیں کیوں نہیں پی سکتا۔ جب آپ با اختیار ہیں تو پانی کیوں نہیں پی سکتے خیال ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ حلق بند کر دیں کوئی آدمی روٹی کھا سکتا ہے اتنا سا حلق ہے اتنا سا اگر اسے بند کر دیں اللہ میاں، اب میرے پاس ایک صاحب آئے تھے وہاں مراقبہ ہال میں پتا نہیں ڈیڑھ سال بتایا دو سال بتایا کہ میں جی کھانا ہی نہیں کھا سکتا بھئی کیوں نہیں کھا سکتے کہ میرے حلق سے اتر تا ہی نہیں ہے۔ ٹھیک ٹھاک بندہ بالکل صحیح تو میں نے کہا بھئی پھر بغیر کھائے تو گزارہ نہیں ہو تا کیسے زندہ رہتے ہو کیا کرتے ہو؟ کہنے لگے ایک تو پانی پی لیتا ہوں پانی سے گزارہ ہو جاتا ہے جیسے ایک مناسا بسکٹ ہے۔ اسے پانی میں گھول کر بالکل پتلا کر کے وہ تھوڑا تھوڑا کر کے پیتا ہوں اور وہ بالکل دبلے پتلے سوکھے آدمی اب منہ دیکھئے بھئی اب جب میں نے منہ دیکھا وہ چمچہ رکھ کر کہا آکر بھئی تو گلا تو اس کا ٹھیک ٹھاک تھا بالکل کھلا ہوا تھا تو میں نے کہا نہیں تم روٹی کھاؤ میرے ساتھ روٹی کھاؤ وہ میں نے روٹی دی ٹکڑا میں نے کہا کھاؤ اس نے بہت کو

www.ksars.org

شش کی وہ حلق سے نکلا ہی نہیں پھر میں نے تھوڑا زور سے بولا نہیں کھاؤ میں نے زور سے اسے تھپڑ مارا کھانا کھا ایک نفسیاتی علاج کہہ لیں وہ تو جی اس کی تو آنکھیں باہر آ گئی۔ بھئی یہ تو اللہ خیر کرے یہ تو مر جائے گا یہ کیا ہو گیا بھئی خیر میں سمجھ گیا معاملہ خراب ہے اس کو پانی وانی اس کے حلق میں ڈالا، اس کے منہ کا نوالہ نکال کر باہر پھنکا تھوڑی دیر میں اب مجھے یہ فکر ہو گئی آخر یہ کیا بات ہے یہ کیوں روٹی نہیں کھاتا تو اس نے کہا ٹھیک ہے تو انہوں نے کہا ڈاکٹر کیا کہتے ہیں سب ڈاکٹروں کی رائے ہیں تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے جب کوئی بیماری ہی نہیں ہے تو کیا علاج کریں بھئی بس تم یہ ہی کھاؤ خیر میں نے اس سے بہت زیادہ التجا کی تھوڑا تھوڑا وہ مانوس بھی ہو گیا تو میں نے بہت زیادہ جراح کی تو اس نے پتہ کیا بات بتائی، بڑی سوچنے کی بات ہے اس نے کہا جی میں کھانا اس لئے نہیں کھاتا کہ میرے ذہن میں یہ بات ہے اگر میں کھانا کھاؤں گا اور کھانا میری سانس کی نالی میں جائے گا میرا دم گھٹے گا میں مر جاؤں گا۔ میں نے کہا بھائی وہ سانس کی نالی الگ ہوتی ہے کھانے کی نالی الگ ہوتی ہے بہت سمجھایا اس کی سمجھ میں نہیں آیا وہاں لطیف بھائی سے میں نے کہا تم یہ کرو اسے اپنی سوزکی میں بیٹھاؤ اور دو تین قصائیوں کی دوکان پر لیجاؤ اور بکرے کی وہ دکھاؤ گردن کٹی ہوئی اور دکھاؤ بھئی یہ سانس کی نالی ہے یہ کھانے کی نالی ہے الگ الگ دو نالیاں ہوتی ہیں پھر اسے کسی گائے والی کی سری پائے پر لیجاؤ اس میں بڑے بڑے ہو نگی وہ صاحب وہ دیکھا کر لائے تو اس کے ذہن میں یہ یقین ہو گیا کہ واقعی کھانے کی نالی تو الگ ہے ہوا کی نالی تو اس نے کھانا شروع کر دیا تو ٹھیک ہو گیا اب وہاں پیر صاحب نے ٹھیک کر دیا سوال یہ ہے کہ اگر میرے ذہن، میں آپ کے ذہن میں آپ کے ذہن میں یہ خیال یقین بن جائے کہ ہم کھانا کھائیں گے تو ہماری سانس کی نالی بند ہو جائے گی کیا ہم کھانا کھا سکتے ہیں غور کریں اس کے اوپر تو کھانا کھانے کا کیا مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کھانا کھلانا چاہتا ہے اس لئے ہم کھانا کھاتے ہیں جب ہم یہاں پیدا ہوتے ہیں۔ تو کھانے کا ہمیں انتظار نہیں کرنا پڑتا ہر چیز موجود ہوتی ہے گندم موجود ہے، دودھ موجود ہے، پانی موجود ہے، روٹی موجود ہے ہر قسم کے پھل فروٹ، سبزیاں موجود ہیں اس موجودگی کا آپ کیا مطلب لیں گے کیا مطلب ہوا اس کا؟ جی... آپ کو کھلانا چاہتے ہیں آپ کو کھلانے کا پہلے سے انتظام کیا ہوا ہے تو کھانا ہم کب کھاتے ہیں؟ جی جب خیال آتا ہے خیال کہاں سے آتا ہے تو کھانا ہم کب کھاتے ہیں جب اللہ چاہتا ہے تو اللہ کے چاہے بغیر ہم کھانا نہیں کھا سکتے، اللہ کے چاہے بغیر ہم پانی نہیں پی سکتے، ایک خیال بتاؤ کروڑوں میں سے ایک خیال بتاؤ یہ ہمارا ذاتی خیال ہے۔ ایک بتاؤ کہ جی یہ ہمارا ذاتی خیال ہے ایک خیال تلاش کر و یار اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہو کھانا، پینا، سونا، جاگنا بھئی یہاں تک صورت ہے حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرمایا کرتے تھے یہ جو آنا جانا لوگوں سے ملنا محبت کرنا یا نفرت کرنا یہ بھی ایک خیال کے اوپر ہے فرمایا کرتے تھے دل ملے تو پیر چلے اگر آپ کا دل نہیں ملے گا یہ جو پڑوسی برابر میں رہ رہا ہے چھ چھ مہینے ہو جاتے ہیں سلام دعا نہیں ہوتی اور جب آپ کا دل ہوتا ہے میلوں میل آپ بھاگے چلے جاتے ہیں آپ کو نہ رات کا احساس ہوتا ہے نہ گرمی کا احساس ہوتا ہے نہ سردی کا احساس ہوتا ہے کیوں خیال آیا اللہ کی طرف سے آپ کو خیال آیا کہ فلاں آدمی سے ملنا ہے۔ تو پیغمبران علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ وہ اس ذات اللہ جو پرستش کے لائق ہے عبادت کرنے کے لائق ہے وہ آپ کا آپ کی زندگی کا واحد کفیل ہے۔ پیدا ہونے سے پہلے آپ کی ماں کے سینے کو بھر دیتا ہے دودھ سے، پیدائش سے پہلے نو مہینے اللہ میاں روٹی کھلا دیتا ہے اگر ماں کے پیٹ میں بچے کو غذا نہ ملے تو کسی ڈاکٹر سے آپ پوچھیں بچہ کمزور ہو جاتا ہے اگر بچے کو صحیح غذا نہ ملے ماں کے پیٹ میں تو بچہ کمزور ہوتا ہے بیمار

www.ksars.org

بھی ہوتا ہے اب کیا اس کا نتیجہ مرتب ہوا نتیجہ مراتب اس کا یہ ہوا کہ ہر انسان بلکہ ہر مخلوق بڑے بڑے درخت سب اللہ کے محتاج ہیں سب اللہ کے محتاج ہیں اللہ زندگی دیتا ہے جب تک وہ چاہتا ہے آدمی زندہ رہتا ہے اور جب اللہ یہ چاہتا ہے آدمی اس دنیا میں نہ رہے تو کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو انسان کو اس دنیا پر برقرار رکھ سکے۔ روحانی ڈائجسٹ میں وہ واقعہ آپ لوگوں نے پڑھا ہو گا اس میں لکھا ہوا تھا ایک آدمی تھا اسے کچھ بصیرت حاصل تھی تو اس نے یہ دیکھا کہ ملک الموت مجھے غور سے رہا ہے تو ڈر گیا خوف زدہ ہو گیا کہ بھئی یہ ملک الموت موت نے میرا پیچھا کیوں پکڑا وہ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور تھا ان کے دربار میں پہنچ گیا اور اس نے یہ کہا کہ حضور مجھے یہاں نہیں رہنا، مجھے آپ ہندوستان بھیج دیں ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے ہندوستان چھوڑ دے لیجا کر انہوں نے کہا ٹھیک ہے انہوں نے ہوا کو کہا بھئی ہوا اسے ہندوستان میں جا کر چھوڑ آ، ہوا نے اڑا اور ہندوستان کے کسی حصے میں جا پھینکا وہ بڑا خوش ملک الموت سے تو نجات ملی وہاں دو چار دن میں وہ مر گیا اب وہ ملک الموت جو ہے حضرت سلیمان کے پاس آئے تو سلیمان بھی گھبرا گئے یہ میرے پاس آیا بھئی خیر تو ہے بلاوا آ گیا کہنے لگا نہیں حضور بلوا نہیں آیا میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں انہوں نے کہا بھئی تو میرا شکریہ کیوں کرنے آیا ہے کہنے لگے نہیں آپ نے تو میرا بہت بڑا کام کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہندوستان کی زمین مقرر کر دی تھی مجھے فکر ومتاالیٰ حین...ایک وقت مقرر کر دیا اس وقت مقررہ پر تمہیں آنا ہی آنا ہے ہندوستان میں میں نے اس کی روح قبض کرنی تھی وہ یہاں پھیر رہا تھا دمشق میں تو میں یہ سوچ رہا تھا اسے لے کیسے جاؤں پانیوں کے جہازوں کا معاملہ تھا لہٰذا ظاہر ہے ہفتوں مہینوں میں پہنچے گا وہ زندگی اس کی دو دن کی تھی اس لئے وہ آپ کے پاس آیا آپ نے ہوا کو حکم دیا ہوا نے اسے وہاں پہنچا دیا آپ نے میرا کام آسان کر دیا اس لئے میں آپ کا شکریہ کر رہا ہوں میں سوچ رہا تھا میں اسے ہندوستان کیسے لیجاؤں۔ آپ ہمیں یہ بتائیں آپ لندن جانا چاہتے ہیں آپ کے پاس ویزہ نہیں لگا ہوا یا امریکہ جانا چاہتے ہیں پاسپورٹ پر ویزہ نہیں لگا ہوا آپ کو لندن میں امیگریشن آفسر داخل ہونے دے گا یا کوئی لندن کا آدمی انگریز پاکستان میں آنا چاہے اس کا ویزہ نہیں لگا ہوا کہ ہمارے امیگریشن والے اسے یہاں آنے دیں گے اس کا کیا مطلب ہوا کسی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے ویزہ ضروری ہے تو آپ یہاں سے دوسری دنیا میں عالم اعراف میں جہاں مرنے کے بعد رہتے ہیں وہاں کے ویزہ ضروری نہیں ہے؟ ویزہ لگانے والے ہمارے بھائی ملک الموت صاحب ہیں۔ اگر کوئی بندہ ویزے کے بغیر عالم اعراف میں داخل ہو جائے تو ملک الموت صاحب کی نوکری ختم ہو جائے گی اللہ میاں کہیں گے یہ بغیر ویزے کے کیسے آ گیا بھئی اس کا کیا مطلب ہوا اس کا مطلب یہ ہوا انسان کا سب سے بڑا محافظ، موت سے بچانے کے لئے ملک الموت اگر یہ بندہ میرے ہاتھوں سے نکل گیا تو میری بات مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے وقت مقرر کر دیا جگہ مقرر کر دی اور ہم جو ہیں اتنا ہمارا بڑا محسن ہے ملک الموت تو ہمیں بچائے بچائے پھرتا ہے ویزہ نہیں لگا تا ہم اسی سے ڈرتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمان کو دنیا کا لالچ ہو جائے گا اور موت سے انسان ڈرنے لگے گا اور وہ مسلمانوں کے لئے بدترین زمانہ ہے آج آپ دیکھ لیں اچھا بھئی ڈرنا کس بات سے ڈرنا، ہم سب موت سے ڈرتے ہیں بچ سکتے ہیں کوئی آدمی بچ سکتا ہے موت سے بھئی ڈرنا کس بات سے جب بچ ہی نہیں سکتے تو ڈرنا کس بات سے تیار رہو اچھا ایک بات دوسری بات ہمارے جتنے بھی دانش ور ہیں مطب کے بڑے بڑے وہ یہ کہتے ہیں بھئی اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا کہتے نہ بھئی اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا کب دیکھ سکتا ہے بھئی مرنے

www.ksars.org

کے بعد دیکھ سکتا ہے اگر آپ مرنے سے ڈر رہے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ کیا مطلب ہوا ہیں ذرا غور سے پھر ہم سب کیا ہیں یہاں جب اللہ کو ہم دیکھنا ہی نہیں چاہتے تو ہماری کیا حیثیت ہوئی بھئی وہ اللہ جو ہمارا خالق ہے مالک ہے، ہماری ہر ضرورت کی کفالت کر رہا ہے روز ہمیں موت دیتا ہے روز ہمیں زندہ کرتا ہے ماں کے دل میں ممتا ڈالتا ہے باپ کے دل میں شفقت ڈالتا ہے میں نے آپ کو ایک مثال دی ایک آدمی ہوتا ہے شادی کے بعد دو ہوتے ہیں دو کے بعد آٹھ دس ہو جاتے ہیں دس سے بارہ ہو جاتے ہیں بچے پڑھ بھی جاتے ہیں کہاں سے پیدا ہو جاتے تھے اب ہمیں ملنا چاہئے یا اس کی قربت سے ہونا چاہئے ایک بچہ ایک ماں سے ڈرنے لگے کیا وہ نفسیاتی مریض نہیں ہو جائے گا۔ اگر بچہ ماں سے ڈرنے لگے۔ ہر وقت ڈرتا رہے ہر وقت ڈرتا رہے وہ عقل و شعور سے نفسیاتی مریض ہو گا۔ جب بندہ اللہ سے ڈرے گا وہ صاحب شعور ہو گا یا مریض ہو گا ساری قومیں نفسیاتی مریض ہوں گی ہر بندہ ڈر رہا ہے اس نے کبھی چوری ہی نہیں کہ وہ بھی ڈر رہا ہے بھئی کیوں ڈر رہا ہے؟ پتا نہیں کیوں ڈر رہا ہے؟ ہر بندہ مستقبل سے ڈر رہا ہے لیکن وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ میری عمر اب چالیس سال کی ہے یہ آپ سب میں زیادہ کہوں گا نہ تو آپ کہیں گے ہماری اتنی عمر بتا دی اب تو مرد بھی برا مانتے ہیں اگر ان کی عمر برا مان جاتے ہیں اچھا چالیس سال کسی مرد کی عمر رکھ لیں اچھا ہمارے یہاں یہ دستور ہو گیا ہے چالیس سال سے پہلے کسی مرد کی شادی ہی نہیں ہوتی چالیس سال آپ عمر رکھ لیں چالیس سال کی عمر کا آپ کا کیا تجربہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین لباس پہنایا ،بہترین گھر دیا، بچے دیئے والدین دیئے، پیسہ ٹکا دیا صحت و تندوستی عطا کی چالیس سال اب عمر ساٹھ سال کی رکھ لیں بھئی ساٹھ سال جینا ہے آج کل عمریں کم ہو گئی ہیں تو کتنی عمر رہے گئی باقی تو یہ چالیس سال کا جو تجربہ ہے اس کے بارے میں آپ کبھی نہیں سمجھتے اس میں وہ دور بھی شامل ہیں جو آپ کلر کی بھی نہیں کر سکتے، اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جب آپ اپنی سائیکل بھی نہیں چلا سکتے تھے ،اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جب آپ اپنی چل ہی نہیں سکتے تھے،، اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جب آپ کو اس کا پتا بھی نہیں تھا کہ کپڑے کیا ہوتے ہیں پیسے کیا ہوتے ہیں لباس کیا ہوتا ہے سب آپ ہی زبردستی اس کے پیچھے پیچھے پھر کر اس کو لباس پہنا دیتے ہیں چالیس سال تک اللہ نے آپ کو صحت بھی دی، ہر نعمت آپ کو عطا کی، آپ کو حافظہ دیا آپ کو دماغ دیا، آپ کو ذہن عطا کیا آپ تعلیم سے آراستہ ہوئے بڑی بڑی کرسیوں پر جا بیٹھے آپ نے حکمرانی کی اب آپ کو کس بات کی فکر ہے یہ علامت کہ چالیس سال مسلسل آپ نے عیش و آرام کی زندگی گزاری بھرپور زندگی گزاری اگلے بیس سال کے لئے آپ کو فکر ہے یہ کیا نفسیاتی مرض نہیں ہے بھی آپ غور کریں یہ نہیں تقریر سن کر کہ چلے جائیں بابا جی نے تو بڑی اچھی تقریر کی تھی تقریر اچھی وچھی نہیں ہوتی غور کریں چالیس سال کا آدمی بیس سال کے آئندہ مستقبل کی فکر میں مبتلا ہے کیوں مبتلا ہے اللہ کی ذات پر یقین رکھنے کے لئے چالیس سال کی جو زندگی ہے اللہ نے اسے عطا کی یہ ایسی ہی بات ہے ایک بچہ ہے باپ اس کی خدمت کرتا ہے اس کو تعلیم دلاتا ہے اس کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے اور بیس سال کے بعد وہ یہ کہیں کہ پتا نہیں ابا مجھے روٹی دیں گے یا نہیں کھانے کو، پتا نہیں ابا مجھے جوتا دلائیں گے یا نہیں دلائیں گے، پتا نہیں ابا مجھے جیپ خرچ دیں گے نہیں دیں گے کیا چالیس سال کے بعد بیس سال اور اس میں کوئی فرق ہے کوئی بچہ اپنے باپ پر اس بات کا تصور کرے کہ یہ مجھے روٹی کھلائے گا یا نہیں کھلائے گا آپ اس کو کیا کریں گے کیا کریں گے؟ اس کا کیا کریں گے؟ اس کو صحیح عقل سمجھیں گے یا اس کو ڈاکٹر کے پاس نہیں لیجائیں گے تو اس وقت یہ معاملہ ہوتا ہے اس وقت آپ یہ ضرورت ہی نہیں پیش

www.ksars.org

کرتے کہ ہمارا علاج ہونا چاہئے علاج کہاں ہوتا ہے علاج اس کے پاس ہوتا ہے جو بیماری کی تشخص کرتا ہے جو علاج کرنا جانتا ہے جو بیماریوں سے واقف ہو یہ تو یقین کا معاملہ ہے، اس یقین کے جو معالج ہیں وہ اللہ کے دوست ہیں رسول اللہ ﷺ کے وراثت یافتہ اللہ کے دوست ہیں خواجہ غریب نواز ہیں، لال شہباز قلندر ہیں، شاہ لطیف بھٹائی ہیں، داتا صاحب ہیں، بابا فرید ہیں نانا تاج الدین ناگپوری ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ ہیں۔ مسلمان آج مسلمان بالکل نفسیاتی مریض ہے 100 فیصد اس کو ضرورت ہے کہ وہ معالج تلاش کرے کتنی عجیب بات ہے وہ ساٹھ ستر سال تک آدمی کھانا کھاتا ہے، شادیاں کرتا ہے، بچوں کی تقریب کرتا ہے، بچوں کے بچوں کی تقریبات کرتا ہے، اور اس کو یہ فکر ہے یہ بے یقینی اور شک یہ ایسا نفسیاتی مریض ہے جو انسان کے اندر ایک پھوڑا پیدا کرتا ہے۔ ایسا پھوڑا جس کے اندر تعفن، سڑان، زہر آج کے امت مسلمہ کی جو زبو حالی ہے، بدحالی ہے، جو بدتری ہے، بدقسمتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا زبانی ذکر تو بہت کرتے ہیں لیکن اندر یقین نہیں ہے ایک ایمان کے لئے ضروری ہے کہ زبان سے کلمہ پڑھیں لا الہ اللہ... اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کوئی پرستش کے لائق نہیں محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد اللہ کے رسول ہیں یہ زبانی اقرار ہوا اور قلبی تصدیق کس طرح ہوگی۔ قلبی تصدیق اس طرح ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ آپ کے اندر داخل ہو جائے آپ کا ایمان اور یقین بن جائے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے وہ ہم کریں گے رسول اللہ ﷺ نے جو نہیں کیا ہم اسے ہرگز نہیں کریں گے۔ تقریریں ہوتی ہیں بڑے بڑے ٹینٹ لگتے ہیں ڈیکوریشن ہوتا ہے لوگ آتے ہیں جمع ہوتے ہیں واہ واہ کیا اچھی تقریر کی کیا اثر کیوں نہیں ہوتا اثر کیوں نہیں ہوتا یہاں سے جا کر بھول کیوں جاتے ہیں زبانی جمع خرچ کرتے ہیں دل شامل ہے اقرار باللسان ہے تصدیق بالقلب نہیں ہے۔ تصدیق بالقلب کب ہوگا زبان تو آپ کو نظر آرہی ہے دل نظر نہیں آرہا ہے۔ یقین تو ہے کہ دل ہے نظر نہیں آرہا ہے اب دل کو کیسے دیکھیں بھائی اب دل کو دیکھنا ایک ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ہے ایک اور بھی آنکھ ہے اندر وہ کون سی آنکھ ہے۔ ہر انسان اس بات سے واقف ہے کہ میری زندگی کا دارومدار روح پر ہے کوئی ایک انسان یہ بتائے کہ کسی مردہ آدمی نے کبھی کھانا کھایا ہے؟ کیوں نہیں کھایا؟ کیوں نہیں کھایا بھئی زور سے بولیں تو کیا مطلب کھانا کون کھاتا ہے بھئی... ؟ مردہ آدمی نے کھانا نہیں کھایا جب اس کے اندر روح ہوتی ہے وہ کھانا کھاتا ہے تو کھانا کس نے کھایا؟ کیوں بھئی زور سے بولو نا اب دیکھئے میں یہ چاہتا ہوں آپ میری بات سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں میں خوامخواہ بولتا تو نہیں چلا جا رہا ہوں، کھانا کس نے کھایا؟ روح نے کھایا اور اب روح نے کھانا کھانے کا ذریعہ اس جسم کو بنایا اب اس کا کیا مطلب ہوا ان کہ روح نے جو کھانا کھانے کا ذریعہ جسم کو بنایا تھا روح وہ اس جسم کو چھوڑ دیے نتیجہ یہ نکلے گا کھانا روح نے کھایا جسم کے ذریعے کھایا ذریعہ تو بعد میں ہوگا نہ بھئی میں لوڈ اسپیکر سے بات کر رہا ہوں بجلی نکل گئی یہاں سے آپ کو آواز آئے گی تو آواز کس نے پہنچائی اس لوڈ اسپیکر نے یا بجلی نے تو کھانا کس نے کھایا، شادی کی آپ نے، بچے ہوئے۔ مردہ آدمی کی شادی کر کے دیکھاؤ کبھی۔ تین ارب سال بتاتے ہیں سائنس دان تین ارب سال اس دنیا میں بتاؤ کسی مردے کی شادی ہوئی ہو کسی مری ہوئی ماں نے بچہ جنا ہو، کسی مردہ ماں نے دودھ پلایا ہو، کسی مردہ ابا نے قاضی کے سامنے کہا ہو قبول کیا میں نے وہ نکاح ہوتا ہے نا تو پڑھ کے مولوی صاحب کہتے ہیں آپ نے قبول کیا جی کہو قبول کیا وہ کہے گا نہیں قبول کیا وہ کہیں گے نہیں ایسا کہو قبول کیا میں نے تو یہ قبول کیا میں نے یہ مردہ جسم کرتا ہے یا زندہ جسم کرتا ہے؟ زندہ جسم تو بھئی شادی کس کی ہوئی یعنی روح نے ایک ذریعہ بنایا روح کی تو شادی نہیں کہہ

www.ksars.org

سکتے مثال کے طور پر آپ کیا ہوئے مردہ آدمی کھانا نہیں کھا سکتا مردہ آدمی پانی نہیں پی سکتا مردہ آدمی بچہ نہیں جنتا مردہ آدمی دفتر میں جا کر افسر نہیں بنتا مردہ آدمی پائلٹ نہیں بنتا مردہ آدمی کسان نہیں بنتا مردہ آدمی سوداگر نہیں بنتا تو آپ کی حیثیت میری حیثیت کیا ہوئی ہماری اصل کیا ہوئی ہم اپنی اصل سے واقف ہیں جو بندہ اپنی اصل سے واقف نہ ہو اسے آپ صحت مند کہیں گے یا بیمار کہیں گے اب جب بیمار ہو گئے تو اب کیا کرنا ہے علاج کہاں سے کروگے معالج سے علاج ہو گا معالج ہی اولیاء اللہ ہیں۔ جب تک ان اولیاء اللہ کے پاس مریض بن کر آپ نہیں جائیں گے مرض کی تشخص نہیں کروائیں گے آپ مریض رہے گے، مرض بڑھتا چلا جائے گا۔ بڑھتا چلا جائے گا اور اس طرح بڑھ جائے گا کہ دنیا سے نام مٹ جائے گا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ... جو قومیں اپنا علاج نہیں کرتی اپنے بڑھنے کا تذکرہ نہیں کرتی اللہ تعالی انہیں شفاء نہیں دیتا جو قومیں اپنی تبدیلی نہیں چاہتی ایک مریض آدمی جب کسی ڈاکٹر کے پاس جائے گا اور صحت مند ہو جائے گا اس کو آپ تبدیلی نہیں کہیں گے کیا کہیں گے ؟ اب اس آیت کا ترجمہ پڑھیں جب کوئی قوم اپنی تبدیلی نہیں چاہتی اللہ بھی اس کی طرف سے خاموش ہو جاتا ہے اللہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اب کسی مریض کا علاج نہ کروائیں اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اس کا نتیجہ کیا مرتب ہو گا، مر جائے ختم ہو جائے قبر میں جا کر گھس جائے۔ آج کے مسلمان کی یہی حالت ہے کیوں کہ، مسلمان اقرار باللسان میں بہت آگے ہے اور تصدیق بالقلب میں بہت پیچھے ہے اس لئے اس کو امراض ہیں کون سے امراض شک، وسوسے، بے چینی، بے سکونی، اصطراب، پریشانی بے خوابی، بلڈ پریشر، سرطان۔ سب کچھ اللہ نے دیا ہوا ہے کھانا بھی ہے پینا بھی ہے گھر بھی ہے رہائش بھی ہے گاڑیاں بھی ہے لیکن سکون نہیں ہے کیوں سکون نہیں ہے ؟ جب سب کچھ ہے سکون کیوں نہیں ہے ؟ یہ شک ایک جڑ ہے جو ہر شخص میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم ذلک الکتاب لاریب فی... یہ کتاب اس میں شک نہیں ہے کیا مطلب ہوا اس کا یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک نہیں ہے ایک آدمی جو شک اور وسوسے میں مبتلا ہے وہ اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اسی لئے قرآن کی روشنی سے ہم محروم ہیں فویل للمتقین... شرط ہے، شرط یہ ہے اس کتاب میں شک نہیں ہے اس کتاب کے لئے فائدہ اٹھانے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر بھی شک نہ ہو یقین ہو اس کے اندر بھی اللہ کی کتاب ہو ھدی اللمتقین... اور یہ کتاب متقی لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے کہیں نہیں آپ نے پڑھا ہو گا ھدی للمسلمین... ھدی اللمنافقین ... ھدی القافرین... ھدی المکنرین... کہی نہیں۔ متقین کا مطلب یہ ہے جن لوگوں کو تصدیق القلب حاصل ہوتا ہے وہ متقی ہوتے ہیں ور جو متقی نہیں ہیں اس آیت کے مطابق وہ شک اور وسوسے میں گرفتار ہے اور شک میں وسوسے میں گرفتار بندہ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق مریض ہے بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو قانون قدرت کے تحت اسے جو تعاون حاصل ہے اس سے محروم ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا ہے نبوت کا لیکن نبوت کا فیض ابھی جاری رہے گا اور وہ نبوت کا فیض ہے وہ ولن تجد لسنة الله تحويلا ... اللہ کا جو شعار ہے اللہ کی جو طرز فکر ہے اللہ کی جو عادت ہے اللہ کی جو مشیت ہے اللہ کا جو قانون ہے اللہ کا جو نظام ہے اس میں نہ تعطل ہوتا ہے نہ تبدیلی ہوتی ہے نبوت تو ختم ہو گئی اگر اللہ کے نظام میں تعطل اور تبدلی پیدا ہو جائے تو یہ اس آیت کے مطابق تو تعطل نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد ان کے دوستوں نے، ان کے شاگردوں نے، ان کی امتیوں نے مقدس اور پاکیزہ بندوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا جھنڈا اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پھیلانے کے لئے اپنی

www.ksars.org

زندگیاں واقف کردی اوراس طرح سنت میں تعطل پیدا نہیں ہوا اب ایک ہی صورت ہے کہ جب مرض کی تشخص جب ہو جاتی ہے اچھا پہلے تو آپ یہ بتائیں مرض کی تشخص ہوگئی یا نہیں...؟ہاں بھئی سب بتائیں مجھے تو آواز دو چار بندوں نے دی ہے باقی بندے، تو جب مرض کی تشخص ہوگئی اب ہمیں کیا کرنا ہے علاج کروانا ہے علاج کے لئے ہمیں کیا کرنا ہے معالج ڈھونڈنا ہے اب معالج کون ہے ڈاکٹر تو اس کا معالج ہے نہیں، میں چھوڑیں ڈاکٹر تو اس کا معالج ہے نہیں اب ایک ہی ہے کہ اللہ کے دوست معالج ہیں اب اللہ کے دوستوں سے قربت حاصل کریں اور یہ سارے جو میں نے نام گنوائے تھے یہ سارے معالج ہیں اب ان دوستوں کے پاس جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ دوستوں کے دوست ہیں دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے۔ تو زیادہ سے زیادہ آپ متوجہ ہوں امراض کی تشخص کے بعد علاج کروائیں اور علاج کیا ہے علاج یہی کہ آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں اس کی فیس ادا کریں۔ جو کچھ وہ کہہ وہ کریں پرہیز کریں تو یہ جو اولیاء اللہ نے ان کی فیس یہی ہے کہ جب آپ جائیں گے وہ آپ کو نصیحت بھی کریں گے بھئی نماز پڑھو روزہ رکھو بھئی حق تلفی نہ کرو بھئی یہ کرو وہ کرو تمہارا علاج ہو جائے گا تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یہی ان کی طرز فکر ہے وہ پیسے ویسے نہیں مانگتے پیسے تو ڈاکٹر مانگتا ہے تو اب دیکھئے علاج مفت ہو جائے تو پھر بھی آپ علاج نہ کروائیں تو اس سے بڑی محرومی دنیا میں کوئی ہو سکتی ہے، سلسلہ عظیمیہ اس بات کی دعوت دیتا ہے اعلان کرتا ہے اللہ شاہد ہے یہ سلسلہ چلانے والے لوگ آپ کے امراض کی تشخص کرسکتے ہیں اور آپ کے امراض کا اللہ کے حکم سے علاج کرسکتے ہیں۔ قلندر بابا اولیاءؒ کا فیض عام ہے جس کا دل چاہے اس فیض سے فائدہ اٹھائیں اور یہ مردنی اور بیماری اور زبو حالی بے کسی اور بے بسی پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے عظیمیہ سلسلے کی جو خدمات ہیں ان سے آپ استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ تو ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ ہمارے یہاں عید کو میٹھی عید کو لوگ آتے ہیں نماز پڑھنے جاتے ہیں تو پھر وہاں مراقبہ ہال میں آتے ہیں کئی سو افراد ہوتے ہیں تو اس میں دیکھنے کی چیز یہ ہوتی ہے اس میں بچے چھوٹے چھوٹے تتلیوں کی طرح پھرتے ہیں نئی نئی فراخ مائیں خوب بنا سجا کر لاتی ہیں انہیں تو میں نے کہا سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں بیٹھو کہی لطیفے شطیفے سناؤ خیر وہ لطیفے بھی سنا ہی دیئے تو ایک صاحبہ نے ایک بڑا لطیفہ سنایا کہ ایک گھر میں چور گھس گیا تھا تو بیوی نے کہا میاں جی میاں جی اٹھو گھر میں چور آ گیا ہے تو انہوں نے کہا بھئی دن کو تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا رات کو چور کیا لے کر جائیں گا آنے دو خود ہی چلا جائے گا اس نے کہا ایسا نہیں ہے کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہی گھر میں اچھا بیوی ماشا اللہ بہت صحت مند تھی بیوی بہت تگڑی موٹی تازی آپ کو یاد ہو گا ہمارے زمانے میں بائی اسکوپ آیا کرتا تھا وہ کندے پر رکھ کر پھرتے تھے یاد ہے، کچھ لوگوں کو بائی اسکوپ ہوتا ہے وہ بچے اس میں دیکھتے تھے اور کہتے تھے دیکھو بارہ من کی دھوبن دیکھو بھئی بارہ من کی دھوبن تو ہم دیکھا کرتے تھے وہ اسی قسم کی اس کی بیوی تھی خیر جناب وہ بیوی نے کہا میاں تو اٹھتا ہی نہیں، وہ گئی اور اس نے جا کر دھکا دیا اور چور کے اوپر بیٹھ گئی اور میاں سے کہا آپ جلدی جاؤ پولیس کو بلاؤ میں نے اسے قابو کیا خیر وہ اٹھے بھئی آنکھیں وانکھیں مل کے جوتا ڈھونڈنے لگے جوتا ملا نہیں وہ کہنے لگی جاتے کیوں نہیں کیا ڈھونڈ رہے ہو، کہنے لگے میں جوتا ڈھونڈ رہا ہوں تو چور نے کہا میرا پہن لو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی اور ناصر ہو پھر انشا اللہ ملاقات ہوگی حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے عرس کے سلسلے میں آپ لوگ تشریف لائے یقیناً آپ کے اندر بہت ساری تبدیلی پیدا ہوئی ہیں وہ آپ اپنے گھروں میں جا کر محسوس کریں گے اور یہ تبدیلی کسی بزرگ کا فیض بنتا ہے آپ کو اس بات کا علم ہوا کہ انسان کا فزیکل باڈی جو ہے اس کی حیثیت روح کے تابع ہے روح کے بغیر

www.ksars.org

جسم کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب پتا چل گیا فزیکل باڈی کی کوئی اپنی ذاتی حیثیت نہیں ہے روح کی حیثیت ہے تو اس سے یہ پتا چلا ہر انسان کی اصل اس کی روح ہے اور ہر صاحب عقل اور صاحب شعور آدمی تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے مطابق وہ اللہ سے بھی واقف ہو جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من عرفہ نفسہ فقد عرفہ ربہ... جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے نفس کو پہچان لیا روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس بات سے یہ کلیہ اور قاعدہ بنا کہ جب تک کوئی انسان اپنی روح سے اپنی ذات سے اپنی اصل سے واقفیت حاصل نہیں کرے گا اللہ سے واقف نہیں ہو سکتا یہ پھر میں آپ کو اس کو پھر غور سے سنیں من عرفہ نفسہ فقد عرفہ ربہ... جس نے اپنی روح کو پہچانا اس نے ہی اللہ کو پہچان لیا یعنی جس نے اپنی روح کو نہیں پہچانا اس نے اللہ کو نہیں پہچانا۔ اب یہ آپ کے لئے میرے لئے سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اگر ہم اپنی روح سے واقف نہیں ہونگے اللہ سے واقف نہیں ہونگے اور جب ہم اللہ سے واقف نہیں ہونگے تو دنیا میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہوا انسان کا مقصد یہ ہے دنیا میں آنے کا کہ وہ اپنے اللہ سے اپنے پروردگار سے اپنے معبود حقیقی سے جو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والی ہستی سے واقفیت حاصل کرلے انسان کی زندگی کا مقصد اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جہاں تک کھانے پینے کا مسئلہ ہے، بچوں کی پیدائش کا مسئلہ ہے، بچوں کی تربیت کا مسئلہ ہے یہ سب کام حیوانات بھی کرتے ہیں ایک ماں اگر اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو بلی اپنے چھ بچوں کو دودھ پلاتی ہے، ایک ماں اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہے تو ہر جانور اپنے بچے کی تربیت کرتا ہے چڑیا اپنے بچے کو دانا چوگنا سکھاتی ہے، ماں باپ اپنے بچوں کے لئے سایہ کرنے کے لئے اوپر چھت بنانے کے لئے مکان بناتے ہیں کوئے پرندے بھی اپنا گھونسلہ بناتے ہیں، ماں اگر اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے تو چڑیا اپنے بچوں کو چوگا دیتی ہے، دودھ پلانا اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا کبوتری اپنے پوٹے میں سے غذا الٹ کر اپنے بچے کے اندر ڈالتی ہے آپ غور کریں کبوتری کو جب وہ کھانا کھلاتا ہے اپنے بچوں کو بد حال ہو جاتا ہے پہلے پوٹے میں جمع کرتا ہے اب دیکھیں کوئی آدمی تصور کرے کہ الٹی کرنے میں کتنی تکلیف ہوتی ہے اب بتائیے ایک ماں سے کبوتری کی خدمات زیادہ نہیں ہونگی تو پھر یہ دودھ پلانا، گھر بنانا یہ جانور کے کام بھی ہے جب تک انسان گھر بناتا ہے دودھ پلاتا ہے بچوں کی تعلیم و تربیت کرتا ہے وہ حیوان ہے اور جب کوئی انسان اپنی روح سے واقف ہو جاتا ہے اور روح سے واقف ہو کر اللہ کا عرفان حاصل کر لیتا ہے وہ انسان ہے جب تک کوئی انسان اپنی روح سے واقفیت نہیں ہوتا اس کا شمار کتے بلیوں میں ہوتا ہے، اس کا شمار چیل کوئے میں ہوتا ہے اور بہت اچھے الفاظ میں کہو تو اس کا شمار کبوتروں میں چڑیوں میں ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اپنی اصل معلوم کر لیتا ہے، اس کی مثال آپ سمجھ چکے ہیں کوئی مردہ آدمی کھانا نہیں کھاتا کوئی مردہ باپ یا ماں اولاد کی تربیت بھی نہیں کر سکتی تو جب کوئی انسان اپنی اصل سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کا شمار انسانوں میں ہوتا ہے۔ اور جب کسی انسان جو حیوان ہیں جب اس کا شمار حیوانوں میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس کو انبیاء کی صف میں لیجا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ جب تک کوئی انسان اپنی روح سے واقف نہیں ہو گا وہ حیوان ہے کتا ہے، بلا ہے، بیل ہے، گدھا ہے کچھ بھی ہے اس لئے بیل، بلے، گدھے کتے کے جو عادات ہیں وہ انسان کر رہا ہے اور وہی انسان جو قدرت کی دی ہوئی صلاحیت اور توفیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسان یاد رکھیں واحد مخلوق انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روح کو جاننے کی صلاحیت عطا کی ہے روح کو پہچاننے کی صلاحیت عطا کی ہے من عرف نفس... اور جو انسان اپنی روح کو نہیں پہچانتا وہ انسان کہلانے کا قرآن اور حدیث کے مطابق

www.ksars.org

مستحق نہیں ہے۔ میرے عزیز دوستوں میرے بزرگوں میرے بچوں آج کی اس نشست میں جو باتیں ہوئی ہیں میں نے یہاں اس کر سی پر بیٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے کہ یا اللہ مجھ سے وہ باتیں کہلوا جو میرے بچے سن کر قبول کر سکیں مجھ سے ایسے الفاظ بلوا جو مشکل نہ ہوں جو میرے بچوں کے ذہنوں میں اتر جائیں دلوں میں داخل ہو جائیں ان کے اندر نبوت کے فوارے ابلنے لگیں میں سمجھتا ہوں میری دعا اللہ نے قبول فرمائی اب یہ میرا آپ کا سب کا کام ہے کہ ہم حیوانات کی گروہوں سے نکل کر انسان کی صفوں میں داخل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا منتظر ہے کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ انسان اتنا اللہ کی طرف نہیں دوڑتا جتنا اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی طرف بلانے کے لئے بے قرار ہے۔ اختتام

www.ksars.org

صوفی ازم کیا ہے؟

اعوذ باللہ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوت سورۃ...الحمد اللہ رب العالمین... قل یا یھا...

معزز حاضرین اساتذہ کرام محترم ڈاکٹر صاحبان السلام و علیکم تصوف کے موضوع پر کچھ بیان کرنے سے پہلے اگر تصوف کی تعریف بیان کر دی جائے تو میرے خیال میں زیادہ مناسب رہے گا اللہ تعالیٰ نے یہ جو کائنات بنائی اس کائنات کی بنیاد کا جو منشاءاللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو اس لئے تخلیق کیا کہ بندے میری عبادت کریں۔ عبادت سے مراد یہ ہے کہ بندے میرے سے رابطہ قائم کریں تعلق قائم کریں۔ عبادت کا تعلق یہ ہے کہ بندے مجھے پہچانے بحیثیت خالق کے، مخلوق مجھے پہچانے دوسری بات یہ واضع طور پر بیان کی گئی ہے کہ یہ دنیا جس دنیا میں ہم رہتے ہیں یہ عارضی قیام گاہ ہے یا تکلیف دہ زندگی گزارنے کا ایک تسلسل ہے۔ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے بالآخر اسے یہاں سے چلے جانا ہے کہاں چلے جانا ہے اس کے بارے میں ہزاروں سال سے ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے آدمی مرنے کے بعد دوسری دنیا میں چلے جاتا ہے اور وہ دوسری دنیا آخرت ہے اللہ تعالیٰ نے کسی سورۃ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ پیدا کرنے والا میں ہوں پیدا بھی میں کرتا ہوں اور رب العالمین بھی ہوں رب العالمین کا مطلب یہ ہے کہ میں پیدا ہونے کے بعد جو زندگی کے وسائل کی ضرورت ہے اس کا بھی انتظام میں کرتا ہوں اور یہ وسائل کا جو انتظام ہے اس میں کوئی شک نہیں آدمی مسلمان ہو آدمی کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو یا وہ خدا کا مقرب ہو۔ رب العالمین۔۔ میں وسائل پیدا کرنے والا ہوں اور زندگی کی جو بھی آپ کی ضروریات ہیں ان کا کفیل ہوں اس کی مثال یہ ہے کہ ہر شخص وہ بوڑھا ہو جوان ہو بچہ ہو، اس بات سے واقف ہے کہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو پیدائش سے پہلے ہی نو مہینے تک اللہ تعالیٰ اس کو رزق فراہم کرتے ہیں اب رزق کی فراہمی کا جو انتظام ہے وہ یہ ہے کہ ماں کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنایا، پیدائش کے بعد بھی انسان دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو بچوں کے لئے وسیلہ بنایا اور ماں کے سینے کو بچوں کا دستر خوان بنادیا بچہ رزق حاصل کرتا ہے براہ راست ماں سے تو یہ ایسی صورت حال ہے نو مہینے ماں کے پیٹ میں جو رزق ملتا ہے اور پیدائش کے بعد ماں سے جو ہمیں دودھ فراہم ہوتا ہے اس میں ہماری کسی محنت کو، کسی عقل کو یا کسی بھی قسم کی فہم یا تدبیر کا کوئی عمل داخل نہیں ہوتا پھر ایک دور آتا ہے بچہ یا ہم دودھ پینے کے زمانے سے نکلتا ہے پھر اس کی تعلیم و تربیت کا دور ہوتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لئے اس کے وسائل کا ہونا مثلاً اسکول ہونا، کالج ہونا، اساتذہ کا ہونا، والدین کا تعلیم و تربیت کے لئے محنت اور جدوجہد کرنا اپنی اولاد کے لئے، اس میں بھی بچے کا کوئی ذاتی عمل داخل یا محنت نہیں ہوتی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے تحت خصوصی نظام کے تحت بچہ تعلیم بھی حاصل کرتا ہے تدبیر بھی حاصل کرتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاتا ہے لیکن جب بچہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جاتا ہے اس وقت بھی ہم خالق کائنات سے کسی بھی طرح اپنا رشتہ توڑ نہیں سکتے، جڑا ہوا دیکھتے ہیں

www.ksars.org

مثلاً اگر اللہ تعالیٰ دماغ نہ دے تو ہم کوئی کام نہیں کر سکتے مثلاً اب اللہ تعالیٰ ہاتھ پیر کو کچھ کر دے، فالج گر جائے تب بھی ہم کچھ نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ معذور کر کے تب بھی ہم کچھ نہیں کر سکتے، اللہ تعالیٰ اندھا کر دے تب بھی ہم کچھ نہیں کر سکتے تو اب ہم کہہ تو رہے ہیں اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر محنت مزدوری کرتے ہیں۔ ہم اپنی روزی کما رہے ہیں لیکن اس روزی میں بھی اللہ تعالیٰ کی جو مدد ہے براہ راست ہماری شامل حال ہے ہمارا ذہن ہے ہمارا دماغ ہے ہمارے ہاتھ پیر ہیں محنت مزدوری کرنے کی صلاحیت ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے کائنات کو تخلیق کیا اور کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد کائنات کے جو افراد ہیں ان کو زندگی دینے کے لئے میں نے وسائل بھی بنائے اور تھوڑی سی اس کی وضاحت ہو جائے مثلاً یہ ہوا نہ ہو، انسان زندہ نہیں رہے سکتا اب ہوا کہ بنانے میں کسی انسان کا کوئی داخل نہیں ہے، آکسیجن نہ ہو انسان زندہ نہیں رہے سکتا اب آکسیجن کے بنانے میں کسی انسان کا کوئی داخل نہیں ہے، دل اب اللہ تعالیٰ نے دل بنایا اب دل کا ایک سسٹم ہے، پمپنگ سسٹم ہے دل کا، اگر دل بند ہو جائے تو انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا اب اللہ تعالیٰ کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ میں نے کائنات کو تخلیق کیا **وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون**... میں نے انسانوں کو پیدا کیا اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں عبادت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کریں، اللہ تعالیٰ کو جانے، اللہ تعالیٰ کو پہچانے، اللہ سے قربت حاصل کریں اور بحیثیت ہمارا خالق اللہ ہے اب اس کو اللہ تعالیٰ نے پھیلانے کے لئے، قائم کرنے کے لئے ایک نظام بنا نے کے لئے ایک نیٹ ورک بنانے کے لئے پیغمبروں کا سلسلہ جاری کیا حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک بتا یا جاتا ہے روایتاً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے جو لوگوں کا علم سکھایا اس کی جو تعریف ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ ایک علم کا نام ہم نے شریعت رکھا اور دوسرے علم کا نام ہم نے طریقت رکھا شریعت سے مراد یہ ہے کہ ہمیں کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ مثلاً ہمارا اخلاق اچھا ہونا چاہئے مثلاً یہ ہم کسی کی حق تلفی نہ کریں ہم کسی کا دل آزاری نہ کریں ہمارے کرا دار کا ایک معیار ہو کہ نہ ہم لوگوں کو ستائیں نہ لوگ ہمیں ستائیں اور ساتھ ساتھ یہ کہ ہمیں اس بات کا ادراک ہو کہ ہم مخلوق ہیں کسی نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہم یہاں رہنا ہے اور کچھ دن کے بعد واپس جانا ہے **مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ**... کہ ہم نے تمہیں یہاں کچھ دونوں کے لئے بھیجا ہے کچھ واقفے کے لئے بھیجا ہے اس وقفے کو آپ کو پیغمبروں کی تعلیمات کے مطابق پورا کرنا ہے۔ شریعت ایک اصول ہے، ایک ضابطہ ہے، ایک قاعدہ ہے کہ انسان معاشرتی اعتبار سے کس قسم کا ماحول کریٹ کرے اسے کیا کرنا ہے اگر اسے یہی کرنا ہے کہ اچھائی پھیلانی ہے برائیوں کو روکنا ہے خواہشات اور منکرات سے بچنا ہے اب شریعت کے ساتھ ساتھ دوسرا جو کام ہے یعنی اصول ضوابط اور قواعد کے ساتھ ساتھ زندگی کے گزارنے کے ساتھ ساتھ اس کا جو نتیجہ حاصل کرنا ہے اسکا نتیجہ یہ حاصل کرنا ہے کہ ہمیں اللہ کو پہچاننا ہے، **وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون**... اس لئے انسان اور جنات پیدا کئے گئے کہ اللہ کو پہچانا جائے جب اللہ کو پہچانے کا سلسلہ جب ہم شروع کرتے یا جوڑتے ہیں تو اللہ کو پہچانے کا ذریعہ ایک تو یہ ایسا کوئی طریقہ کار ہوں جو ہمیں اللہ تک پہنچا ئے ظاہر ہے اللہ غیب میں ہے غیب میں داخل ہوئے بغیر آدمی اللہ کو نہیں پہچان سکتا تو اب غیب کے راستے کا تعین ہے۔ غیب کے راستے پر جو منزلیں ہیں ان منزلوں سے گزرنے کا جو عمل تسلسل ہے اس کا نام تصوف ہے۔ بالکل ایسی بات جیسے ایک ڈاکٹر ہے ڈاکٹر اگر ایک تسلسل سے میڈیکل سائنس سے نا گزرے تو وہ ڈاکٹر نہیں ہوتا ایسے ایک انجنیئر ہے اگر اگر وہ انجینئرنگ کی کتابیں نہ پڑھے تو

www.ksars.org

نجینئر نہیں بنتا ایسی صورت سے ایک سائنٹسٹ ہے اگر اس کے اندر ریسرچ نہ ہو اور ریسرچ کرنے کی صلاحیت کو استعمال نہ کرے مسلسل ارتقاء سے ذہن کے ساتھ ایک نقطے پر توجہ مرکوز کرکے اس ایٹم کی کھوج نہ لگائے تو وہ اس ایٹم کو توڑ نہیں سکتا تو یہ راستے ہیں، بہت سارے دروازے ہیں، تو تصوف کی تعریف میرے نزدیک یہ ہے کہ غیب کی دنیا میں سفر کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس کا نام تصوف ہے اور غیب کی دنیا میں آدمی داخل جب ہو گا جب اللہ اور اللہ کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے گا بالکل اسی طرح جس طرح مثلاً ڈاکٹر پڑھنے کے بھی ایک آداب ہیں انجینئرنگ پڑھنے کے بھی آداب ہیں ٹیچنگ کے بھی ایک آداب ہیں۔ تو اسی طرح غیب کی دنیا میں داخل ہونے کے بھی آداب ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک بہت بڑا طبقہ یہ کہتا ہے غیب کی دنیا میں ہم داخل نہیں ہوسکتے غیب تو ہم سیکھ ہی نہیں سکتے جو اولیاء اللہ ہے یہ کہتے ہیں نہیں سب سے زیادہ آسان عمل ہی غیب کی دنیا میں جانے کا ہے اس لئے کہ جب ہم اس دنیا میں نہیں آئے تھے اس وقت ہم غیب میں تھے یعنی ہماری روحیں غیب میں تھی اور اس وقت جب ہم اس دنیا سے جائیں گے تب بھی غیب میں جائیں گے پیدا ہونے سے پہلے بھی ہم غیب میں تھے ہماری رو حیں غیب میں تھیں اور مرنے کے بعد بھی ہم غیب میں چلے گے پھر اور مزید اس کی تشریح کی جائے مثلاً میں ایک بچہ تھا کسی زمانے میں ایک دن کا بچہ تھا سب بھی ایک دن کے بچے ہونگے جب میں دو دن کا ہوا تو میرا ایک دن غیب میں چلا گیا میں اسے دیکھو نہ دیکھو لیکن میرا ایک دن غیب میں چلا گیا جب میں بارہ سال کا ہوا تو میرے بارہ سال غیب میں چلے گئے اسی صورت سے آج میں بوڑھا آدمی ہوں میرا لڑکپن، میرا بچپن، میری جوانی سب غیب میں چلی گئی۔ مجھے یاد ہے میری اپنی جوانی، مجھے یاد ہے بچپن میں بھی یاد ہے لڑکپن میں بھی یاد ہے لیکن وہ غیب میں چلی گئی اور ایک وقت ایسا آئے گا یہ بوڑھاپا بھی غیب میں چلے جائے گا۔ اسی کا نام ہم موت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیغمبروں کے ذریعے یہ بھی پیغام پہنچایا ہے کہ یہاں جو چیز دنیا میں پیدا ہوئی اس کو فنا ضرور ہونا ہے کل نفس ذائقۃ الموت...اس نے موت کا جو سفر ہے وہ ضرور کرنا ہے یعنی ہر چیز جو یہاں موجود ہے کسی نہ کسی وقت اس کے اوپر فنا آئے گی فنا سے مراد یہ ہے اس ظاہری دنیا سے وہ غیب ہو جائے گا۔ تو جس طرح دوسرے علوم سیکھنے کے لئے اسکول ہیں اور ان اسکول میں کو رس اور نصاب پڑھائے جاتے ہیں تو اسی طرح اللہ کا عرفان حاصل کرنے کے لئے، اللہ کی مخفی دنیا، فرشتوں کی دنیا، جنات کی دنیا ، آسمانوں کی دنیا، کہکشانی نظام سورج چاند، ستارے ان سب کو دیکھنے کے لئے بھی کورس اور نصاب ہے ان کورس کو اور نصاب کو تصوف کہا جاتا ہے۔ لیکن آداب کیا ہیں آداب یہ ہیں کورس وہی بندہ پڑھا سکتا ہے جس کے اوپر حضور پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ ہو، شوق ہو مثلاً نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے ابھی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا خوش اخلاقی ہے، دوسروں کا دوکھ درد بٹنا ہے ، اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنی ہے اب دیکھئے آپ غور فرمائیں میں نے اپنے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاءؒ میرے مرشد ہیں تو الحمد اللہ میں نے ان کی خدمت میں شب روز سولہ سال گزارے ہیں پھر ایک دفعہ ان سے سوال کیا کہ صاحب ہم اللہ میاں سے کیسے مل سکتے ہیں؟ میں نے پوچھا کیا مل سکتے ہیں تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ اللہ میاں نے تمہیں پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اللہ چاہتا ہے تم اللہ سے ملو، پیدا ہی اس لئے کیا ہے۔ عالم ارواح سے عالم ظاہر میں اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ تم اپنا ارادہ اختیار استعمال کرکے ان راستوں پر چلو جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نے نشاندہی کی ہے اور جس پر رسول اللہ ﷺ نے خود عمل کرکے دیکھایا ہے ان راستوں پر چلو۔ تو

www.ksars.org

جب ان راستوں پر چلوگے تو ہر پیغمبر کی تعلیمات کا نچوڑ ہی یہ کہ تمہارا اللہ سے رابطہ قائم ہو جائے کہ تم اللہ سے ملو تو کیسے ملو پھر انہوں نے مجھ سے سوال کیا آپ یہ بتائیں کہ آپ کسی سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تو آپ کیا کریں گے میں نے کہا صاحب اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آئیں گے اس کو تحفے دیں گے اس کی بات سنیں گے اس کو ووقت دیں گے تو انہوں نے کہا اگر بھئی تم اس کو تحفے تحائف نہیں دو گے وقت نہیں دوگے پھر کیا ہو گا، پھر کیا ہو گا پھر میں نے کہا دوستی نہیں رہے گی خیر وہ دو چار سوال تھے میں اس کا جواب نہیں دے سکا تو انہوں نے خود ہی فرمایا دیکھو دوستی اگر آپ کو کسی سے کرنی ہے تو اس کی جو دلچسپیاں ہیں ہو، انہیں اختیار کرو اب ایک نمازی سے آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں تو آپ باقاعدگی سے مسجد میں نماز پڑھنے جائیں دعا سلام کریں پکی دوستی ہو جائے گی۔ ایک شرابی سے کوئی بندہ دوستی کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ اس کے ساتھ جو کچھ وہ کر رہا ہے اگر وہ کرے گا تو دوستی ہو جائے گی اگر ایک سینما دیکھنے والے کے ساتھ سینما جا کر دیکھ لیں دوستی ہو جائے گی مطلب یہ ہے کہ جو اس کی دلچسپیاں ہیں جو اس کی سوچیں ہے اگر وہ آپ اختیار کر لیں گے تو اس سے دوستی کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی تو انہوں نے کہا اچھا یہ بتاؤ اللہ میاں کیا کرتے ہیں تو میں نے کہا اللہ میاں پیدا کرتے ہیں اللہ میاں وسائل دیتے ہیں، اللہ میاں حفاظت کرتے ہیں، اللہ میاں دعائیں قبول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پریشانیوں سے نجات دیتے ہیں، تو انہوں نے کہا یہ سب صحیح ہے، ایک لفظ میں بیان کرو اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں اس کا بھی میں جواب نہیں دے سکا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں اب دیکھا نا، پانی بارش برسانا مخلوق کی خدمت ہے، ہوا مخلوق کی خدمت ہے ، آکسیجن مخلوق کی خدمت ہے، ماں کے پیٹ میں روزی فراہم کرنا مخلوق کی خدمت ہے، حفاظت کرنا مخلوق کی خدمت ہے، بس انہوں نے کہا ٹھیک ہے اگر اللہ سے تمہیں دوستی کرنی ہے تو اللہ مخلوق کی خدمت کرتا ہے آپ بھی مخلوق کی خدمت کرنا شروع کر دیں، اللہ سے دوستی کے لئے تو تصوف کی جو بنیاد ہے وہ یہی ہے کہ انسان کے اندر وہی آداب وہ خصلتیں وہ صفات پیدا ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں دیکھے اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا ہونے کا منشاء ہر گز یہ نہیں ہے نعوذ باللہ یہ نہیں ہے کہ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی صفات حاصل کر لے گا تو نعوذ باللہ وہ خود خدا بن جائے گا نعوذ باللہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم ہے آپ بھی رحم کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ سخی ہے آپ بھی سخی بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں آپ بھی کر سکتے ہیں سب کرتے ہیں جس کو جو موقع ملتا ہے خصوصاً آپ کا جو ڈاکٹری کا جو علاج ماجلا کا حکیم ڈاکٹر ہو کوئی بھی شعبہ وہ علاج کا تو اس میں تو بہت زیادہ خدمت کے موقع ملتے ہیں اور لوگ کرتے ہیں اب ڈاکٹر لوگ میں نے دیکھا ہے کیمپ لگاتے ہیں جو بھی جس شعبے کا ہے اب ایک مخلوق کی خدمت ہے تو سب سے مراد یہ ہے کہ اللہ سے بندے کا تعلق قائم ہو جائے اور بندے کے اندر وہ صفات پیدا ہو جائیں جو اللہ کی اپنی صفات ہیں اور جن صفات کے لئے اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ میری مخلوق بھی ان صفات پر عمل کرے۔ تو ہمارے پاس جیسے میں نے ابھی عرض کیا کہ بھئی ایک تو پاس شریعت ہے، شریعت سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا وہ ہمارے لئے سنت ہے، قرآن پاک میں جو بیان کیا وہ ہمارے لئے شریعت ہے، حدیث میں جو بیان ہوا وہ ہمارے لئے شریعت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا غصہ نہ کرو، جو لوگ غصہ نہیں کرتے اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اللہ ایسے احسان کرنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ یعنی جو بندے غصہ نہیں کرتے ان سے اللہ محبت کرتا ہے اب حضور پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں وہاں عفو در گزر ہوتا ہے۔ مثلاً ہندہ

www.ksars.org

نے امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا کان ناک کاٹ کے رسی میں پیرو یا گلے میں ڈالا۔ اس سے بڑی بربریت اور ظلم اور وحشی پن دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا۔ لیکن جب وہ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اسلام قبول کیا حضور نے اسے معاف کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں غصہ نہ کرو غصہ کرنے والے لوگ جو ہیں وہ خود مصیبت میں، پریشانی میں، مبتلا اب دیکھئے ایک آدمی غصہ کرتا ہے اللہ میاں کو کیا اس سے نقصان ہو گا بھئی اللہ میاں کو کیا نقصان اس سے پہنچے گا یا اللہ میاں کو فائدہ کیا پہنچے گا لیکن جو غصہ کرنے والا بندہ ہے اگر وہ مسلسل غصہ کرتا رہے تو یہ بات یقینی بن سکتی ہے کہ وہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض بن سکتا ہے یہ بات یقینی ہو سکتی ہے کہ اس کا اسٹومیک سسٹم سارا خراب ہو جائے گا یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے اندر ایسی جھنجھناہٹ پیدا ہو جائے کہ لوگ اس سے محبت کرنا چھوڑ دیں لیکن ایک آدمی غصہ نہیں کرتا لوگ اُسے ستاتے ہیں پریشان کرتے ہیں وہ اللہ کے لئے اسے معاف کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بندہ دنیا میں عزیز ہو جائے گا۔ جیسے کہ آپ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ہر پل عزیز ہوئے۔ تو تصوف کوئی چیز نہیں ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ بھئی تصوف سمجھنے میں آنے والی چیز نہیں ہے تصوف سے مراد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے دیئے ہوئے پروگرام پر عمل کر کے حضور کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر، سمجھ کر، ذہن نشین کر کے ان کی طرز فکر کے مطابق زندگی گزار کر ایسے راستے پر چلنا جس راستے پر چل کر ہمیں اللہ کا عرفان حاصل ہو جائے یہ تصوف ہے اس کے لئے بہت بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی اولیاء اللہ بھی سامنے آئے لیکن جب ہم ولی اللہ جیسے خواجہ غریب نواز ہیں، حضرت داتا گنج بخش ہیں یہاں لال شہباز قلندر ہیں، شاہ عبد الطیف بھٹائی ہیں، امام بری صاحب ہیں پنڈی میں، میاں امیر صاحب ہیں بابا فرید گنج شکر ہیں ہم جب ان کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی زندگی میں قرآن کی جھلک ملتی ہے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو سیرت ہے اس کا عکس بھی ہمیں نظر آتا ہے اور اس عکس کی بدولت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعمیل ارشاد کے مطابق جب ان لوگوں نے اپنی زندگیاں گزاری تو انہیں غیب کی دنیا میں داخل ہونے کا راستہ مل گیا اور وہ خدا گزیدہ ہو گئے۔ دوسری جو تصوف ہمیں جو بات بتاتا ہے وہ بڑی اہم ہے اور اس کو عرض کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بھی انسان یہاں آتا ہے وہ چلا جاتا ہے اب ایک بات بہت زیادہ غور طلب ہے جو ہمیں تصوف بتاتا ہے یہ جو مادی جسم ہے ہمارا یہ بااختیار تو ہے لیکن یہ ایک حد تک بااختیار ہے لامحدود اختیارات ایسے حاصل نہیں ہیں مثلاً کوئی آدمی پیاس پر کنٹرول تو حاصل کر سکتا ہے لیکن مستقل پیاسا نہیں رہ سکتا کوئی آدمی بھوک پر کنٹرول حاصل کر کے چلئے ایک روٹی کھالے گا لیکن یہ نہیں کہ وہ کھانا ہی چھوڑ دے اور آزاد ہو جائے کھانے سے، کوئی آدمی نیند سے نہیں آزاد ہو سکتا کوئی آدمی بیداری سے نہیں آزاد ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو ہمارا جسم ہے مادی جسم فزیکل باڈی جسم کہتے ہیں آپ لوگ تو اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں تو اب تو سائنس سے اتنی زیادہ ترقی کر لی ہے کہ سب کچھ ہونے کے بعد ایک ڈاکٹر آپریشن کرتا ہے بڑا ماہر ہے لیکن آپریشن کے دوران وہ بندہ مر جاتا ہے دل بھی موجود ہے ڈاکٹر صاحب بھی موجود ہے اس کی فزیکل باڈی کی ہر چیز موجود ہے لیکن آپریشن نہیں ہو گا، اب پھر اس بندے میں روح کسی صورت سے آجائے پھر آپریشن کامیاب ہو جائے گا تو فزیکل باڈی اس وقت تک فزیکل باڈی ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اگر روح اس جسم سے رشتہ توڑ لے پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے ایک کتاب لکھی لوح قلم اس میں جب وہ شروع کرتے ہیں تو

www.ksars.org

وہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب انسانوں کے لئے لکھی جارہی ہے انسان کی ساخت ایسی ہے کہ اس میں مختلف طبعیتیں ہوتی ہیں کوئی نرم مزاج ہوتا ہے، کوئی گرم مزاج ہوتا ہے، کوئی حساس ہوتا ہے، کوئی حساس نہیں ہوتا لیکن کوئی بھی آدمی جو باہوش حواس ہے ایسے لباس پہنے کی ضرورت پیش آتی ہے قمیض شلوار پہنے، کوٹ پتلون پہنیں لباس کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ مثال بیان کرتے ہیں ایک آدمی نے قمیض پہنی ہوئی ہے جسم کے اوپر تو اگر اس آدمی سے یہ کہا جائے کہ بھئی تم نے جو یہ قمیض پہنی ہوئی ہے تو ایسا کرو تم ہاتھ ہلاؤ اور یہ آستین نہ ہلے تو کہتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ اگر اس بندے سے یہ کہا جائے کہ آستین ہلے ہاتھ نہ ہلے یہ بھی نہیں ہوسکتا لباس کی ہر حرکت تابع ہے جسم کے، جب تک جسم کے اوپر یہ لباس ہو گا لباس میں حرکت ہو گی اور جب یہ جسم کے اوپر سے شلوار قمیض اتر جائے تو اس کی کوئی حرکت نہیں ہو گی۔ مثلاً آپ ایسا کریں ایک آدمی کو اس طرح کھڑا کردیں کہ وہ آدمی نظر آئے لیکن اس لباس کے اندر آدمی نہ ہو تو وہ لباس نہیں چلے گا کھڑا رہے گا اور ایک آدمی کے اوپر وہ لباس ہے تو جیسے آدمی چلے گا تو لباس بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے گا تو جس طرح لباس جسم سے اتار دیا جائے اس کی کوئی حرکت نہیں ہوتی اسی طرح اگر روح اس فزیکل باڈی کو اتار کر زمین پر پھینک دے یا ڈال دے تو اس کے اوپر کوئی حرکت نہیں ہوتی کوئی آدمی تین ارب سال کی تاریخ بتاتے ہیں سائنسدان ایک مثال بھی کوئی ایسی نہیں ہے کسی ڈیڈ باڈی نے حرکت کی ہو جب کہ ہاتھ بھی ہے پیر بھی ہے دماغ بھی ہے آنکھیں بھی ہیں سب کچھ ہے ایک دنیا میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ مردہ آدمی کی آپ نے شادی کردی ہو، ایک دنیا میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ کوئی ٹیچر ہو اور وہ مر جائے اور مرنے کے بعد اس نے اپنا جو ہے سبق پڑھا دیا ہو، جتنی بھی مثالیں فزیکل باڈی اس وقت تک فزیکل باڈی ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اور اگر اس کے اندر سے روح نکل گئی اب یہ ڈیڈ باڈی ہے فزیکل باڈی نہیں ہے تو اس کا منشاء کیا ہوا اس کا منشاء یہ ہوا ہمارا جو جسم ہے روح کا لباس ہے۔ جب تک روح اس لباس کو پہنے رہتی ہے اس کے اندر حرکت بھی ہوتی ہے یہ دیکھتا بھی ہے سنتا بھی ہے دماغ بھی اس کا کام کرتا ہے بھوک بھی لگتی ہے پیاس بھی لگتی ہے شادی بھی کرتا ہے بیاہ بھی کرتا ہے پڑھاتا بھی ہے لکھاتا بھی ہے ،خود بھی پڑھتا ہے محنت بھی کرتا ہے مزدوری بھی کرتا ہے لیکن اگر اس کے اندر سے روح نکل جائے یعنی یہ ڈیڈ باڈی بن جائے اب اس کے بعد اس میں کوئی حرکت نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جو اصل ہے وہ روح ہے روح کا علم کیا ہے اس کو تصوف کہتے ہیں روح کیا ہے اس کو انرجی کہہ دیجئے آپ اس کو توانائی کہہ دیں آپ اس کو روشنی کہہ دیں آپ اس کو لہریں کہیں دیں لیکن وہ ایسی چیز ہے جس کو دیکھا نہیں گیا ابھی تک لیکن تصوف ایک ایسا علم ہے اگر اس کو پڑھ لیا جائے۔ اختتام

www.ksars.org

کیا سلوک کی راہ میں داخل آدمی کی تعلیم مرنے کے بعد قبر میں بھی جاری رہتی ہے؟

جواب: ہاں بالکل رہتی ہے دیکھئے ایسے ہی اس بات کو یہ ہے کہ اگر ہمیں کسی بات کا ثبوت حضور ﷺ کی تعلیمات سے نہ ملے تو ہمیں اسے چھوڑ دینا چاہئے اب یہ جو میں نے آپ سے کہا تھا کہ ایک مثال دی ہے عام بات ہے اولیاء اللہ کی بات اس سے الگ ہے مطلب حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے جب تم قبرستان جاؤ تو کہو السلام و علیکم یا اہل القبور...اے قبر میں رہنے والوں تم پر سلامتی ہو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں تم نہیں سنتے ہو بدر کا جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ جب حضور مکے تشریف لیجا رہے تھے تو بدر کے مقام پر تو جنگ میں یہ ہوتا ہے جو لوگ شہید ہو جاتے ہیں یا ہلاک ہو جاتے ہیں تو اجتماعی قبر بنتی ہے ایک گڈا کھود کر تو ایک قبر میں جس میں بہت سارے لوگ دفن تھے مشرکین تو حضور پاک ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے کہا نام لیکر فلاں، اے فلاں کہ مجھ سے جو اللہ نے وعدہ کیا تھا وہ میں نے دیکھ لیا کیا تم سے جو اللہ نے کہا تھا تم نے بھی دیکھ لیا تو صحابہ اکرام یہ سن رہے تھے انہوں نے یہ پوچھا کہ کیا یہ سنتے ہیں؟ تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا، ہاں یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں لیکن تم ان کے جواب نہیں سنتے حضور پاک ﷺ نے ان کا جواب سنا اگر ہم حضور پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل کر کے ان صلاحیت کو بیدار کر دیں ہم بھی ان کو یا اہل القبور کہیں اور جب وہ علیکم السلام کہہ دیں تو ہم بھی سن سکے تو یہ ایک میسج ہے طریقہ کار ہے۔ طریقہ تعلیم ہے اس ہی کو تصوف کہتے ہیں کیا مرنے کے بعد کی زندگی میں اس زندگی میں واقع ہے، حضور پاک ﷺ نے فرمایا موت قبلا... مر جاؤ جاؤ مرنے سے پہلے مر جاؤ مرنے سے پہلے کا مطلب یہ نہیں ہے خودکشی کر لو خودکشی تو حرام ہے، مر جاؤ مرنے سے پہلے کا مطلب ہے مرنے سے پہلے مرنے سے بعد کی زندگی کو دیکھو سمجھ لو کہ وہاں کیا ہوتا ہے دھیان میں تو ہے قبر میں یہ ہو گا حشر میں یہ ہو گا حساب کتاب میں یہ ہو گا جو حضور فرماتے ہیں موت القبلا... مر جاؤ مرنے سے پہلے یعنی مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کی زندگی کا ادراک کر لو۔ اب ادراک کیسے کریں گے اس کا ایک تجربہ ہے طریقہ تعلیم ہے یا بزرگوں کی خانقاہ ہے جو اب نہیں رہی پہلے خانقائے تھیں اس میں با قاعدہ تختی قلم سے پڑھتے تھے۔ اختتام

www.ksars.org

اس مادی دور میں تصوف کی دنیا میں کس طرح سفر کر سکتے ہیں؟

جواب: دیکھئے بہت صحیح بات آپ نے فرمائی بڑی اچھی بات ہے اور اس کی بہت ضرورت تھی اس سوال کی کتنا ہی بڑا ڈاکٹر ہو جائے اس کے کورس چلتے رہتے ہیں وہ لندن میں بھی ہو، چاہے امریکہ میں بھی ہو سکتا ہے پاکستان میں بھی ہو سکتا ہے اس کورس کے لئے وقت نکلتا ہے پڑھتا بھی ہے وقت بھی نکلتا ہے اگر امتحان دینا ہو تو امتحان بھی دیتا ہے اس کو امتحان بھی دینا ہوتا ہے لیکن آپ تمام مصروفیات کے باوجود ایک کورس پڑھنے کے لئے وقت نکال لیتے ہیں جتنا وقت آپ کورس پڑھنے کے لئے نکالتے ہیں اتنا وقت آپ تصوف کے لئے نکال لیں مطلب یہ ہے کہ آپ کتنے ہی عظیم ڈاکٹر ہوں کتنے ہی عظیم الفرصت ہو آپ کو کوئی کام کرنا ہے آپ کریں گے بھئی میں آپریشن چھوڑ دو گا میرے دوست کی شادی ہے، میرے بیٹے کی شادی ہو رہی ہے آج میں نے آپریشن نہیں کرنا چھوڑ دیا نا، اب اسی صورت سے جتنی اہمیت آپ نے اپنی بیٹی کی شادی کو دی ہے اتنی اہمیت آپ اللہ کی ملاقات کو دے دیں ٹائم تو خود بہ خود نکل آئے گا۔ اب کوشش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ وہ بندہ تلاش کریں جس کو یہ علم آتا ہو اب مثلاً ڈاکٹر صاحب ملتے ہیں میں ان سے بہت سوال کرتا ہوں دل میں کیا ہوتا ہے کتنے وال ہوتے ہیں اپر چیمبر کیا ہوتا ہے نیچے چیمبر کیا ہوتا ہے اور یہ مجھے بتاتے ہیں اس میں کچھ یاد رہے جاتے ہیں بہت میں میرا خیال ہے کئی پرسنٹ تو میں ڈاکٹر بن گیا اس لئے ان سے پوچھتے رہتا ہوں میں کوئی ڈاکٹر مل جائے میں کہتا ہو بھئی بتاؤ مجھے دل میں کیا ہوتا ہے ڈاکٹر نہیں بننا، لیکن مجھے معلومات حاصل ہیں اب اگر کوئی بندہ ایسا مل جائے جو تصوف جانتا ہو تھوڑا وقت تو دینا پڑھے گا کورس میں بھی آپ وقت دیتے ہیں، شادی بیاہ میں بھی وقت دیتے ہیں، اخبار بھی پڑھتے ہیں روز آپ اس میں بھی وقت دیتے ہیں یہ جو ٹی وی دیکھتے ہیں ریڈیو سنتے ہیں اس میں بھی آپ وقت دیتے ہیں چلو ٹی وی میں کیا ہوتا ہے ایسا یہاں مر گیا وہاں مر گیا وہاں مر گیا یہ سیاسی باتیں ہوتی ہیں اس کا آپ کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ کہاں ہوتا ہے تصوف؟ آپ دیکھئے آپ تصوف آ جائے گا بات یہ ہے اس کی اہمیت سمجھنے کی اس کے لئے وقت نکالیں اگر کوئی بندہ تیس منٹ وقت نکال لے تیس منٹ یقیناً وہ سال دو سال میں تصوف کی بہت ساری باتیں سیکھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے غیب کی دنیا میں بھی خواب اچھا دیکھ لیں بشارت ہو جائے زیارت ہو جائے، فرشتے دیکھ لیں ایسا ہوتا ہے ہمارے شاگرد ہیں بہت سارے لوگوں کو اس قسم کی چیزیں نظر آتی ہیں بات تو یہ ہے پہلے مجھ سے ایک صاحب نے کہا یہ سارے ڈاکٹر صاحب آپ سب کو بلا رہے ہیں تم جا کر تقریر کرو گے کیا وہ سمجھے گے کیا؟ ایک دن کی اس تقریر میں تصوف آئے گا میں نے کہا نہیں تصوف نہیں آئے گا، مگر میرا کام ہے کہ پیغام پہنچا دو، کہ تصوف بھی کوئی چیز ہے اگر اس کے لئے آپ وقت نکالیں جس طرح کورس پڑھنے کے لئے وقت نکالتے ہیں دیکھئے کورس پڑھنا ضروری نہیں ہوتا اگر آپ کورس نہ پڑھیں تو آپ کی ڈاکٹری میں کوئی فرق نہیں پڑھے گا لیکن کیوں کہ نئی نئی معلومات نئی نئی ایجادات نئی نئی تحقیقات نئی نئی ریسرچ ہو رہی ہے تو اس ریسرچ

www.ksars.org

سے آپ فائدہ اٹھانے کے لئے وقت نکالتے ہیں تو ایک یہ بھی نئی ریسرچ ہے تو تصوف بھی ایک نئی ریسرچ ہے بات یہ ہے کہ تیس منٹ روز تیس منٹ لیکن اس تیس منٹ میں بھی بے ایمانی نہیں کرنی۔

سوال: تصوف کی دنیا میں داخل ہونے کا کورس کہاں سے شروع ہوتا ہے؟

جواب: حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے من عرفہ نفسہ فقد عرفہ ربہ... کہ جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کا مطلب ہے رب کو پہچانا مشروط ہے روح سے، روح کو آپ پہچانے گے تو رب کو پہچانے گے ٹھیک ہے جی اب سب سے پہلے کرنا یہ ہو گا کہ جسم اور روح کا جو رشتہ ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہو گی بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے انگریزی پڑھنی ہے تو مجھے ABCD پڑھنی ہو گی اگر میں نہیں پڑھوں گا ABCD انگریزی نہیں پڑھ سکتا کبھی نہیں پڑھ سکتا پھر وہی ہے آپکے پاس جو وقت ہے کوئی اسکول ہو کوئی جگہ ہو، آپ کا گھر ہو میرا گھر ہو ڈاکٹر صاحب کا گھر ہو اب جیسے آپ انگریزی میں فلاں کورس کرنا چاہتا ہوں کس طرح کروں بھئی اس کورس میں جا کر شریک ہو جاؤ وقت نکالنا گھر بیٹھے جو ہے گھر بیٹھے بھی تعلیم ہوتی ہے لیکن پہلے تو آپ کو ABCD پڑھنے کے لئے استاد کو تلاش کرنا ہو گا بغیر استاد کے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اب جیسے میں نے آدھا گھنٹہ آپ سے عرض کیا اب اس میں آپ پانچ دس آٹھ آدمی ہوں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے بھئی ہمیں آدھا گھنٹہ ہفتے میں دو دن ہفتے میں ایک دن جمع ہو جائیں ایک گھنٹہ بھئی مجھے بلالو میں حاضر ہو جاؤں گا مجھے جتنا آتا ہے، مجھے اتنا نہیں آتا لیکن ABCD مجھے آتی ہے ABCD میں پڑھا دونگاں آگے پڑھانے والے کوئی اور مل جائے گا لیکن یہ مشکل نہیں ہے مشکل اس لئے نہیں ہے کہ جیسے میں آپ سے عرض کیا کہ اصل تو روح ہی ہے ہماری ہم فزیکل باڈی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اور ضروری ہے پڑھنا لیکن اصل کو جب تک ہم جانے گے تو ہم تو اپنے اس مادی وجود سے بھی واقف نہیں ہے صحیح بات ہے۔ اختتام

www.ksars.org

سوال: تصوف کی دنیا میں داخل ہونے کے بعد عملی طور پر کیا کریں اور دل کا زنگ کس طرح صاف ہو سکتا ہے؟

جواب: اچھا عملی طور پر۔۔ عملی طور پر دیکھئے۔۔ عملی طور پر بھی یہی ہے کہ کنسنٹریشن یا ذہنی توجہ کا مرکوز کرنا کسی ایک نقطے پر اس کو مراقبہ کہتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ جب تک آپ کو کنسٹریشن نہیں ہو گا آپ آپریشن بھی نہیں کر سکتے خدا نخواستہ آپریشن کرتے وقت آپ کو ادھر ادھر کے خیالات آجائے تو آپریشن کی جو کامیابی ہے وہ مشکوک ہو جائے گی تو کنسٹریشن کے لئے ہے آپ ایک وقت مقرر کریں اور اس کے لئے یہ بتایا جاتا ہے اللہ کا ذکر کریں سو دفعہ دورد شریف پڑھیں سو دفعہ یا حیی یا قیوم پڑھیں آنکھیں بند کر بیٹھ جائیں اور مقصد ذہن میں یہ ہے کہ ہم نے اپنی روح کو تلاش کرنا ہے اصل کو تلاش کرنا ہے۔ نقل سے اصل کو تلاش کرنا ہے اور اس کا پہلا جو سبق ہے وہ یہ بتاتے ہیں کہ روشنیوں کا مراقبہ کرنا چاہئے روشنیوں کا اس لئے کرنا چاہئے انسان روشنیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اللہ نور سموات ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی زمین آسمان جو ہے روشنی ہے اللہ کا نور ہے آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ آسمان سے نیلی روشنیاں آرہی ہیں اور میرے دماغ سے ہوتی ہوئی دل میں جذب ہو رہی ہیں یہ پہلا سبق ہے وقت مقررہ سے جو صاحبان بھی کریں گے اس کا انشاللہ مہینے دو مہینے میں اس کا رزلٹ آجاتا ہے۔ اس سے دل صاف ہو جاتا ہے یہ جو میں نے آپ سے عرض کیا نہ دورد شریف دورد شریف یا حیی یا قیوم یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس سے زنگ دھل جاتا ہے۔ اختتام

سوال: کیا روحانیت رسالت پر ایمان لائے بغیر آسکتی ہے اور موحد کی تعریف کیا ہے؟

جواب: دیکھئے قرآن پاک میں ہے لایحب اللہ ... کہ جو بندے میرے حضور محمد ﷺ سے جتنی محبت کرتے ہیں میں اس سے کئی زیادہ اس بندے سے محبت کرتا ہوں یحبون ... دیکھئے وہاں میں نے عرض کیا تھا وہ یہ تھا کہ جو آدمی موحد ہوتا ہے موحد کی تعریف ہے موحد فرد کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کو واحدہ لاشریک مانے جتنے پیغمبر تشریف لائے ان کو پیغمبر مانے اس میں حضور پاک ﷺ بھی ہیں اور اللہ کی جتنی بھی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کو بھی تسلیم کریں اگر یہ نہیں ہو گا تو یہ موحد کی تعریف نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو بیان کی۔ اب دیکھئے اِن الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئین ... وہ لوگ جو مسلمان ہیں وہ لوگ جو نصارا ہیں وہ لوگ جو یہودی ہیں

www.ksars.org

وہ لوگ جو صائبین ہیں من امنا باللہ... اللہ پر ایمان رکھتے ہوں والیوم آخر... یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں یوم الملائکتہ فرشتوں پر والنبی یہ تعریف ہوگئی اگر وہ اللہ پر، اللہ کے فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کا اعمال جو ہے ظاہر نہیں ہوتا اور یہ نہیں ہے تو یہ نہیں ہے۔ دیکھئے نہ موحد کی تعریف میں نے نہیں بیان کی خالی موحد کہہ دیا موحد کی تعریف یہ ہے من امنا باللہ ... نہیں وہ موحد نہیں ہے ، وہ موحد نہیں ہے ،وہ موحد ہے ہی نہیں ۔موحد وہ ہے من امنا باللہ والیوم اخرہ ...والملائکتہ ...والنبی۔ اختتام

سوال: اولیاء اللہ سے سوال کرنا یا دستگیری کی درخواست کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: Dead body کا جہاں تک تعلق ہے وہ دستگیری نہیں ہوسکتی Dead body سے کوئی دستگیری نہیں ہوتی لیکن اب آپ یہ دیکھئے داتا صاحب کے یہاں ہم جاتے ہیں اور وہاں جاکر کچھ پڑھتے ہیں اور وہاں جاکر یہ کہتے ہیں حضور ہمارے لئے دعا کریں اللہ ہمارا کام کردے تو یہ دستگیری اس معنی میں نہیں ہے کہ ہم نعوذ باللہ داتا صاحب کو خدائی کا درجہ دے رہے ہیں ہم اپنے بزرگوں سے زندہ بزرگوں سے ماں باپ سے بھی دعا کرواتے ہیں اماں ہمارے لئے دعا کرو ہمارا یہ کام ہو جائے داتا صاحب کی روح سنتی ہے ہر Dead body کی روح سنتی ہے السلام و علیکم یا اھل القبور... السلام و علیکم یا اھل القبور...

سوال شرع سے روح کا سننا ثابت ہے؟

جواب...جی ڈاکٹر صاحب میں یہ کہتا ہوں جب آپ قبرستان جائیں تو السلام و علیکم یا اھل القبور... حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو تم کہو السلام و علیکم یا اھل القبور... تو وہ سنتے نہیں تو اس بات کا حکم کیوں دیا گیا یہ حکم ہے جب تم قبرستان جاؤ تو کہو السلام و علیکم یا اھل القبور... اور ساتھ ہی یہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا السلام و علیکم وہ جواب دیتے ہیں و علیکم السلام لیکن تم نہیں سنتے ہم کیوں نہیں سنتے ہم بھی تو چلتی پھرتی روح ہیں سب دیکھئے ہمارے اوپر Dead body کا اتنا غلبہ ہے کہ ہم روح کی آواز کو سن نہیں پاتے جو لوگ مراقبوں کے ذریعے، مجاہدوں کے ذریعے، نوافل کے ذریعے، نمازوں کے ذریعے، روزوں کے ذریعے اور یہ ذکر اذکار کے ذریعے

www.ksars.org

جو اپنے شعور کو اتنا لطیف کر لیتے ہیں وہ روح کی آواز سن لیتے ہیں اب جیسے لوگ جو ہیں خواب دیکھتے ہیں اس میں بہت سارے سچے خواب ہوتے ہیں ابھی آپ نے خواب دیکھا اگلے دن ہو گیا اسی طرح بہت ایسا ہوتا ہے۔

سوال: قرآن میں ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو، وہ زندہ ہے؟

جواب؛ یہ شہداء کے بارے میں ہے وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ... کہ جو یہ جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے انہوں نے اپنی جانیں قربان کر دی تم انہیں مرا ہوا نہ سمجھو... لیکن تمہیں وہ شعور نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ شعور حاصل کر لیں ریاضت اور مجاہد کے بعد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد، قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد اگر آپ وہ شعور حاصل کر لیں تو دیکھ لیں گے مولانا اشرف علی صاحب کا میں نے ایک واقعہ پڑھا کتاب میں کہ وہ تشریف لائے اسٹیشن سے جانی بابا جا رہے تھے تو آپ جامی شہید کا وہاں مزار ہے تو مولانا علی صاحب وہاں تشریف لے گئے ساتھ ساتھ ان کے ساتھی بھی تھے جب فاتحہ پڑھی تو گھبرا کہ انہوں نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور باہر آ گئے تو ان لوگوں نے پوچھا حضرت جی کیا ہوا تو انہوں نے فرمایا حافظ صاحب نے مجھے ڈانٹ دیا چل کسی مردے پر جا کر فاتحہ پڑھنا۔ یہ ہے اس کتاب میں یسئلون عن الروح... یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں قل آپ کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے وما اوتیتم... جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے علم اللہ قلیلا... کہ روح میرے رب کے امر سے ہے تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ تھوڑا سا ہے۔ روح کا علم تو دیا گیا ہے لیکن تھوڑا ہے اب وہ تھوڑا اللہ کا تھوڑا دیا ہوا وہ لا محدود تھا اب سمندر میں سے آپ پانی کسی کو دیں گے تو پچاس ساٹھ ٹینکر ہی دیں گے ایک گلاس تھوڑی دیں گے علم تو ہے قلیلا تھوڑا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو روح کا علم دیا تھوڑا سا دیا۔ اب حضور سے ہمیں ملا اب جتنی ہم حضور پاک ﷺ سے محبت کریں گے قریب ہو جائیں گے جیسے باپ کا ورثہ اولاد کو ملتا ہے ہم چونکہ حضور کے امتی ہیں ہمیں حضور کا ورثہ منتقل ہو گا۔ اب جتنی ہماری صلاحیت ہے اب ہمیں جو قلیل ملے گا وہ ہماری اس سے قلیل ملے۔ صلاحیت کی بھی تو بات ہے، نہیں اب حضور پاک ﷺ کی تو اتنی بڑی صلاحیت ہے کہ کائنات ہی ساری ان کے لئے بنی اوّل ماخلق اللہ نوری... تو حضور پاک ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے روح کا علم عطا فرمایا وہ ہمارے لئے لا محدود ہے لیکن ہمیں جو حضور سے علم ملے گا وہ محدود ہو گا۔ لیکن ملے گا۔ اختتام

www.ksars.org

سوال: تصوف کے انسٹیٹیوشن پر تنزل چھایا ہوا ہے آپ اس کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جواب: یہ بہت ہی اچھی بات آپ نے کہی دل خوش ہوا یہ بڑا سوال ہے تصوف کے بارے میں یہ جمود طاری ہوا یہ کیوں ہوا جب کہ دنیاوی علوم جو ہے روزانہ نئے نئے علوم سامنے آرہے ہیں اور لوگ انہیں سیکھ رہے ہیں وہ مشکل ہو یا آسان سب سیکھ رہے ہیں یعنی ایک بہت بڑی تعداد سیکھ رہی ہے تصوف کے بارے میں ہے دنیا جو ہے وہ دنیا پرست زیادہ ہے مثلاً اب میں نے ایک کتاب لکھی ہے احسان و تصوف، اس میں لکھا ہے کہ اگر ایک بچہ اسکول میں داخل ہوتا ہے تین سال چار سال کا ماں باپ پیسے دیتے ہیں اس کو ہم لیکن ایک آدمی کسی خانقاہ میں داخل ہو جاتا ہے روحانیت سیکھنے کے لئے ہم اسے فوراً رحمانیت پڑھائیں گے ہمیں روحانیت سے دلچسپی ہی نہیں ہے اور وہ اس لئے نہیں ہے کہ اگر اب میں جیسے روحانیت تھوڑی بہت سیکھنے کا کہتا ہوں مجھے آتی ہی نہیں ہے۔ اب میں ABCD کی بنیاد پر آپ کے پاس آتا ہوں آپ مجھے چپڑاسی رکھ لیں گے اگر میں میٹرک کر لوں تو شاید آپ مجھے گدی پر بیٹھا دیں تو یہ ایک دلیل ہے اور لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں اور یہ ایک سازش ہے بہت بڑی شیاطین کی اور یہودیوں کی انہوں نے تصوف کے بارے میں کچھ اس طرح جال پھینکا ہے کہ تصوف کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے جو آدمی روحانی دنیا میں چلا گیا وہ دنیا سے ختم ہو گیا۔ ابھی بھی یہی ہے اگر کوئی آدمی کسی اولیاء اللہ کے پاس جا کر بیٹھنے لگتا ہے تو ماں باپ کہتے ہیں بچہ گیا ہمارے ہاتھ سے بس اب یہ ختم ہو گیا دنیا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا ایک دفعہ اور و ننگ کلب میں کیا کہتے ہیں لاہور میں بات چیت ہوئی وہاں کے جو ہیڈ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ عظیمی صاحب آپ آئے ہیں، تقریر کی اور ہماری سمجھ میں بھی آئی پوری تو نہیں تھوڑی تھوڑی آئی لیکن میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں نہ تو کبھی میری اماں نے بتایا کہ روحانیت کوئی چیز ہوتی ہے، نہ میرے ابا نے بتایا، نہ مجھے پرائمری ٹیچر نے بتایا، نہ میرے ہیڈ ماسٹر نے بتایا انتہاء یہ ہے میں نے Phd کر لیا مجھے کسی نے نہیں بتایا اب میں آپ کی ایک بات سن کر کیسے یقین کر لوں روحانیت ہے؟۔ بھئی مجھے تو کسی نے بتا یا ہی نہیں بات یہ ہے کہ روحانیت کا کوئی concept ہی نہیں ہے، روحانیت کا کیا کنسپٹ ہے ایک آدمی ہے اس سے دعا کرلو، مریض اچھا ہو جائے گا، اس سے دعا کرلو اولاد ہو جائے گی، اس سے دعا کرلو نوکری مل جائے گی، اس سے دعا کروالو وہ جو باس ہیں اس سے خوش ہو جائے گے۔ اور یہ اللہ کے ساتھ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم وہ کیا کہتے ہیں جب تم پریشان ہوتے ہو میرے طرف متوجہ ہوتے ہو روتے ہو گڑگڑاتے ہو میں تمہارا کام کر دیتا ہوں تم کہتے ہو یہ تو ہم نے کیا ہے پھر تم پلٹ کے آتے ہی نہیں جب تک کہ تمہارا کام خراب نہیں ہوتا تو روحانیت کا کنسپٹ مثلاً اب جو بھی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں کہوں اپنے بچے کو مجھے دے دو میں اسے روحانی بنا دیتا ہوں وہ کہیں گے عظیمی صاحب تنخواہ کتنی ملے گی وغیرہ وغیرہ بھئی تنخواہ تو نہیں ملے گی، تو مجھے اسے برباد کرنا ہے دنیا میں۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے اگر آپ روحانی لوگوں کو دیکھیں وہ دنیا دار لوگوں سے بہر حال اچھے ہوتے ہیں

www.ksars.org

عمریں ان کی طویل ہوتی ہیں، امراض انہیں کم پکڑتے ہیں، پھر دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑے امیر کبیر جا کر بیٹھتے ہیں اور دس روپے دے کر بھی جاتے ہیں، ہم کہتے ہیں ہمیں نہیں لینے، نہیں لے لو نہیں لینے، ڈاکٹر صاحب یقین کریں میں نے روتے ہوئے دیکھا ہے ایک صاحب آئے میرے پاس انہوں نے پیسے دیئے میں نے کہا مجھے نہیں لینا واپس کر دیئے وہ روتے ہوئے چلے گئے وہ جناب کسی فیکٹری کے مالک تھے۔ ہم نے جا کر حضور سے کہا بھئی حضور یہ تو اس طرح ہوا انہوں نے کہا کہ اب جاؤ ان کے گھر جاؤ معافی مانگو دس روپے لیکر آؤ، صبح صبح ان کے گھر گیا ان کی بیل بجائی، وہ آئے وہ حیران ہو گئے کیوں آ گیا یہ میں نے کہا میں معافی مانگنے آیا ہوں مجھے دس روپے دے دو۔ تو یہ اس طرح دس روپے آپ کسی بڑے سے بڑے ڈاکٹر کو عقیدت میں نہیں دیتے۔ یہ تو ایک لطیفہ ہے ہمارے یہاں کنسیپٹ نہیں ہے اب اماں ابا کو ہم نے دیکھا ہے ہماری اماں اتنا سا ہاتھ ہوتا ہے تین انچ کا بچے کا وہ کہتے ہیں منے دعا مانگ ابا کی ترقی ہو جائے تو حالانکہ ترقی اور جو بھی ہے اللہ ہی کرتا ہے اللہ سے دعا مانگے بہت اچھی بات ہے ماں بچے سے دعا منگوا رہی ہے اس کا تعلق اللہ سے جوڑ رہا ہے۔ لیکن کسی ماں نے یہ دعا نہیں مانگی کہ منے دعا مانگ اللہ تجھے مل جائے اللہ سے تیری دوستی ہو جائے میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھا آپا جی ہم آپا جی کہتے تھے کہ میں اتنا بڑا ہو گیا ہوں کبھی میں نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ اللہ کیا کہے گا، ہر آدمی یہی کہتا ہے کہ دنیا کیا کہے گی لوگ کیا کہیں گے تو وہ خاموش ہو گئی۔ ہاں بھئی ہم گناہ کرتے ہیں۔ لوگوں سے چھپ کر کرتے ہیں جب کہ ہم کہتے ہیں اللہ دیکھ رہا ہے اس کا مطلب ہے ہم یہ زبان سے کہہ رہے ہیں اللہ دیکھ رہا ہے ہمیں اسے بات کا یقین نہیں ہے اللہ دیکھ رہا ہے اگر ہمیں اس بات کا یقین ہو کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو کیا ہم گناہ کر سکتے ہیں۔ بھئی سب ہی کہتے ہیں اچھا اللہ کے حکم سے تو پتا بھی نہیں ہلتا ہم کہتے ہیں ہمارے کیے بغیر کچھ نہیں ہوتا اب یہی وجہ ہے کہ بچارے اولیاء اللہ ہیں یہ کہتے رہے ان کے چند بندے ان کو مل گئے انہوں نے اپنی ڈیوٹی پوری کی ان کو سکھا کر وہ چلے گئے اب ہونا یہ چاہئے جس طرح انسٹیٹوٹ کھلے ہوئے ہیں دوسرے علوم کے اس طرح کچھ لوگ جمع ہوں وہ اسکول کھولیں انسٹیٹوٹ کھولیں وہاں ان لوگوں کی تعلیم ہو تربیت ہو مثلاً اور کچھ نہیں چھٹی کے دن میں ہی سیکھ لو بھئی چھٹی کے دو مہینے ہوتے ہیں پندرہ بیس دن کسی فقیر کے پاس جا کر ڈیرے ڈال دو۔ کچھ تو حاصل ہو گا۔ نہیں وہاں جائیں گے لندن امریکہ۔

سوال: کیا آپ کا تعلق کسی سلسلے سے ہے؟ سلسلہ عظیمیہ کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: جی میرا تعلق ہے چشتیہ سلسلے سے بنیادی تعلق ہے اور پھر اللہ کے فضل و کرم سے دوسرے سلاسل کے جو بزرگ ہیں جو پردہ فرما گئے اور جو زندہ ہیں ان سے مجھے فائدہ ہے میرے جو مرشد ہیں حضور قلندر بابا اولیاءؒ یہ حضرت تاج الدین ناگپوری، چشتیہ سلسلے کے

www.ksars.org

بزرگ ہیں انہوں نے حضور پاک ﷺ کی اجازات سے ایک نیا سلسلہ قائم کیا عظیمیہ سلسلہ، اسکی ساری تعلیمات جو ہے چاروں سلسلے کی تعلیمات کو کور کرتی ہیں نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ، چشتیہ اب انہوں نے جو تعلیمات ہمیں سلسلے کی دی ہیں اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ یہ موجودہ دور میں لوگوں کے جو ذہن ہیں یہ بالغ ہوگئے ہیں اور باشعور ہوگئے ہیں۔ علم کی وجہ سے سائنس کی وجہ سے مگر پہلے زمانے میں انہوں نے کیا کہتے ہیں وہ انگلی ڈال دی گلاس میں انہوں نے پانی میٹھا ہوگیا، انگلی میں سیکرین ملا کر ڈال دیا اور لوگ سمجھتے ہیں یہ کرامت ہے اب اسے کوئی نہیں سمجھتا یہ کرامت ہے یہ کوئی کرامت ہے سیکرین بھی کوئی میٹھی چیز ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں پہلے بزرگ کو کسی نے دیکھ لیا تین جگہ یہ تو بڑے بزرگ ہیں اب وہ ایک آدمی امریکہ میں خبریں سنا رہا ہے اس کو دو کروڑ ٹی وی پر لوگ دیکھ رہے ہیں تو ذہن بڑے ہوگئے اب وہ کہے گا میں نے اس بزرگ کو تین جگہ دیکھا تو وہ کہے گا جی رسلنگ کُشتی میں اس پہلوان کو ایک جگہ دیکھا ایسی آواز یہاں سے وہاں پہنچ گئی ابھی آپ کا موبائل ہے نہ کوئی کنکشن ہے نہ کوئی تار ہے نہ لینا نہ دینا، تو ذہن بالغ اور باشعور ہوگیا تو اس شعور کو سامنے رکھتے ہوئے اس سلسلے کا ایک نصاب بنایا گیا تاکہ لوگوں کو ان کی ذہنی صلاحیت کے مطابق گہری بات کی جائے اس کو سلسلے عظیمیہ ہم اس بنیاد پر کہتے ہیں کہ لوگ آنے شروع ہوگئے اور سلسلہ شروع ہوا خدمت خلق سے، خدمت خلق سے سلسلہ شروع ہوا لوگ قریب آتے گئے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی لوگوں کو صحت ملتی گئی لوگوں کی مشکلات اور پریشانی کا حل نکلتا چلا گیا وہ ان کے مرید ہوتے گئے سلسلہ بڑھتا گیا لیکن بنیاد وہی ہوئی حضور ﷺ کی تعلیمات کی اخلاق جو حضور کا اخلاق تھا اسی کی انہوں نے نقل کی جو حضور پاک ﷺ محبت فرماتے تھے مخلوق سے، وہ خواجہ غریب نواز نے بھی سلسلے کا بنیادی مقصد پیغمبروں کی تعلیمات کو پھیلانا اور وہ تعلیمات دے کر اللہ سے متعارف کراتے تھے اور اس سلسلے کا وہی مقصد ہے۔ اور شرک سے باز آجائے اب میں آپ کو ایک قصہ سناتا ایک سادھو خواجہ غریب نواز کی خدمت میں اور انہوں نے ریاضت مجاہدے اپنے اندر اسی صلاحیت پیدا کرلی ہے کہ وہ اندر جھانک سکتا تھا۔ وہاں انہوں نے مراقبہ کیا، مراقبہ آنکھیں کھول کر عرض کیا کہ صاحب مرشد ہیں اتنی روشنیاں کیا کہتے ہیں اتنا نور ہے مگر آپ کے دل میں ایک سیاہ دھبہ ہے تو انہوں نے کہا ہاں اگر آپ چاہے تو یہ سیاہ دھبہ دور ہوسکتا ہے۔ سادھو نے کہا میرے جان بھی حاضر ہے۔ انہوں نے کہا اگر تو حضرت محمد کی رسالت پر ایمان لے تو یہ دھبہ دور ہوجائے گا۔ وہ اپنی مرضی سے ایمان لے آیا۔ انہوں نے کہ اب پھر دیکھ، اس نے دیکھا تو دل میں وہ سیاہ دھبہ غائب تھا۔ اس سادھو نے ہاتھ جوڑ دیے اور کہا اس راز سے پردہ اٹھائیں۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا یہ مجھے تو نے دیکھا ہی نہیں ہے قانون یہ ہے ہر آدمی باہر نہیں دیکھ رہا اپنے اندر دیکھ رہا ہے جب آدمی مرجاتا ہے کچھ بھی نہیں دیکھتا تو اندر ہی گھر ہوگا، نا! روح اندر ہی ہے نا، آپ اندر ہی کھا رہے ہیں، اندر ہی پہن رہے ہیں، اندر ہی سو رہے ہیں روح نکل گئی کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے کہا بھئی تم نے اتنی ریاضت مجاہدہ کیا ہے تو خود روشن ہے اور دل میں جو تو نے دھبا دیکھا ہے وہ تیرے دل کا دھبا تھا، کیوں کہ تو نے اسلام قبول کرلیا وہ دھبا تیرا دور ہوگیا اب دنیا میں تو وہ یہ ہے کہ قانون بھی بیان کردیا انہوں نے کہ بھئی ہر آدمی اپنے اندر دیکھ رہا ہے۔ اختتام

www.ksars.org

سوال: روح کی حیثیت جداگانہ ہے یا انفرادی ہے؟ کیا روح بااختیار ہے یا نہیں؟

جواب: روح کی جو آپ نے فرمایا کہ روح انفرادی ہوتی یا اجتماعی ہوتی ہے روح انفرادی بھی ہوتی ہے اجتماعی بھی ہوتی ہے۔ روح کو اختیار ہے؟، کسی کو اختیار نہیں ہے اللہ کے علاوہ، ھوالاول، ھوالآخر، ھوالاباطن، ھوالاظاہر، اگر کوئی اختیار کسی کو ہے، تو اللہ کا دیا ہوا اختیار ہے اب ایک آدمی نائب صدر ہے اب وہ صدر صاحب چلے گئے کسی ملک میں اب سارے لوگ تو اسے ہی کہتے ہیں نا اس کا کوئی اختیار نہیں صدر آئے گا تو اختیار ختم ہو گا تو اختیار یہاں کسی کو بھی کچھ نہیں ہے مثلاً اب دیکھئے نا اب میں کہتا ہوں اپنی مرضی سے ہم کچھ نہیں کرتے۔ امریکہ میں ایک بہت بڑا پروگرام تھا تو وہاں جا کر میں نے کہا کہ ہم کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتے اوپن بات تھی، ایک خاتون نے اعتراض کیا کہ جی ہم سانس اپنی مرضی سے لیتے ہیں میں نے کہا بی بی کھڑی ہو جاؤ اور سانس روک کے دیکھاؤ، تو کہنے لگے یہ تو نہیں ہو سکتا میں نے کہا، آپ کہہ رہے ہیں نا، سانس اپنی مرضی سے لے رہے ہیں اگر سانس لینے میں آپ کی مرضی شامل ہے تو سانس روکنے میں بھی اپنی مرضی شامل ہونی چاہئے آپ دیکھئے تیس منٹ روک کے دیکھا دیں۔ تیس سیکنڈ کچھ بھی اختیار نہیں ہے اچھا آپ کہتے ہیں جی ہم اپنے اختیار سے سوتے ہیں اپنے اختیار سے اٹھتے ہیں بالکل صحیح ہے، اب آپ ایک مہینہ نہ سو کر دیکھا ئیں بیٹھے بیٹھے سو جائیں گے وہ بڑے کہتے ہیں سولی پر بھی نیند آجاتی ہے۔ آپ کہتے ہیں جی میں کھانا اپنے اختیار سے کھاتا ہوں آپ ایک ہفتے کھانا نہ کھا کر دیکھائیں آپ کو تو یہ بھی پتا نہیں ہم دیکھ کیسے رہے ہیں۔ اب یہ ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں ریٹینا ہے پیچھے وہ عکس پڑتا ہے دماغ پر وہ یوں ہوتا ہے یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ کون کر رہا ہے؟ ہم جو دیکھ رہے ہیں جو بھی کچھ ہو رہا ہے اندر عکس پڑ رہا ہے ہم دیکھ رہے ہیں لیکن یہ کون کر رہا ہے؟ اس کا مطلب ہے یہ اللہ کا دیا ہوا اختیار ہے ہمیں اللہ نے دیکھنے کا اختیار دیا ہمیں سننے کا اختیار دیا گردن ہماری اونچی نیچی ہو جائے تو دیکھئے سارا کا سارا سسٹم ہی خراب ہو جائے گا۔ یہاں کسی کو کوئی اختیار نہیں بالکل نہیں ہے۔ بات اتنی سی ہے اللہ نے تھوڑا سا اختیار دیا ہوا ہے وہ اللہ کا دیا ہوا اختیار ہم استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا اختیار ہے۔ اختتام

www.ksars.org

سوال: شیخ کی تلاش میں انسان کیا کرے کہ اس کا ہاتھ صحیح ہاتھ (شیخ)تک پہنچے۔

جواب: یہ سوال میں نے اپنے مرشد سے کیا تھا، اپنے لیے کہ جی میں کیا کروں تو اب میری سمجھ میں آئی یہ بات بھئی کیسے پتا چلے اب یہاں تو ہم داڑھی کے اوپر چلتے ہیں تو ماشااللہ داڑھی بھی بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اب جیسے انہوں نے فرمایا پتا نہیں چلتا میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا دیکھو بھئی ایک تو یہ کہ تمہاری نیت میں خلوص آنا چاہیئے محض کسی کو نہیں دیکھنا چاہیئے کہ امتحان لو کہ جانچ پڑتال کرو خلوص کہ اللہ کے لئے ہم جارہے ہیں اور اللہ کے لئے ہمیں ایک بندہ ڈھونڈنا ہے اور اس کی خدمت میں تم پندرہ منٹ بیٹھو ،پندرہ منٹ بیٹھو اگر بارہ منٹ تک تمہارا ذہن وسوسوں شکوک وشبہات اور دنیاوی غلاظتوں کی طرف نہ جائے تو بندہ کام کا ہے۔ تو دوسری بات انہوں نے فرمائی پہلی ملاقات میں کبھی کسی کے بارے میں رائے قائم نہ کرو اس طرح آپ کہیں وہ خوش ہے وہ آپ کو چائے بھی پلادے گا گلے بھی ملے گا کہ یہ تو بڑا اچھا آدمی ہے اور آپ کہیں ابھی کسی سے لڑائی ہے آپ سے بھی لڑ پڑے گا، آپ کہیں کہ یہ تو بڑا بد تمیز آدمی ہے تو مطلب یہ ہے کہ پہلی ملاقات میں رائے قائم نہیں کرو۔ دو چار پانچ نشستیں کرو اس کے ساتھ اور بات خلوص ہو امتحان نہ ہو خلوص ہو پندرہ منٹ میں اگر بارہ تک تمہارا ذہن دنیا کی طرف نہ جائے، اللہ کی طرف جائے، تو بندہ کام کا ہے اب سوال یہ ہے کہ بندہ بھی ٹھیک ہے کام کا ہے اب یہ بھی دیکھنا ہے وہ آپ کو سکھا بھی دے گا۔ یہ نہیں وہ خود ہے اللہ کی طرف اس کا رجوع ہے لیکن وہ آپ کو پڑھانے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، اتنی صلاحیت ہے کہ نہیں ہے اس کے اندر اب اس کے لئے آپ اس سے شرمائیں نہیں کہتے ہیں نہ بالاخر کہتے ہیں نہ بیٹھو رہو یہ نہیں دیکھنا گناہ ہو جائے گا وہ اس لئے کرتے ہیں اس کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتے آپ وہ اتنا ادب کروائے کوئی، سوال ہی نہیں کریں گے۔ تو اس سے سوال کرو چار پانچ نشستوں پر آپ پہنچ جائیں گے یہ بندہ کام کا ہے اب جو بندہ کام کا ہے اسے پکڑ لو پکڑنے کے بعد اس کی پہلی شرط یہ ہے اس کی تعمیل کرو۔ اگر تعمیل نہیں کرو گے اب آپ ڈاکٹر ہیں آپ جاتے ہیں اس کے پاس وہ کہتا ہے جی کھڑے ہو جاؤ جی میں کیوں کھڑا ہو جاؤ اس لئے کہ جب آپ ABCD اب ت پڑھیں گے تو اس وقت سوال نہیں ہوتے اگر ایک بچہ یہ کہے کہ میں A کیوں بولوں میں تو A کو کہوں گا B کو A بچہ اس لئے پڑھ لیتا ہے جب استاد کہتا ہے A بچہ کہتا ہے A استاد کہتا ہے B بچہ کہتا ہے B مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے بار بار میرے دماغ میں آتا تھا میں نے اپنی اماں سے پوچھا اباجی پتا نہیں میرے دماغ میں کیا ہوتا ہے میں یہ دیکھتا ہوں میرے ابا لاٹھی لئے کھڑے ہیں کیوں لاٹھی لئے کھڑے ہیں کیوں مجھے مارتے تھے؟ کیا کرتے تھے؟ تو روز سے کہا تجھے یاد نہیں تو کہا بس اتنا یاد ہے ابا لاٹھی لیکر کھڑے ہوتے تھے اور وہ لاٹھی دادی اماں کی ہے او ہو تجھے اتنا یاد ہے تو کہنے لگی جب تجھے یہ یاد ہے کہ جب تجھے قاعدہ انہوں نے شروع کروایا تو کہنے لگی الف ب ج اب ج تو تو نے کہا ابا الف ب ہے کہنے لگے نہیں الف الف ہے کہنے لگا نہیں الف ب ہے تو کہنے لگی ضد آگئی میں تو الف ب کہوں گا تو تمہارے ابا نے وہ

www.ksars.org

قاعدہ اٹھا کر رکھ دیا جاؤ کھیلو اور پتا نہیں کیا سوچتے رہے پھر انہوں نے قاعدہ پڑھایا اور دادی اماں کی لاٹھی اٹھالی تو انہوں نے کہا یہ کیا ہے تونے اپنی توتلی زبان میں کہا تھا اماں کی لاٹھی کہنے لگے دادی اماں کی لاٹھی الف ہوتا ہے، اب جلدی سے پڑھ لو کہ ہم لوگ دادی اماں کی لاٹھی پڑھ رہے ہیں پتا کچھ نہیں کسی کو اگر استاد کے سامنے الف ب کا چکر چل جائے کوئی بچہ نہیں پڑھ سکتا، تعمیل کرنا لازم ہے اب آپ روحانیت سیکھنے جارہے ہیں یا کوئی بھی علم سیکھنے جارہے ہیں اب اسکی الف ب تو ہمیں آتی ہی نہیں ہے۔ اب وہ لوگ کہتے ہیں ہم کیسے مانے یہ تو شریعت کے خلاف ہے، یہ تو طریقت کے خلاف ہے، یہ تو فلاں کے خلاف ہے ارے بھئی استاد کو پتہ ہے شریعت کے خلاف اگر ہو تو استاد ایسا ہے جو شریعت کے خلاف ہو اس کی تو آپ کو شکل بھی نہیں دیکھنی چاہئے دیکھئے ضرورت ہے اس نے الف کو الف کہا ہے اب ماشا اللہ یہاں اتنے سارے صاحبان بیٹھے ہیں ثابت کر دیں الف الف ہے آپ سب پڑھے ہوئے ہیں میں نہیں مانتا الف ہے آپ ثابت کر کے دکھائیں الف الف کو ماشا اللہ اتنے پڑھے ہوئے ہیں...ہیں...ایک بزرگ جی ریل میں جارہے تھے ایک میں سفر کر رہے تھے تو وہاں ایک انگریز بھی آ گیا تو اس کے ساتھ کتے بھی تھا انہوں نے بزرگ سے کہا کہ آپ کو یہ پتا ہے میں نے کتا کیوں رکھا ہوا ہے انہوں نے کہا رکھا ہو گا اپنی حفاظت کے لئے تو کہنے لگے حضرت میں نے یہ سنا ہے مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں جس گھر میں کتا ہو گا اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے تو کہنے لگے یہ ملک الموت جو ہے یہ رحمت کا فرشتہ ہے یا زحمت کا تو انہوں نے کہا ملک الموت رحمت کا فرشتہ ہے تو انگریز نے کہا بس میں نے کتا اس لئے رکھا ہے کہ رحمت کا فرشتہ نہ آئے تو انہوں نے کہا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کتے کی روح نکالے گا وہ تمہاری نکال لے گا تو یہ بڑے لوگ جو ہیں بڑے ہی ہوتے ہیں۔ اختتام

اس پروگرام آخری سیشن میں سوال جواب کا اختتام کرتے ہیں اس پروگرام کو ختم کرنے سے پہلے میں جناب غلام نبی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اختتامیہ کلمات پر فرمائیں۔

جناب غلام نبی صاحب...

خواجہ صاحب: میں بھی آپ حضرات کا بہت مشکور ہو کہ تشریف لائے اور ایسے موضوع پر گفتگو کی ایک بھائیوں کی طرح دوستوں کی طرح جو موضوع متنازعہ بنادیا گیا ہے متنازعہ ہے نہیں متنازعہ بنادیا گیا ہے سیدھی سی بات ہے کہ ہر بیٹا یہ جانتا ہے میرا باپ ہے اور اگر وہ یہ نہیں جانتا یہ میرا باپ ہے تو س کے اندر کمی ہے وہ نافرمان ہے ناسعید ہے تو ہمارا اصل باپ اصل مالک اصل خالق قادر مطلق اللہ ہے ہم اس کی مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہیں تو یہ ہماری ذمہ داری کیا ہے اس کو پہچاننے کے لئے وقت نکالیں اسلئے کہ بندہ جو دنیا میں ہے یہ زیادہ سے زیادہ اسی سال نوے سال دنیا میں ہے لیکن جب جنت اور دوزخ کی زندگی کا تذکرہ آتا ہے تو جنت کی زندگی تو ٹھیک ہے مگر خدانخواستہ خدانخواستہ ہمیں جنت نہیں ملی تو وہ اتنا بڑا عذاب ہے اتنا بڑی طویل زندگی پتا نہیں کب تک ہوگی تو اس سے بچنے کے لئے اس سے محفوظ رہنے کے لئے یہاں کے لئے آسائش و آرام کے ساتھ ساتھ وہاں کی آسائش و آرام تلاش کریں اور یہ بات تو یقینی ہے جانا تو یہاں سے ہے اور دوسری بات بہت زیادہ سمجھنے کی ہے آپ یہاں کچھ بھی کرلیں مکان بنالیں، گھر بنالیں جائیدادیں بنالیں، بینک بیلنس چھوڑ جائیں آپ کے ساتھ کچھ جائے گا نہیں...جو کچھ آپ یہاں اپنے لئے کر دیں گے وہی آپ کا حصہ ہے وہی آپ کی دولت ہے

www.ksars.org

وہی آپ کا سرمایہ ہے اور یہ ضروری ہے کہ چھوٹی سی چیز کے لئے بڑی چیز کو چھوڑنا بڑی نادانی اور بیوقوفی ہے میں آپ سب کا بہت مشکور ہوں آپ تشریف لائے میری معروضات تھی اس کو آپ نے خوشی خوشی سنا اللہ تعالیٰ ہو سکتا ہے اسے قبول بھی کرے تو یہ مراقبہ کا جو تذکرہ جو تصور کیا یہ میرے خیال میں آپ سب لوگ اس کو شروع کر دیں سونے سے پہلے آدھا گھنٹہ نکالیں اور یہ کہیں کہ آدھا گھنٹہ ہم نے اللہ کے لئے نکال دیا ہے تو اس اللہ نے ہمیں پیدا کیا، بڑا کیا، ہمیں عزت دی احترام دیا، رزق عطا فرما، شہرت دی اس چوبیں گھنٹے میں ساڑے تیس گھنٹے آپ دنیا کے لئے خرچ کرتے ہیں آدھا گھنٹہ اللہ کے لئے ضرور نکال لیں اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ سو دفعہ دورد شریف پڑھ لیں یا حیی یا قیوم پڑھ لیں اور پندرہ منٹ یا بیس منٹ سکون یا آدھے گھنٹے کا رکھیں آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور نیلی روشنی کا مراقبہ کریں تو آپ نے سوال نہیں کیا نیلی ہی روشنی کا کیوں مراقبہ کریں سبز کا کیوں نہ کریں، سرخ کا کیوں نہ کریں، نور کا کیوں نہ کریں یہ نیلی روشنیوں کا جو مراقبہ کروایا جاتا ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ آسمان نیلا ہے آسمان جو بھی ہے بہر حال اسے نیلا سمجھا جاتا ہے تو جب ہم نیلی روشنی کا تصور کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ آسمان سے نیلی روشنی آکر ہمارے اندر ذخیرہ ہوتی ہیں تو اس سے ہمارے اندر آس اُگتی ہے اڑانے کی، پرواز کرنے کی، اعلیٰ مقام پر جانے کی، تو آسمان بھی نیلا ہے روشنیاں بھی نیلی ہیں بیچ میں نیلی روشنیاں آسمان سے آرہی ہیں تو ہمارا تعلق علوم سے، بلندی سے ہو جاتا ہے اور یہ بلندی جو ہے ہمیں آہستہ آہستہ اس قابل بنا دیتی ہے کہ جو سب سے بڑا اعلیٰ ہے سب سے بڑا بلند ہے اللہ، اس سے ہمارا رابطہ قائم ہو جاتا ہے دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں میرا تجربہ ہے نچوڑ ہے میری زندگی کا میں سن ۵۰ سے اس روحانی لائن میں ہوں تو اب تو سمجھو ۵۵ سال ہو گئے ۵۵ سال میں جو تجربہ ہے یا تجربے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ روحانیت رسول اللہ ﷺ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جتنی کسی آدمی کے اوپر حضور پاک ﷺ کی محبت جاگ اٹھے گی وہ آٹو میٹک روحانی ہو جائے گا اب وہ محبت کیسے پیدا ہو اب اس کا جو محبت پیدا ہونے کا تجربہ ہے وہ یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کا بار بار مطالعہ کیا تو جتنا زیادہ سیرت طیبہ کا آپ مطالعہ کریں گے، اُتنی ہی حضور سے قربت ہو گی اب آپ کو غصہ آگیا تو آپ کہیں گے میں نے کتاب میں پڑھا تھا حضور نے غصے کو منع کیا ہے، انہوں نے معاف کر دیا چھوڑو میں بھی معاف کر دیتا ہوں۔ اب کسی کی حق تلفی ہو رہی ہے وہ واقعہ حضور نے حق تلفی نہیں کی تھی اب میں نے بھی نہیں کی۔ اب وہ اس روایت کا تذکرہ آجاتا ہے کہ حضور کو وہ کھڑا کر گیا کہ میں آتا ہوں انہوں نے کہا اچھا میں کھڑا ہوں کھڑے رہے حضور، اب دیکھو حضور تو بھئی اتنے گھنٹے کھڑے رہے تو میں نے بھی وعدہ خلافی نہیں کرنی تو ایک ایک دو دو تین تین جو حضور کے اخلاق ہیں اسوہ حسنہ ہیں جب ہمارے اندر منتقل ہونگے تو آہستہ آہستہ ہمارے اوپر حضور پاک ﷺ کی زندگی محیط ہو جائے گی اس دائرے میں آجائیں گے، اس فریم میں آجائیں گے۔ جب ہماری زندگی ساری کی ساری ایک فریم میں گزرے گی کہ حضور نے یہ کیا ہم بھی کریں گے حضور نے یہ نہیں کیا ہم بھی نہیں کریں گے تو اب تو یہ دو باتیں ایک تو سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے اور ایک مراقبہ آدھا گھنٹہ، وضو بھی ہے درود شریف بھی ہے تو یہ چیزیں آپ کریں گے تو انشاءاللہ، اللہ کے فضل سے اس کے اوپر حضور پاک ﷺ کی محبت سے اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے روحانی راستہ مل جائے گا اور جو بندہ یا بندہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین جاھدوا فینا... جو لوگ میرے لئے کوشش کرتے ہیں میں نے لازم کر لیا ہے میں راستہ دکھاؤں گا اللہ کا وعدہ، اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اب اتنی دیر یہ نہیں کہ وقت دیا جائے۔ تو آپ لوگ

www.ksars.org

تشریف لائے بہت بہت شکریہ بڑی نوازش تھی جناب آپ لوگوں کی۔ ایک سیرت کی کتاب میں نے تین جلدیں لکھی محمد ﷺ انشااللہ پہلی جلد پیش کی جائے گی اس کو پڑھئے گا۔ کوئی بات نہیں کہ حضور پاک ﷺ کی جو طرز فکر ہے جو طرز زندگی ہے اسوہ حسنہ ہے وہ انشا اللہ ہمارے اندر منتقل ہو جائے گی۔ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عشق عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات اور اپنی روح کا عرفان عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو آسان فرمائے ہماری چھوٹی بڑی گناہوں کو لغزشوں کو معاف فرمائے اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو سعید بنائے اللہ تعالیٰ والدین کے ذمہ جو اولاد کے فرائض ہیں اسے سبکدوش فرمائے اللہ تعالیٰ ہماری دین اور دنیا اچھی فرمائے ربنا اتنافی دنیا ... صلی اللہ تعالیٰ... السلام و علیکم و رحمتہ اللہ... اختتام

سوال: تصوف اور روحانی علوم میں مراقبہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب اس دنیا میں پیدا فرمایا اسی وقت سے حضور ﷺ کی سیرت شروع ہو جاتی ہے۔ سیرت سے مراد یہ نہیں ہے کہ نبوت کے بعد جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا یا جو کچھ رسول ﷺ کی زندگی سے لوگوں نے استفادہ کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس کو ریکارڈ کیا۔ یہ بھی سیرت ہے لیکن سیرت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر دنیا میں بھیجا۔ حضور پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ اَوّل ما خلق اللّٰہ نوري... کہ اللہ نے کائنات بنانے سے پہلے، سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا۔ اب جب کائنات زیر بحث آتی ہے تو کائنات سے پہلے اگر کوئی چیز زیر بحث آتی ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا نور ہے۔ جب کائنات کی بنیاد ہی رسول اللہ ﷺ کا نور بنی تو رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کو ہم کسی بھی صورت سے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس لئے کائنات، ساری کائنات کا دارومدار ہی اس بات پر ہے اَوّل ما خلق اللّٰہ نوري... کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور تخلیق کیا۔ اور اس نور کے بعد، اس نور سے ساری کائنات بنی۔ تو جب ہم کائنات کا تذکرہ کرتے ہیں، کائنات اتنی بڑی کائنات ہے اس میں کہکشانی نظام ہے، ستارے ہیں سورج ہیں اربوں کھربوں اس قسم کی دنیا جس میں ہم بیٹھے ہیں اربوں کھربوں ایسی دنیائیں ہیں۔ جب ہم اس کا تذکرہ کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کا پہلے تذکرہ کرنا ہوتا ہے۔ تو حضور پاک ﷺ کی جو زندگی ہے اور حضور پاک ﷺ کی جو سیرت ہے وہ اسی دن سے شروع ہو جاتی ہے کہ جس دن سے رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ جب ہم حضور پاک کا تذکرہ کرتے ہیں اور سیرت مطہرہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں ہم حضور ﷺ کے بچپن کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ سیرت پاک کے مطالعے کے بعد یہ بات ذہن میں نہیں آتی اور نہ ہی کسی کتاب میں یہ ملتی ہے کہ سیرت نگار حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی اسی زندگی کو قلم بند کیا ہے جو

www.ksars.org

زندگی نبوت کے بعد کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ مائی حلیمہ صاحبہ تشریف لائیں۔ بکریوں کے تھنوں میں دودھ کا پیدا ہونا۔ رسول اللہ ﷺ کا جب وہ تشریف لے جارہے تھے وہاں حضور کا اس اونٹنی پہ بٹھا کر مائی حلیمہ تشریف لے جارہی تھیں اس کا صحت مند ہونا۔ بادل کا سایہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک شق ہونا۔ اس کو دھونا۔ دھو کے پھر دوبارہ رکھنا۔ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی کا ڈر کے خوف زدہ ہو کر ان کا بھاگنا۔ اپنی ماں حلیمہ کو اور باپ کو بلا کر لانا کہ محمد کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ پھر اس کا آنا اور حضور کو دیکھنا، پھر حضور کا یہ فرمانا کہ فرشتے آئے تھے اور انہوں نے میرا سینہ شق کیا اور دل نکالا اس کو دھویا اور دوبارہ رکھ دیا۔ تو یہ ساری چیزیں جو تھیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا صادق ہونا، سچا ہونا، امین ہونا، رحم دل ہونا یہ بھی نبوت سے پہلے کی ہی باتوں کے زمرے میں آتی ہیں۔ نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا بتوں کو برا سمجھنا۔ بت پرستی نہ کرنا یہ بھی ساری چیزیں جو ہیں نبوت سے پہلے کی ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی اسی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے جو زندگی نبوت کے بعد کی ہے پھر ایک بہت بڑا خلا اور گیپ رہ جائے گا۔ اس لئے کسی آدمی کو پہچاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا بچپن کیسا ہے، اس کا خاندان کیسا ہے، اس کا ماحول کیسا تھا، اور اس نے کس طرح دنیا میں مقام حاصل کیا۔ کس طرح ترقی کی وغیرہ وغیرہ۔ جب انہیں اعتراض ہوتا ہے عام طور سے کہ صاحب یہ مراقبہ جو ہے اس کو تو سب مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں مراقبہ کیا۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ کہتے ہیں کہ صاحب رسول اللہ ﷺ غار حرا میں مراقبہ نبوت کے بعد نہیں کیا۔ یہ بات صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نبوت کے بعد غار حرا میں تشریف نہیں لے گئے اور اگر تشریف لے گئے ہیں تو اس کی کوئی تحریری یا کتابی شکل میں ہمارے سامنے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اب اس کو آپ دنیاوی نقطہ نظر سے مثال کے طور پر یوں ہے کہ ایک آدمی نے کسی سبجیکٹ میں پی ایچ ڈی کیا۔ ہم نے اس آدمی کو پی ایچ ڈی دیکھا، ڈاکٹر دیکھا۔ تو ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ صاحب اس آدمی نے تو اے بی سی ڈی نہیں پڑھی تو ہم کیوں پڑھیں۔ تو ایسا نہیں ہے۔ جب تک وہ پی ایچ ڈی آدمی نے اے بی سی ڈی نہیں پڑھی، جب تک کہ پہلی کلاس نہیں پڑھی، نرسری نہیں پڑھی، پرائمری کلاسیں نہیں پڑھی، میٹرک نہیں کیا، ایم اے نہیں کیا اس وقت تک وہ پی ایچ ڈی نہیں ہو سکتا۔ تو جب بھی کسی کو پی ایچ ڈی کرنا ہو گا تو اس کو اسی روٹین سے گزرنا ہو گا کہ میں نرسری کلاس میں داخل ہوں۔ آہستہ آہستہ پڑھوں۔ تو نبوت کی شان بھی یہی ہے کہ جہاں تک نبوت کا تعلق ہے نبوت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتقل ہوتی ہے۔ لیکن جب ہم شعوری حواس کا تذکرہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے اس کا بنایا ہوا کہ شعور بتدریج ترقی کرتا ہے۔ شعور کے اندر بتدریج طاقت آتی ہے۔ تو اسی شعور کے اندر طاقت آنے کے لئے کہ شعور کے اندر کیا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے انوار کا انشراح ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کیا وہ تفکر کیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے جو کچھ کیا وہ بھی تفکر کیا۔ جناب حضرت ابراہیمؑ نے آپ نے سنا ہو گا چاند ستارے خدا ہیں، اور یہ خدا ہے، وہ خدا ہے اور جب وہ چھپتے رہے تو وہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ چھپنے والا خدا نہیں ہو سکتا۔ تو کوئی آدمی یہ کہے صاحب کہ حضرت ابراہیمؑ نے تفکر کیا تھا یہ تو نبوت سے پہلے کا تفکر تھا تو ہم کیسے تفکر کریں تو یہ بات جو ہے میرا اپنا خیال ہے اس میں لوگ چونکہ گہرائی میں نہیں سوچتے اس لئے اس قسم کی باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ حضور پاک ﷺ کے وصال تک ہر ہر لمحہ، ہر ہر دن اور ہر ہر مہینہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک سے متعلق ہے۔ یہ جو بات انہوں کہا کہ صاحب رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں تشریف لے

www.ksars.org

جاتے تھے، نبوت کے بعد حضور تشریف نہیں لے گئے۔ اور معاشرے میں انہوں نے کام کیا۔ جب ہم یہ مراقبہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ بھئی آپ دنیا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جائیں، جنگل میں بیٹھ جائیں۔ وہاں پشاور میں وہاں ایک بہت بڑے اجتماع میں اسی طرح کا ایک اجتماع تھا وہاں اس میں بڑے بڑے افسران تھے تو وہاں مجھ سے یہی سوال ہوا تھا کہ صاحب آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا گھر بار چھوڑ کر جنگل میں جا کر بیٹھ جائے۔ بیوی کا خیال کرے نہ بچوں کا خیال کرے بس مراقبہ میں آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں۔ میں نے اس کے جواب میں ایک بات پوچھی کہ وہ یہ کہ بھئی ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمائی ہے کہ میں دو گناہ معاف نہیں کروں گا۔ ایک گناہ تو یہ ہے کہ میں شرک معاف نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اگر کوئی شریک ٹھہرائے گا تو وہ گناہ ناقابل معافی ہے۔ دوسری بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ میں حقوق العباد معاف نہیں کرتا۔ تو اگر کوئی آدمی یہ دنیا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جائے اور جنگل میں چلا جائے نہ وہ والدین کے حقوق پورے کرے نہ بیوی بچوں کے حقوق پورے کرے نہ وہ معاشرے کے حقوق پورے کرے تو بھائی یہ تو وہ شرک کر رہا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو شرک کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ اور مفت میں کہ صاحب آپ لوگوں کو شرک کی طرف دعوت دیں اور اپنی وہاں عاقبت خراب کریں اور دوزخ کے انگارے ہم کھائیں۔ مقصد یہ نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہر آدمی کا یہ فرض ہے کہ وہ باپ کو جانتا ہو۔ اگر کوئی آدمی اپنے باپ کو جانتا پہچانتا نہیں ہے یا اس کو باپ کا علم نہیں ہے تو اس آدمی کی معاشرے میں قدر و قیمت نہیں ہے۔ معاشرے میں اپنا وجود قائم کرنے کے لئے اور معاشرے میں خود کو ظاہر کرنے کے لئے اور معاشرے کا ایک معزز رکن بننے کے لئے ہر شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے باپ کو جانتا ہو، اپنی ماں کو جانتا ہو۔ اگر کوئی آدمی اپنے باپ سے ناواقف ہے۔ کوئی کہتا ہے تمہارا باپ کون ہے اس کو پتہ نہیں اس کو معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ تو اسی صورت سے اگر کوئی آدمی اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے اصلی باپ خدا سے واقف نہیں ہے تو ساری کائنات اس کو رد کر دیتی ہے اٹھا کر پھینک دیتی ہے۔ اس کا کوئی وجود کائنات میں سوائے بوجھ کے کچھ نہیں ہے۔ جس طرح ایک باپ سے واقف ہونا ضروری ہے اسی طرح ہر مخلوق کو، مکلف مخلوق کو، دو مخلوق اللہ نے بنائے ہیں، ایک جنات ایک انسان۔ ان کے لئے لازم ہے کہ اپنے رب کو جانتے ہوں، اپنے باپ کو پہچانتے ہوں، اپنے پیدا کرنے والے خالق کو پہچانتے ہوں۔ تو کوئی یہ کہے صاحب کہ باپ کو پہچاننے کے لئے تو ہمیں سب کچھ چھوڑنا پڑے گا ایسا نہیں ہے۔ باپ نے یہ ساری کائنات آپ کے لئے بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو خالق ہیں، اور اصلی باپ ہیں، خالق ہیں، رب ہیں، رب العالمین ہیں انہوں نے یہ کائنات اس لئے نہیں بنائی کہ آپ نہ روٹی کھائیں، نہ کپڑا پہنیں، جنگل میں چلے گئے۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ نے جو اپنا دستر خوان بچھایا ہے زمین میں اس لئے بچھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں آپ اچھے سے اچھا کھانا کھائیں، اچھے سا اچھا کپڑے پہنیں، اچھی سے اچھی رہائش اختیار کریں۔ لیکن ساتھ ساتھ جو باتیں اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہیں انہیں اختیار کریں اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں انہیں چھوڑ دیں۔ اللہ کو جو تلاش کرنا ہے جب تک کہ کوئی آدمی اس بات کی طرف اپنا ذہن نہیں لے جائے گا کہ اللہ ہے کون، اللہ ہے کون، اللہ کہاں رہتا ہے؟ تو اس وقت تک وہ اللہ کو تلاش نہیں کر سکتا۔ اب رہ گئی یہ کہ صحابہ کرامؓ نماز سے مدد مانگتے تھے اور صبر سے، ہ ٹھیک بات ہے نماز، میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا اور ایک کتاب بھی لکھی روحانی نماز۔ آپ لوگوں کو فی الواقع اس لٹریچر پڑھنا چاہیئے۔ مسلمان لٹریچر نہیں پڑھتا۔ روحانی نماز میں نے

www.ksars.org

کتاب لکھی۔ اس میں یہ بات بتائی ہے کہ نماز دراصل مراقبہ ہے۔ مراقبہ کا مطلب ہے کنسنٹریشن۔ مراقبہ کا مطلب ہے کسی ایک نقطہ پر ذہن کو مرکوز کرنا۔ یہ مراقبہ ہے۔ لیکن مراقبہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ جنگل چلے جائیں۔ اور بستیاں غیر آباد ہو جائیں۔ بچے یتیم ہو جائیں۔ بیویاں بیوہ ہو جائیں۔ نہیں یہ تو حق تلفی آپ کر رہے ہیں۔ یہ تو اللہ کے راستے پر چلنے کے بجائے آپ شیطان کے راستے پر چل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا...لارہبانیۃ فی الاسلام...اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ اسلام میں یہ بات نہیں ہے کہ آپ دنیاداری چھوڑ دیں۔ دنیاداری کرتے ہوئے، تمام حقوق پورے کرتے ہوئے آپ کے اوپر یہ فرض ہے کہ آپ اللہ سے واقف ہو جائیں۔ اب اللہ سے واقفیت کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا... من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ... پہلے ضروری ہے کہ آپ اپنے وجود سے واقف ہوں۔ کہ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارا وجود کیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی اپنے اندر غور کرے، اپنے وجود کے بارے میں تفکر کرے تو سب سے پہلے اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ میرا دل برابر حرکت کر رہا ہے۔ پھیپھڑے جو ہیں وہ بھی چل رہے ہیں۔ آنتیں بھی چل رہی ہیں۔ آٹومیٹک ہر کام ہو رہا ہے۔ یہ کوئی مشین نہیں لگی ہوئی ہے۔ کوئی بجلی کا کرنٹ نہیں آرہا ہے۔ کوئی تار نہیں ہے۔ پھر کیسے یہ سب چیزیں آٹومیٹک چل رہی ہیں۔ دیکھیں ناں دل ہر وقت چلتا رہتا ہے۔ اچھا اب آنکھیں ہیں آپ کی۔ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ کیمرہ ہے... اللہ تعالیٰ نے آنکھیں جو ہیں کیمرہ بنایا ہے۔ اور پلکیں جو ہیں شٹر ہیں۔ اوپر نیچے ہوتا رہتا ہے روشنی جاتی رہتی ہے آٹومیٹک کیمرہ چلتا رہتا ہے۔ آپ کھانا کھاتے ہیں آپ کو ہضم کرنے کے لئے کوئی کام نہیں کرنا پڑتا۔ کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کھانے کا حساب کتاب کریں ایک آدمی اگر دن میں دو سیر بھی کھانا کھاتا ہے تو ایک مہینہ میں ساٹھ سیر ہو گیا۔ ڈیڑھ من۔ ایک سال میں کتنا ہوا جی؟ اٹھارہ من۔ تو ایک سال میں جتنا کچھ آدمی نے کھایا اس کے حساب سے اس کا وزن اٹھارہ من ہونا چاہئے۔ لیکن اس کا وزن ایک من سے زیادہ ہوتا ہی نہیں۔ اس کا مطلب ہے یہ بھی ایک نظام ہے۔ جتنا کچھ آدمی کھاتا ہے اس کے اندر سے جتنی انرجی کی اس کو ضرورت پڑتی ہے وہ باڈی حاصل کر لیتی ہے باقی فضلہ بن کر نکل جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت آپ کی سمجھ میں آئے گا۔ اس وقت آپ اس کی طرف متوجہ ہوں گے جب خود کو تلاش کریں گے۔ جب concentrate کریں گے اس بات پر کہ میں کون ہوں۔ کیسے بن گیا۔ آپ ماں کے پیٹ میں نو مہینے رہتے ہیں۔ کہیں ہوا نہیں۔ ہوا کا کوئی وجود نہیں۔ پرورش ہو رہی ہے۔ نو پونڈ، سات پونڈ کا بچہ ہوتا ہے۔ ماں اپنے پیٹ میں لئے لئے پھرتی ہے۔ وہاں کوئی اس کو پریشانی نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس آپ کے پیٹ میں گیس بن جائے۔ جس کا کوئی وزن نہیں۔ نظر بھی نہیں آتی آپ کو ساری رات نیند نہیں آتی۔ ساری رات پیٹ میں درد رہتا ہے۔ تو یہ سارا نظام اس وقت آپ کی سمجھ میں آئے گا جب آپ پہلے یہ سوچیں کہ میں کون ہوں؟۔ اسی کو حضور ﷺ نے فرمایا... کہ پہلے خود کو پہچانو۔ پہلے جب خود کو پہچانو گے پھر تمہارا ذہن اس طرف جائے گا کہ میرا رب کون ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں...لآیٰت لی اولی الالباب... یہ ساری نشانیاں اس لئے ہیں تا کہ لوگ غور و فکر کریں۔ تو یہ مراقبہ جو ہے دراصل مراقبہ ایک اصطلاحی نام ہے۔ اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ غور و فکر کرنا، ذہن کو یکسو کر کے اپنے رب کو تلاش کرنا۔ نماز میں کیا ہوتا ہے۔ نماز میں بھی رب کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر نماز کا مفہوم ربط و تلاش کرنا نہ نکلے تو پھر نماز کا کیا مفہوم ہوا؟ نماز کا تو مفہوم ہی یہ ہے کہ جب ہم نماز قائم کریں تو ہمیشہ اگر صحیح نماز ہم قائم کرتے ہیں تو ہمیں اللہ نظر آنا چاہیئے۔ ہمیں اللہ نظر آنا چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ایک ہستی

www.ksars.org

ہے جس کے آگے ہم سجدہ کر رہے ہیں۔ تو اللہ ہمیں اس لئے نظر نہیں آتا کہ ہم نے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں کی کہ اللہ کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ مراقبہ رسول اللہ ﷺ کی ایسی سنت ہے کہ جو نبوت سے پہلے غار حرا میں اس سنت پر عمل ہوا۔ اور نبوت پر فائز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سنت پر نماز کی صورت میں عمل کرنے کا حکم دیا۔ اب ہمارے ہاں صورت حال یہ ہے کہ ہم نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں تو نماز میں ہمیں یہ یقین ہوتا ہی نہیں۔ سترہ رکعت پڑھ جائیں آپ عشاء کی، اس میں ایک رکعت میں بھی ذہن یکسو نہیں ہوتا۔ تو اس ذہنی یکسوئی حاصل کرنے کے لئے کیا طریقہ ہے ہمارے پاس بجز اس کے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کو تلاش کریں جس سنت پر عمل کر کے رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر سکتے ہیں۔ دیکھئے مکہ بیت اللہ شریف موجود تھا۔ بیت اللہ شریف میں کیوں قرآن پاک نازل نہیں ہوا۔ غار حرا میں کیوں نازل ہوا؟ یہ سوال ہے ایک آدمی کر سکتا ہے۔ ٹھیک ہے بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا تو ان سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ غار حرا میں کیوں قرآن نازل ہوا۔ یہ ایک سوال ہے اس کو بتائیں؟۔ اگر غار حرا کی کوئی حیثیت نہیں تھی نبوت سے پہلے تو غار حرا میں قرآن کیوں نازل ہوا۔ پہلی آیات کیوں نازل ہوئیں... اقراء باسم ربک الذی خلق... خلق الانسان من علق... تو یہ جن بھائی نے بھی سوال کیا اس میں یہ ہے کہ یہ حجروں میں بند ہونا، جنگل میں مقید ہو جانا، مراقبہ کا مطلب ہرگز نہیں ہے۔ مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے حقوق نبھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دیکھئے معاشرے میں کام کیا۔ لڑائیاں بھی لڑیں۔ حضور پاک ﷺ نے شادیاں بھی کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قبیلوں کے فیصلے بھی کرائے۔ لوگوں کا علاج بھی کیا۔ دم درود بھی کیا۔ جو بھی معاشرے کی جو ضروریات تھیں سب کیں۔ بالکل اسی طرح ہمیں چاہئے کہ دنیاوی تقاضے پورے کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی اس سنت پر عمل کریں جس سنت پر عمل کر کے رسول اللہ ﷺ کے اوپر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی کائنات میں غور و فکر کر کے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ بھئی انہوں نے مراقبے کئے یا نہیں کئے۔ تو صحابہ کرامؓ کی نماز تو سارا ہی مراقبہ تھا۔ نماز کو اگر آپ concentration کہتے ہیں تو صحابہ کرامؓ جب نماز قائم کرتے تھے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ صاحب گھر میں آگ لگ گئی اور پتہ ہی نہیں چلا۔ حضرت علیؓ کی نماز آپ نے سنی ہو گی۔ کہ صاحب ایک تیر لگ گیا کمر میں۔ جب اس کو نکالنے لگے تو تکلیف ہوئی۔ تو لوگوں نے کہا ٹھہر جاؤ۔ جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے وہ نماز کی نیت باندھ لی انہوں نے جناب وہ تیر کھینچ بھی لیا اب دیکھئے تیر میں وہ بھالا ہوتا ہے وہ جب باہر نکلتا ہے تو پورا گوشت نکل کے باہر نکل آجاتا ہے۔ تیر نکال بھی دیا۔ مرہم پٹی بھی کر دی۔ سب کچھ ہو گیا اور انہیں پتہ بھی نہیں چلا۔ وہ کہاں بھئی پٹی ہو گئی نماز کے ... سلام کے بعد۔ تو یہ نماز بجائے خود concentration ہے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے سب کو پتہ ہے کہ وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ کتنی دیر ہو گئی۔ اور پیر مبارک میں ورم آجاتا تھا۔ اتنی استغراق یا concentration۔ یہ سب مراقبہ کا مطلب ہے concentration استغراق اللہ کی ذات کے اوپر مراقبہ کا یہ مطلب ہوا۔ دوسری بات جو انہوں نے ہمارے حضور قلندر بابا اولیاؒ نے لوح و قلم میں لکھی ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے اندر کے لطائف اور صحابہ کرامؓ کی جو روح تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی قربت کی وجہ سے اتنی روشن اور منور تھی کہ انہیں الگ سے concentration کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نبوت کے انوار سے

www.ksars.org

ان کے عین اتنے لبریز تھے کہ انہیں اس بات کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین آئے۔ تابعین کے بعد تبع تابعین آئے اب جیسے جیسے یہ دور گزرتا چلا گیا تو اسلام کے انوار کے ذخیرے میں کمی ہوتی چلی گئی۔ مثلاً بادشاہت آگئی۔ اسلام میں بادشاہت نہیں ہے۔ لیکن بادشاہت آگئی۔ جب بادشاہت آگئی تو بادشاہوں نے اپنے مفید مطلب اشیاء میں مصلحتیں شامل کرنا شروع کردیں۔ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اہل بیت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے قتل کیا جاتا تھا۔ تو اب جب تبع تابعین کے بعد وہ لوگ جو روحانی لوگ تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں شغف تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے علم کے وارث تھے۔ وہ بیٹھے سر جوڑ کر اور انہوں نے کہا یہ تو جس طرح یہ چل رہا ہے حساب کتاب اس طرح تو کہیں نام و نشان ہی نہ رہ جائے۔ انوار سے لوگ برابر دور ہوتے چلے جارہے ہیں اور دنیاداری میں زیادہ سے زیادہ گھستے چلے جارہے ہیں۔ انہوں نے بیٹھ کے ایک پروگرام بنایا۔ اور پروگرام یہ بنایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قربت حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے انوار اپنے اندر منتقل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں نبوت سے پہلے جو طرزِ عمل اختیار کیا تھا اسے اپنایا جائے۔ اس کے بعد پھر یہ جیسے جیسے......بڑھتا رہا اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہے۔ اور انہوں نے اس کو تصوف کو یا روحانیت کو آگے بڑھایا۔ اور اس بڑھانے کے نتیجہ میں یہ لوگ پیدا ہوئے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ہیں۔ حضور داتا گنج بخشؒ ہیں۔ ہزاروں اللہ کے بندے ہیں۔ سب نے مراقبے کئے۔ لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ مراقبہ کرنے کا مطلب یہ ہے صاحب نماز سے بھی آزاد۔ کپڑوں سے بھی آزاد۔ کھانے پینے سے بھی آزاد۔ ایسا نہیں ہے۔ concentration، ذہنی مرکزیت۔ تو ذہنی مرکزیت آپ چلئے آنکھیں بند کرکے نہ بیٹھیں۔ نماز میں ذہنی مرکزیت قائم کریں۔ اگر کرسکتے ہیں۔ لیکن چونکہ نماز ایک اجتماعی فریضہ ہے اس میں آپ کے ہاتھ بھی ہلیں گے، آپ کا منہ بھی ہلے گا، آپ کچھ بولیں گے بھی، آپ کچھ دیکھیں بھی، آپ کچھ سنیں گے بھی، آپ کھڑے بھی ہوں گے، آپ جھکیں گے بھی، آپ ادھر ادھر بھی دیکھیں گے، گردن بھی ہلائیں گے، تو اس میں انسان اتنا مصروف ہوتا ہے تو اس میں concentration جو ہے اگر اس کو مسئلہ ہو تو اس کو concentration حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری قرار پایا کہ تمام ارکان اسلام کو پورا کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ایک وقت ایسا نکالا جائے کہ جس وقت میں جسمانی حرکات و سکنات معطل ہوں۔ ذہن کی حرکت جو خیالات ہیں ان سے آدمی آزاد ہو جائے۔ اور صرف اور صرف یہ نقطہ کہ اس کا ذہن رسول اللہ ﷺ کے انوار میں جذب ہو اسی کا نام مراقبہ ہے۔ یہ جن صاحب نے سوال کیا ہے یہ اگر تشنگی رہ گئی ہو تو دوبارہ کرسکتے ہیں۔ (اختتام)

www.ksars.org

سوال: تصوف میں فنا کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: بھائی تصوف اور روحانیت تو بڑی بات ہے یہ تو ہم دنیا میں۔۔، پہلے تو آپ پوچھیں ہم دنیا میں کتنے فنا ہوتے ہیں؟ جس روز بچہ پیدا ہوتا ہے اسی روز سے فنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر آج کا بچہ، آج کے بچے پر آج کا دن فنا نہ ہو تو وہ کل میں داخل ہی نہیں ہو سکے گا۔ بچے کا ہر لمحہ فنا ہو رہا ہے۔ اور دوسرے لمحے میں بچہ پیدا ہو رہا ہے۔ یہ لمحات کے اوپر فنا جو ہے یہی نشو و نما ہے۔ اگر آج کا بچہ۔۔ وہ دو گھنٹے کا بچہ ہے یا ایک دن کا بچہ ہے اس کے اوپر وقت کی فنا نہ ہو بچہ بڑھ ہی نہیں سکتا۔ بچپن فنا ہوتا ہے تو لڑکپن پیدا ہوتا ہے۔ لڑکپن فنا ہو گا، جوانی آئے گی۔ جوانی فنا ہو گی تو وہ آپ کو کیا کہتے ہیں وہ ادھیڑ عمر۔ اور جب آدمی کے ادھیڑ عمر پر فنا واقع ہو گی تو بڑھاپے میں داخل ہو گا۔ اور بڑھاپے پر جب فنا ہو گی تو آدمی مر جائے گا۔ تو تصوف اور روحانیت تو بڑی بات ہے پہلے آپ اپنے اوپر غور کریں کہ آپ، جن بھائی نے سوال کیا ان کی عمر کیا ہے؟ کن صاحب نے کیا یہ سوال؟ ہیں؟ جن صاحب نے بھی یہ سوال کیا ہے ان کی عمر اگر فرض کیجئے تیس سال کی ہے تو کیا آپ جب سے پیدا ہوئے ہیں اب تک بغیر فنا کے تیس سال کے ہو گئے تو یہ دنیا کا تو نظام ہے فنائیت پہ۔ دنیا فنا ہو رہی ہے اور نئی دنیا پیدا ہو رہی ہے۔ تو تصوف میں تو کتنی فنائیت ہوتی ہیں وہ تو الگ بات ہے۔ پہلے تو آپ ہمیں سوچ کے یہ بتائیں کہ جب سے آپ پیدا ہوئے آپ کتنی دفعہ فنا ہوئے پھر ہم ذرا تصوف پہ بات کریں گے۔ اختتام

www.ksars.org